www.poetrymania.com©

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱)

تجھ سے پوچھتے ہیں لڑائی میں ہاتھ آئے ہوئے مال سے۔ کہدے کہ لڑائی میں ہاتھ آیا ہوا مال اللہ اور رسول کا ہے پھر ڈرو اللہ سے اور صلح رکھو آپس میں اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اگر تم ایمان والے ہو (۱)

(۱) (یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ) جو مال کہ لڑائی میں ہاتھ لگے اُس کو انفال کہتے ہیں اس سورہ میں جنگ بدر کا ذکر ہے۔ جنگ بدر کے واقعہ پر مخالفین اسلام نے بہت کچھ الزام لگائے ہیں جن کی نسبت بالتفصیل ہم بحث کرینگے لیکن اول مختصراً اس واقعہ کو بلا کسی قابل بحث اشارہ کے لکھتے ہیں اور اس کے بعد اس کی بحث طلب جزئیات کو بیان کرینگے۔ بدر ایک چشمہ کا نام ہے جو وادی صفرا کے اخیر ینبوع کے قریب بحر احمر کے کنارہ کے پاس مدینہ سے تین منزل پر واقع ہے۔ اُس چشمہ کے سبب سے وہ مقام مشہور ہو گیا ہے۔ عرب میں پانی کی نہایت قلت ہے، اور جہاں کہیں چشمہ ہوتا ہے وہ جگہ مشہور اور نہایت عزیز ہو جاتی ہے۔ جس لڑائی کا اس سورہ میں ذکر ہے وہ اسی مقام پر ہوئی تھی اور اسی لئے جنگ بدر کے نام سے مشہور ہے ✦

> بدر بالفتح ثم السکون ماء مشهور بین مکة والمدینة اسفل وادی الصفراء بینه وبین الجار وهو ساحل البحر لیلة به کانت الواقعة المشهورة بین النبی صلعم واهل مکة۔
> (مراصد الاطلاع)

شام کے ملک سے قریش کا ایک قافلہ جس میں تیس چالیس آدمی تھے ابی سفیان کے ساتھ بہت سامان و اسباب لئے ہوئے مکہ کو آتا تھا۔ انہی دنوں میں مکہ کے قریش نے بہت سے آدمی لڑائی کے لئے جمع کئے اور مکہ سے کوچ کیا۔ انہی دنوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو لڑنے والے لوگوں کے ساتھ مدینہ سے کوچ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقام بدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مکہ کے قریش سے لڑائی ہوئی۔ یہ واقعہ سنہ ۲ ہجری میں واقع ہوا ✦

www.poetrymania.com©

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾	اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاوے اُن کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اُنکو اُس کی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاویں تو زیادہ کر دیتی ہیں اُن میں ایمان کو اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں ﴿٢﴾

اب چند امور اس میں بحث طلب ہیں۔ اول یہ کہ۔ مکّہ کے قریش نے کیوں لڑائی کے لیے لوگ جمع کیے تھے اور کیوں لڑنے کے ارادہ سے نکلے تھے۔ تمام مسلمان مورخ لکھتے ہیں کہ قریش مکّہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ابی سفیان والے قافلے کے لوٹنے کا ہے اس لیے اُنہوں نے اس قافلہ کے بچانے کو لوگ جمع کیے اور لڑائی کے ارادہ سے نکلے۔

اگر یہ روایتیں صحیح مان لیجاویں تو بھی یہ بات لازم نہیں آتی کہ جو خبر اُن کو پہنچی تھی وہ صحیح تھی اور در حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ اُس قافلہ کو لوٹنے کا تھا۔ علاوہ اس کے جب قریش مکّہ نے بہت سے لڑنے والے آدمی جمع کر کے لڑائی کے ارادہ پر کوچ کیا تھا تو اس بات کا کسی طرح سے یقین نہیں ہوسکتا کہ اُن کا ارادہ صرف اُس قافلہ ہی کی حفاظت کا تھا اور خاص مدینہ پر چڑھائی کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ دو دلیلیں ایسی صاف ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ اُن کا ارادہ اس سے زیادہ تھا اس لیے کہ اُنھوں نے اس قدر آدمی جمع کیے تھے اور لڑائی کا سامان اور نفیر عام اس طرح پر کی تھی جو قافلہ کی حفاظت کی ضرورت سے بہت زیادہ تھی۔ اور جب کہ وہ قافلہ خدشہ کے مقام سے بچکر نکل گیا اُس وقت بھی اُنھوں نے کوچ کو اور لڑائی کے ارادہ کو موقوف نہیں کیا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ اُن کا ارادہ اُس قافلہ ہی کے بچانے کا تھا تب بھی اہل مدینہ کو کسی طرح اس بات پر طمانیت نہیں ہوسکتی تھی کہ اُن کا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا نہیں ہے بلکہ جو عداوت اہل مکّہ کو مہاجرین اور مدینہ کے انصار سے تھی اور جس پر حملہ کرنے اور غارت کرنے کی وہ ہمیشہ دھمکی دیتے تھے اور اُس کے خواہشمند بھی تھے وہ ایک قوی دلیل اس خیال بلکہ یقین کرنے کی تھی کہ وہ ضرور مدینہ پر بھی حملہ کرینگے۔

دوسرے یہ کہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں مدینہ سے بقصد جنگ کوچ کیا تھا۔ تمام مسلمان مورخوں کا جن کی عادت میں داخل ہے کہ بلا سند روایتوں اور غلط و صحیح افواہوں کو بلا تصحیح و تنقید اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اور انہی پر بناء واقعات قایم کرتے ہیں یہ قول ہے کہ آنحضرت اور اُن کے صحابہ نے یہ بات خیال کر کے کہ ابی سفیان کے ساتھ کے قافلہ میں لوگ بہت تھوڑے ہیں اور مال بہت زیادہ ہے لوٹ لینے کا ارادہ کیا تھا اور اسی وجہ سے کوچ کیا اُس کی خبر قریش مکّہ کو پہنچی تو اُنھوں نے نفیر عام کی اور قافلہ کے بچانے کو نکلے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قریش کے

www.poetrymania.com©

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾	وہ لوگ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾

ساتھ لوٹنے اور ان کے قافلہ کے لوٹنے کا قصد اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اس کے دفع کرنے کو قریش بقصد لڑائی نکلے ٭

ان مسلمان مورخوں کی نادانی اور غلطی سے مخالفین مذہب اسلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نسبت قافلوں کے لوٹنے کا جو پیغمبری کی شان کے شایاں نہیں ہے اور بلا سبب لڑائی کی ابتدا کرنے کے الزام لگانے کا موقع ہاتھ آیا ہے اور بہت زور شور سے اُن الزاموں کو قائم کیا ہے لیکن اُس زمانہ کی حالت پر اور جو طریقہ دشمنوں کے ساتھ پیش آنے کا اُس زمانہ میں بلا اعتراض کے مروج تھا اگر اُس پر لحاظ کیا جاوے تو ایسا کرنے میں بھی اگر کیا گیا ہو کوئی مقام اعتراض کا نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اُس طریقہ تعجب انگیز کا جو حضرت موسے نے اپنے دشمنوں کے ساتھ اختیار کیا تھا اس کے ساتھ مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر ایسا کیا گیا بھی ہو تو حضرت موسے کے برتاؤ کی بہت ہی خفیف درجہ رکھتا ہے ٭

مگر در حقیقت یہ الزام محض غلط اور بے بنیاد ہیں اور وہ حدیثیں اور روایتیں جن کی بنا پر وہ الزام قائم کئے ہیں از سرتاپا غلط اور غیر مستند ہیں۔ قرآن مجید میں یہ واقعہ نہایت صفائی سے مندرج ہے اور اُس میں صاف بیان ہوا ہے کہ کس گروہ کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ کے قصد سے کوچ فرمایا تھا آیا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے یا اُس گروہ کے مقابلہ کے لئے جس کو قریش مکہ نے لڑنے کے ارادہ سے جمع کر کے کوچ کیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوچ فرمانا قریش مکہ کے کوچ کرنے کے بعد ہوا تھا یا اُس کے قبل ہوا تھا ٭

ہم قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کرینگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال بھی کسی قافلہ کے لوٹنے کا نہ تھا اور قریش مکہ کے بقصد جنگ فوج کثیر کے ساتھ کوچ کرنے کے بعد جس سے ہر طرح مدینہ پر اُن کا ارادہ حملہ کرنے کا پایا جاتا تھا اور ادنےٰ درجہ یہ کہ بوجہ قوی احتمال ہوتا تھا مدینہ کی حفاظت کی غرض سے کوچ کیا تھا۔ اور جب کہ خود قرآن مجید کی آیتوں سے یہ امر ثابت ہوتا ہے تو کوئی روایت یا کوئی حدیث جو اُس کے برخلاف ہو اور کسی کتاب میں مندرج ہو اور کسی نے روایت کی ہو عقلاً و نقلاً مردود ہے۔ عقلاً میں نے اس لئے کہا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ اگر صرف تاریخانہ اصول پر نظر رکھیں تو بھی وہ اس بات کو تسلیم کرینگے کہ زبانی روایتیں جو ایک زمانہ بعد تحریر میں آئیں قرآن مجید کے مقابلہ میں جب کہ اُن دونوں میں اختلاف ہو قابل قبول اور لائق وثوق نہیں ہو سکتیں ٭

www.poetrymania.com©

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾	وہی لوگ ہیں ٹھیک ایمان والے اُن کے لئے مرتبے ہیں اُن کے پروردگار کے پاس اور بخشائش اور رزق برکت والا ﴿۴﴾

اِسی سورہ کی پانچویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر یعنی مدینہ ہی میں تھے اور وہاں سے کوچ بھی نہیں کیا تھا کہ آپس میں صحابہ کے اختلاف تھا بعض تو لڑنے کے لئے نکلنا پسند کرتے تھے اور بعضے ناپسند کرتے تھے۔ جو لوگ لڑنے کے لئے نکلنا ناپسند کرتے تھے اُس کی وجہ چھٹی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ ،، گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہیں ۔

اور نیز تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی سفیان کا قافلہ جو شام سے آتا تھا اُس میں نہایت قلیل آدمی تھے اُن سے لڑنے کے لئے کوچ کرنے میں اور اُس کے لوٹنے میں ایسی کوئی خوف کی بات نہ تھی۔ بلکہ یہ خوف قریش مکہ کی اُس فوج سے تھا جو انہوں نے نفیر عام کے بعد جمع کی تھی پس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قبل اس کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کوچ فرمادیں قریش مکہ لڑنے کو نکل چکے تھے یا آمادہ جنگ ہوچکے تھے ۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس آمادگئے جنگ کے بعد اور مدینہ سے کوچ کرنے کے قبل بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ شام کے قافلہ کو لوٹ لیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مؤرخوں اور راویوں نے اس رائے کو جو بعض صحابہ نے دی تھی غلطی سے اس طرح پر بیان کیا ہے کہ گویا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلہ کو لوٹنے ہی کا تھا اور جو آمادگی جنگ مدینہ میں ہوئی تھی وہ قافلہ کے لوٹنے کے لئے ہوئی تھی۔ زمانہ دراز کے بعد کسی واقعہ کے بیان میں جو افواہی چلا آتا ہو اس قسم کی غلطی کا واقعہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے مگر قرآن مجید سے صاف ظاہر ہے کہ وہ باقی روایتیں غلط ہیں بلکہ جو آمادگی جنگ کی مدینہ میں ہوئی وہ بمقابلہ قریش مکہ کے ہوئی تھی نہ واسطے لوٹنے قافلہ کے ۔

اسی سورہ کی چھٹی آیت میں جو جملہ " بعد ما تبین " آیا ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر منکشف کردیا تھا کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوگی اسکے بعد کی ساتویں آیت میں دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ گروہ جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی لڑائی کا سامان نہ تھا۔ اس گروہ سے وہ قافلہ مراد ہے جو شام سے آتا تھا اور جس کے ساتھ صرف تیس چالیس آدمی تھے۔ اور دوسرا گروہ قریش مکہ کا تھا جس کے ساتھ بہت سا لشکر اور بہت کچھ شان و شوکت تھی۔ خدا نے کہا کہ ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارے لئے ہے تم اُس

www.poetrymania.com©

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾	جس طرح تیرے پروردگار نے تجھ کو تیرے گھر سے حق پر نکالا اور بیشک ایک گروہ ایمان والوں میں سے ناپسند کرتا تھا ﴿۵﴾

بے شان و شوکت گروہ کو لینا چاہتے ہو مگر خدا چاہتا ہے کہ جو حق بات ہے یعنی دین اسلام وہ ثابت ہو جاوے اور کافروں کی جڑ کٹ جاوے۔ پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ لڑنے کا حکم قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے تھا نہ اُس قافلہ کے لوٹنے کے لئے +

ساتویں آیت سے چھٹی آیت کے مضمون کی بھی زیادہ تشریح ہوتی ہے کہ بعض صحابہ جو لڑائی کے لئے نکلنے کو ناپسند کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ گویا اُن کو موت کی طرف ہانکا جاتا ہے اور وہ اپنے مارے جانے کو دیکھ رہے ہیں اُس خوف کا سبب یہی تھا کہ اُن کو قریش مکہ کے مقابلہ میں نکلنے کا حکم ہوا تھا جو لشکر کثیر کے ساتھ لڑائی کو نکلا تھا اور جس سے یقین یا احتمال قوی مدینہ پر اور مہاجرین اور انصار پر حملہ کرنے کا تھا نہ اُس قافلہ پر حملہ کرنے کا جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی سامان جنگ نہ تھا +

بیان مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود قرآن مجید سے مندرجہ ذیل امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ۔ مدینہ ہی میں اور مدینہ سے کوچ کرنے کے پہلے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ قریش مکہ لشکر کثیر کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے نکلے ہیں۔ دوسرے یہ کہ۔ مدینہ ہی میں خدا نے حکم دیدیا تھا کہ قریش مکہ کے مقابلہ میں لڑنے کو جاؤ اور جن صحابہ نے اس درمیان میں قافلہ لوٹنے کی صلاح دی تھی خود خدا تعالےٰ نے مدینہ ہی میں اُس کو نامنظور کیا تھا +

اب ہم اگر اُن روایتوں پر جو قرآن مجید کے برخلاف نہیں اعتبار کریں تو معلوم ہوتا ہے اور جو واقعات پیش آئے اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ سے جو لوگ لڑنے کو نکلے وہ قریش مکہ کے مقابلہ میں اُن کے حملہ کے دفع کرنے کے لئے نکلے تھے نہ قافلہ لوٹنے کے لئے +

سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ فرمایا اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کوچ قریش مکہ کے مقابلہ میں تھا نہ شام کے قافلہ پر کیونکہ وہ قافلہ شام سے آتا تھا جو مدینہ سے جانب شمال واقع ہے اور مکہ جانب جنوب اور شام سے قافلہ کے مکہ میں آنے کا رستہ مدینہ سے جانب غرب پڑتا ہے پس اگر قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا جاتا تو مدینہ سے غرب کی جانب کا رستہ اختیار کیا جاتا نہ جنوب کا +

قال ابن اسحٰق فسلك طريقه من المدينة الى مكة (صفحہ ۴۳۳)

سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلکر نقب المدینہ میں

www.poetrymania.com©

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑨

تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات پر کھل جانے کے بعد بھی گویا کہ وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف اور وہ اُس کو دیکھتے ہیں ⑨

تشریف لائے پھر وہاں سے عقیق میں وہاں سے ذوالحلیفہ میں وہاں سے اولات الجیش یا ذات الجیش میں وہاں سے تربان میں وہاں سے ملل میں وہاں سے غمیس الحمام میں وہاں سے صخیرات الیمام میں وہاں سے سیالہ میں وہاں سے فج الروحاء میں وہاں سے شنوکہ میں اور جب عرق الظبیہ میں پہنچے تو وہاں ایک عرب ملا (غالباً مکہ سے آنے والا تھا) اُس سے لوگوں کا حال پوچھا مگر اُس نے کچھ نہیں تبلایا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلکر سجسج میں ٹھیرے پھر وہاں سے چلے اور جب منصرف میں پہنچے تو بائیں طرف مکہ کا رستہ چھوڑ دیا اور دائیں طرف پھرے اور نازیہ ہوکر بدر جانے کا ارادہ کیا اور رحقان اور وہاں سے مضیق الصفرا میں پہنچے اور بسبس بن عمرو الجہنی اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی کو ابوسفیان کی اور اور لوگوں کی (یعنی قریش مکہ کی) خبر دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور مضیق الصفرا کو بھی بائیں طرف چھوڑ کر دائیں طرف چلے اور وادی ذفران میں پہنچے وہاں قریش کے آنے کی خبر ملی +

ذفران کے مقام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں سے جن میں انصار بھی شامل تھے قریش کے بڑھے چلے آنے کی خبر کی اور سب کو لڑنے مرنے پر مستعد پایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ثنایا یعنی اصافر پر گئے اور وہاں سے دبہ میں اُترے اور وہاں سے قریب بدر پہنچ کر مقام کیا اور تحقیق خبر ملی کہ قریش مکہ کا لشکر یہاں سے بہت قریب پڑا ہوا ہے انجام کار دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی +

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے پہلے شام کا قافلہ جس کے ساتھ ابی سفیان ابن حرب تھا سمندر کے کنارہ کنارہ ہوکر نکل گیا تھا اور بدر میں نہیں آیا تھا چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب ابوجہل مکہ سے لوگوں کو لے کر نکلا تو اُس سے کہا گیا کہ قافلہ نے سمندر کے کنارہ کا رستہ لیا اور بسلامت چلا گیا اب مکہ کو پھر چلو اُس نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا پس یہ تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ مدینہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لڑائی کے لئے نکلنا صرف قریش مکہ کے مقابلہ میں اور اُن کے حملہ کے دفع کرنے کی غرض سے اور مدینہ کو جہاں مہاجرین نے پناہ لی تھی اور مہاجرین اور انصار کو قریش کے حملہ سے بچانے کے لئے تھا۔ ہر ایک لائق شخص جو

خرج ابوجہل بجمیع اھل مکۃ وھم النفیر وفی المثل السایر لا فی العیر ولا فی النفیر فقیل لہ العیر اخذ طریق الساحل ونجت فارجع الی مکۃ بالناس فقال لا واللہ لا یکون ذلک ابدا (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۶۴)

www.poetrymania.com©

ترجمہ	آیت
اور جب تم سے اللہ وعدہ کرتا تھا دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ بیشک تمہارے لئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ بغیر شوکت والا گروہ تمہارے لئے ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ سچ کو سچ کر دے اپنے حکم سے اور کاٹ دے جڑ کافروں کی ⑦	وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ⑦

خدا نے معاملات جنگ کے سمجھنے کی لیاقت دی ہو تو وہی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حملہ آور قریش مدینہ کی دیواروں تک پہنچ جاتے تو اُن کا روکنا اور اُن کے حملہ کو دفع کرنا ناممکن تھا مہاجرین کو وہاں گئے ہوئے پورے دو برس بھی نہیں ہوئے تھے۔ مدینہ میں جن لوگوں نے اُن کو پناہ دی تھی اور دل و جان سے مہاجرین کے مددگار تھے اور جو انصار کہلاتے تھے اُن کی تعداد بھی بمقابلہ آبادی مدینہ اور اُس کے گرد و نواح کے کچھ زیادہ نہ تھی پس جب کہ اہل مدینہ یہ حالت دیکھتے کہ ان لوگوں کے سبب سے مدینہ پر کیا آفت آئی ہے اور غنیم نے اُن کو گھیر لیا ہے تو اُن سب کی حالت بالکل بدل جاتی اور حملہ آوروں کا حملہ دفع کرنا غیر ممکن ہو جاتا اور اس لئے ضرور تھا کہ مدینہ سے آگے بڑھ کر اُن کا مقابلہ کیا جاوے اور جو کچھ خدا کو کرنا منظور ہو وہ مدینہ سے باہر ہو جاوے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر نکلنا اور آگے بڑھ کر اُن کو روکنا ضرور سمجھا تھا اب کون شخص ہے جو ان واقعات کو انصاف کی نظر سے دیکھ کر اُن کو کسی الزام کی بنیاد قرار دے سکتا ہے ۔

بدر کی لڑائی میں خدا تعالے نے مسلمانوں کو فتح دی اور دشمنوں کا مال و اسباب اُن کے ہاتھ آیا۔ زمانہ جاہلیت میں غنیمت کے مال کا جیسے کہ اشعار مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہوتا ہے یہ دستور تھا کہ تقسیم ہونے سے پہلے سردار لشکر جو چاہتا تھا پسند کرتا تھا اور بوقت تقسیم چوتھا یعنی چہارم حصہ سردار لشکر کو دیا جاتا تھا اور باقی لڑنے والوں اور فتح کرنے والوں میں تقسیم ہوتا تھا اور خاص کسی شخص کے ہاتھ جو مال آتا تھا وہ اُس کو اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ غالباً فتح کرنے والوں میں نسبت کسی مال غنیمت کے اس قسم کا جھگڑا پیدا ہوا کہ کوئی اُس کو اپنی خاص ملکیت قرار دیتا تھا اور کوئی اپنی ملکیت اور کوئی مشترک ہونے کا دعوے کرتا تھا اور اُس وقت تک مسلمانوں کے لئے غنیمت کے مال کی نسبت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے

(۱) ابن الرابعین من آل عمرو وفرسان
المنابر منجاب بالمرباع الرئیس الذی کان
یأخذ ربع الغنیمة فی الغزو (تبریزی)
لک المرباع منها والصفایا وحکمک
والنشیطة والفضول المرباع ما کان
یأخذه الرئیس وهو ربع الغنم ۔
النشیطة ما یغنمه الغزاة فی الطریق
قبل البلوغ الی الموضع الذی قصدوه
والصفی ما یصطفیه الرئیس من الغنم
لنفسه قبل القسمة وهو الصفیة ایضا
والجمع صفایا (صحاح جوہری)

www.poetrymania.com©

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ⑧	تاکہ سچ کر دکھائے سچ کو اور باطل کر دکھائے باطل کو اور گو کہ بُرا جانیں گنہگار ⑧

لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کے مال کی نسبت پوچھا۔ اُس پر یہ حکم ملا کہ مال غنیمت کا کسی کی ملکیت نہیں ہے بلکہ خدا اور خدا کے رسول کی ملکیت ہے رسول کا حکم لینے سے یہ مدعا نہیں ہے کہ رسول کی ذاتی ملکیت ہے بلکہ اس طرح کے کلام سے صرف خدا ہی کی ملکیت ہونا مراد ہے۔ خدا کی ملکیت قرار دینے سے یہ مراد ہے کہ کوئی خاص شخص اُس پر دعوے نہیں کر سکتا بلکہ خدا جس طرح پر حکم دیگا اُس طرح پر کیا جاویگا ◆

پھر اسی سورہ کی بیالیسویں آیت میں یہ حکم آیا کہ مال غنیمت میں سے خمس خدا و خدا کے رسول کے لئے ہے یعنی خدا کے لئے ہے جو قرابتمندوں اور غریبوں اور یتیموں اور مسافروں کے فائدہ کے لئے رہیگا اور چار خمس اُن لوگوں میں جو لڑتے تھے یا لڑائی کے متعلق کاموں میں مصروف تھے تقسیم کیا جاویگا۔ جو رسم کہ زمانۂ جاہلیت میں تھی اُس سے یہ حکم تین باتوں میں مختلف تھا۔ اول۔ سرداری کی چوتھ موقوف کرنے اور خدا کے لئے خمس نکالنے میں۔ دوم۔ عام طور پر کسی خاص مال پر کسی کا حق نہ ہونے میں۔ سوم۔ جو لوگ عین لڑائی میں موجود تھے اور جو لوگ لڑائی کے متعلق کسی کام پر متعین تھے اُن کو بھی مال غنیمت میں سے حصہ ملنے میں۔ یہ تمام احکام اور خصوصاً خمس کا نکالنا ایسے عمدہ احکام ہیں کہ اُن سے بہتر اور مفید تر کوئی حکم مال غنیمت کی نسبت نہیں ہو سکتا ◆

⑨ (اذ تستغیثون ربکم) ۔ لڑائی میں فرشتوں سے مدد کرنے کا مضمون اس سورہ میں اور آل عمران میں اور سورہ توبہ میں آیا ہے۔ ان تینوں مقام کے طرز بیان میں کسی قدر تفاوت ہے سورہ آل عمران میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول استفہاماً ہے کہ کیا فرشتوں سے خدا کا مدد کرنا تم کو کافی نہیں ہے۔ اور سورہ انفال میں خدا نے کہا ہے کہ میں فرشتوں سے مدد کرونگا۔ یہ دونوں آیتیں تو بدر کی لڑائی سے علاقہ رکھتی ہیں۔ اور سورہ توبہ میں جو آیت ہے وہ حُنین کی لڑائی سے متعلق ہے اُس میں فرشتوں کا لفظ نہیں ہے بلکہ ایک ایسے لشکر کے بھیجنے کا ذکر ہے جو دکھائی نہیں دیتا تھا اب اس باب میں چند امور تحقیق طلب ہیں ◆

اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثة الاف من الملئکة منزلین ۔ آیت (۱۲۰) سورۂ آل عمران

بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین ۔ آیت (۱۲۱) سورۂ آل عمران

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکة مردفین ۔ آیت (۹) سورۂ انفال

اول ۔ یہ کہ درحقیقت لڑنے کے لئے فرشتے آئے تھے یا نہیں ۔ فرشتوں کے لڑائی

www.poetrymania.com©

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿۹﴾

جب تم فریاد کرتے تھے اپنے پروردگار سے تو اُس نے قبول کیا تمہارے لئے کہ میں تمہاری مدد کرونگا ہزار فرشتوں سے جو کہ ساتھ تمھارے ہے ﴿۹﴾

کے لئے آنے سے ابوبکر اصم نے انکار کیا ہے اور جو بحث کہ اُنہوں نے اس پر کی ہے وہ ہم نے سورہ آل عمران کی تفسیر میں لکھی ہے اب اس جگہ اس امر کی تحقیق کرنی چاہتے ہیں جس کا وعدہ سورہ آل عمران کی تفسیر میں کیا تھا ✦

ہمارے نزدیک اُن لڑائیوں میں ایسے فرشتے جن کو لوگ ایک مخلوق جداگانہ اور متحیز بالذات مانتے ہیں آئے تھے اور نہ خدا نے ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور نہ قرآن مجید سے ایسے فرشتوں کا آنا یا خدا تعالیٰ کا ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کرنا پایا جاتا ہے۔ اگر ہم حقیقت ملائکہ کی بحث کو الگ رکھیں اور فرشتوں کو ویسا ہی فرض کرلیں جیسا کہ لوگ مانتے ہیں تو بھی قرآن مجید سے اُن کا فی الواقع آنا یا لڑائی میں شریک ہونا ثابت نہیں ہے۔ سورہ آل عمران کی پہلی آیت میں تو صرف استفہام ہے کہ اگر خدا تین ہزار فرشتوں سے مدد کرے تو کیا تم کو کافی نہ ہوگا۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ اگر تم لڑائی میں صبر کرو گے تو خدا پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا۔ مگر ان دونوں آیتوں سے اُس کا وقوع یعنی فرشتوں کا آنا کسی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ سورہ انفال کی آیت میں خدا نے کہا کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کرونگا۔ مگر اُس سے بھی فرشتوں کا فی الواقع آنا نہیں پایا جاتا۔ اس پر یہ خیال کرنا کہ اگر مدد موعود وقوع میں آئی ہو تو خدا کی نسبت خلف وعدہ کا الزام آتا ہے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مدد کی حاجت نہ رہنے سے مدد کا وقوع میں نہ آنا خلف وعدہ نہیں ہے مسلمانوں کی خدا کی عنایت سے فتح ہوئی تھی اور فرشتوں کو تکلیف دینے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ یہ کہنا کہ وہ فتح فرشتوں کے آنے کے سبب ہوئی تھی اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اُس کے لئے اول قرآن مجید سے فرشتوں کا آنا ثابت کرنا چاہیے اُس کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کے آنے سے فتح ہوئی تھی۔ روایتوں کو فرشتوں کے آنے پر سند لانا کافی نہیں ہے اول تو وہ روایتیں ہی معتبر و قابل اسناد نہیں ہیں۔ دوسرے خود اُن کے مضمون ایسے بے سروپا و خیالی ہیں جن سے کسی امر کا ثبوت حاصل نہیں ہو سکتا خصوصًا اس وجہ سے کہ خود راوی فرشتوں کو دیکھتے نہیں تھے ✦

برخلاف اس کے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایک فرشتہ بھی نہیں آیا تھا دونوں سورتوں میں اُس آیت کے بعد جس میں فرشتوں کے بھیجنے کو کہا ہے یہ آیت ہے " وما جعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم "

www.poetrymania.com©

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾	اور نہیں کیا اُس کو (یعنی قبول کرنے کو) اللہ نے خوشخبری (فتح کی) تاکہ اُس سے تمہارے دلوں کو طمانیت ہو جاوے اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا ﴿۱۰﴾

یعنی اور نہیں کیا اُس کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے تاکہ مطمئن ہو جاویں اس سے تمہارے دل اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کے پاس سے بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا ۔ یہ بات غور کے لائق ہے کہ "ماجعلہ" میں جو ضمیر ہے وہ کس کی طرف راجع ہے ۔ امام رازی صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ ضمیر راجع ہے طرف مصدر کے جو کہ گو صریحاً مذکور نہیں ہے مگر لفظ "یمدکم" میں ضمناً داخل ہے یعنی ۔ ماجعل اللّٰہ المدد والا مداد الا بشریٰ ۔ اور زجاج کا قول ہے کہ ۔ ماجعل اللّٰہ ای ذکر المدد الا بشریٰ ۔ مگر امام رازی صاحب نے جو فرمایا وہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ خدا نے کہا تھا کہ میں تمہاری فرشتوں سے مدد کرونگا پھر فرمایا کہ وہ یعنی یہ کہنا کہ میں تمہاری فرشتوں سے مدد کرونگا صرف خوشخبری تھی پس علانیہ سیاق عبارت سے ظاہر ہے کہ "ماجعلہ" کی ضمیر قول امداد یا ذکر امداد کی طرف راجع ہے جیسا کہ زجاج کا قول ہے نہ بطرف مصدر کے جو مذکور بھی نہیں ہے ۔ البتہ اس صریح و صاف مرجع ضمیر کو چھوڑ کر مصدر کی طرف اُس صورت میں ضمیر راجع ہو سکتی ہے کہ اول وقوع اُس مدد کا یعنی فرشتوں کا آنا ثابت ہو جاوے اور وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوا اور اس لئے مصدر کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ٹھیک نہیں ہے ۔

"ماجعلہ" پر ما نافیہ ہے جو علم طور پر نفی کرتا ہے ۔ اور اس لئے سورہ آل عمران کی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ نہیں کیا خدا نے پیغمبر کے اس قول کو ۔ کہ کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے ۔ کوئی چیز ۔ مگر بشارت یعنی صرف بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں ۔ اور سورہ انفال کی آیت ۔ کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تم نے خدا سے فریاد کی اور اُس نے تمہاری فریاد کو قبول کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا تو نہیں کیا خدا نے اس قبول کرنے کو جس کے ساتھ فرشتوں سے مدد دینے کو کہا تھا کوئی چیز مگر بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں اور یہ طرز کلام قطعاً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا فرشتہ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں لڑائی کے میدان میں نہیں آیا تھا ۔

یہ تمام تقریر اس صورت میں تھی جب کہ ملائکہ کو ایک ایسا وجود خارجی متحیز بالذات تسلیم کیا جاوے جیسے کہ عموماً تسلیم کیا جاتا ہے ۔ اور جو مشکلیں ان آیتوں کے معنوں کے حل کرنے میں پیش آتی ہیں اور موضوع روایتوں اور جھوٹے اور بے معنی قصوں سے استدلال کرنے کی احتیاج پڑتی ہے

www.poetrymania.com©

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾	جبکہ چھا دیا تھا تم پر غنودگی کو کہ وہ امن تھا اُسکی طرف سے اور برساتا تھا تم پر پانی آسمان سے تاکہ اُس سے تم کو پاکیزہ کردے اور دُور کردے تم سے وسوسہ شیطان کا اور تاکہ مضبوط کردے تمہارے دلوں کو اور ثابت رکھے اُس سے قدموں کو ﴿۱۱﴾

وہ اسی صورت میں پڑتی ہے۔ لیکن اگر ٹھیک طور پر قرآن مجید کو سمجھا جاوے اور جو اُس کا طرز کلام ہے اُس کو پیش نظر رکھا جاوے تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور خدا اور اُس کے کلام کی عظمت و شان اور خدا کی قدرت کاملہ کا سچا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے ✦

فتح کے اتفاقی اسباب سے جو بعض اوقات آفات ارضی و سماوی کے دفعۃً ظہور میں آنے سے ہوتے ہیں قطع نظر کر کے دیکھا جاوے کہ اُن لوگوں پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے جو فتح پاتے ہیں اُن کے قوائے اندرونی جوش میں آتے ہیں جرأت ہمت صبر شجاعت استقلال۔ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور یہی قوائے خدا کے فرشتے ہیں جن سے خدا فتحمندوں کو فتح دیتا ہے اور اُس کے برخلاف حالت یعنی بزدلی اور رعب اُن لوگوں پر طاری ہوتا ہے جن کی شکست ہوتی ہے پس ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا مگر وہ بجز خوشخبری فتح کے اور کچھ نہیں ہے جس کے سبب تم میں ایسے قوائے برانگیختہ ہونگے جو فتح کے باعث ہونگے۔ تمہارے دل قوی ہوجاوینگے لڑائی میں تم ثابت قدم رہوگے۔ جرأت ہمت شجاعت کا جوش تم میں پیدا ہوگا اور دشمنوں پر فتح پاؤگے ✦

یہ معنی ان آیتوں کے ہم نے پیدا نہیں کئے ہیں بلکہ خود خدا نے یہی تفسیر اپنے کلام کی کی ہے جہاں اسی سورہ میں اور اسی واقعہ کی نسبت فرمایا ہے کہ "اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب" یعنی جب تیرا پروردگار فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا (یہ وہی فرشتے ہیں جن کے بھیجنے کا مدد کے لئے وعدہ کیا تھا) کہ میں تمہارے (یعنی مسلمانوں کے) ساتھ ہوں (تو ان فرشتوں سے کیا کام لینے چاہے تھے) کہ ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں میں بہت جلد اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب ڈالونگا ✦

لڑائی میں ثابت قدم رکھنے والی کون چیز تھی وہی اُن کی جرأت و ہمت تھی کوئی اور شخص اُن کے پاس کھڑے ہوئے اُن کو شاباش شاباش نہیں کہ رہے تھے پس صاف ظاہر ہے کہ فرشتوں

www.poetrymania.com©

جب وحی بھیجتا تھا تیرا پروردگار فرشتوں کے پاس کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس ثابت (قدم) رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ میں بہت جلد اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رُعب ڈالونگا پھر مارو گردنوں کے اوپر اور مارو اُن کو ہر طرف سے (۱۲)	اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ ؕ (۱۲)

سے مراد وہی قوائے انسانی تھی جن کے پاس وحی بھیجی تھی اور جو لڑنے والوں میں موجود تھی اور فرشتوں سے اُن کی مدد کرنے سے اُن کو لڑائی میں ثابت قدم رکھنا شجاعت جرأت ہمت استقلال کو قائم رکھنا مراد تھا۔ نہ خیالی فرشتوں کو سپاہی بنا کر اور ڈھال تلوار تیر کمان دیکر اور سفید سفید گھوڑوں پر سوار کر کے بھیجنا ✦

قرآن مجید کا سیاق کلام ہی یہ ہے کہ اُس میں ایسے مواقع میں جو خوف و خطر کے ہوتے ہیں انسانوں کے دلوں میں طمانیت اور قوت بخشنے کو فرشتوں سے مدد کرنے اور اپنے غیبی لشکروں سے امداد کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اُس سے مقصود صرف دل میں طمانیت و سکینہ کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور پہاڑ کے ایک غار میں جا کر چھپے جہاں نہ لشکر تھا نہ لڑائی خدا نے فرمایا "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ السکینۃ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم" ✦

وہاں غار میں کون سی فوج تھی اور کون سی لڑائی تھی جو خدا نے اپنا غیبی لشکر بھیجا تھا بلکہ لشکر سے صرف سکینہ مراد تھی۔ اس آیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور یہ کہنا کہ پہلا جملہ تو واقعہ غار سے متعلق ہے اور دوسرا ٹکڑا جہاں لشکر کے آنے کا ذکر ہے جنگ احد یا جنگ بدر یا جنگ احزاب سے متعلق ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے ایک ایسا لغو کلام ہے جو التفات کے قابل نہیں ہے۔ اور خدا کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی بے ادبی ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جہاں سے چاہا توڑا اور جہاں چاہا جا جوڑا ✦

اسی طرح خدا تعالے نے سورہ توبہ میں فرمایا "ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین" سکینہ کی تفصیل "جنودا لم تروھا" واقع ہوئی ہے اور اُن دونوں سے مراد صرف سکینہ

www.poetrymania.com©

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾	یہ اس لئے کہ اُنھوں نے برخلافی کی اللہ اور اُس کے رسول کی۔ اور جو کوئی برخلافی کرے اللہ اور اُس کے رسول کی تو بیشک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ﴿۱۳﴾

نہ اور کچھ ۔

اسی مضمون کی آیت سورہ احزاب میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "یا ایہا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاء تکم جنود فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا" ۔

اس سے بھی عمدہ طریقہ پر اس مضمون کو سورہ فتح میں بیان کیا ہے جہاں فرمایا ہے "ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم و للہ جنود السموات والارض وکان اللہ عزیزا حکیما" اسی انزال سکینہ کو خدا نے اپنے لشکروں سے تعبیر کیا ہے۔ پس بدر کی لڑائی میں بھی نہ جنگجو مجسم و متحیز بالذات فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا نہ ایسے فرشتے بھیجے تھے بلکہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو اور اُن کے قوائے جنگ کو صرف خوشخبری فتح سے تقویت دینے کا وعدہ تھا جس کو خدا نے پورا کیا اور قلیل جماعت کو کثیر جماعت پر فتح دی ۔

اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بہت سے قوائے غیر مرئیہ کو مربی انسان اور دنیا میں کارکن سمجھتے تھے ملائک کو بھی وہ ایک قوت غیر مرئیہ جانتے تھے اور گو وہ اس بات کے قائل تھے کہ اُن میں مجسم و مرئی ہو جانے کی بھی طاقت ہے مگر یہ نہیں تھا کہ ملائکہ کا مفہوم بغیر اس کے کہ وہ انکو مجسم و مرئی سمجھیں اُن کے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ انہی آیتوں میں جہاں خدا تعالیٰ نے لفظ "جنودا لم تروھا" کا استعمال کیا ہے اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ اُس زمانہ کے عرب قوائے غیر مرئیہ کو کارکن سمجھتے تھے پس یہ کہنا کہ جو معنی آیت کے ہم نے بیان کئے ہیں (اگرچہ ایسا کہنا ہم پر تہمت ہے کیونکہ ہم نے نہیں بیان کئے بلکہ خود خدا نے بیان کئے ہیں) وہ معنی نہ اُس زمانہ کے عرب جاہلیت سمجھتے تھے نہ صحابہ کرام محض غلط ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بغیر کسی فرضی شکل و صورت کے اُن کے ذہن میں فرشتوں کا خیال ہی نہیں آ سکتا۔ مگر عرب جاہلیت کا ایسا خیال نہ تھا۔ بیشک فرشتوں میں وہ مجسم ہونے و مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کی طاقت سمجھتے تھے مگر بلا خیال شکل و صورت و تحیز کے بھی اُن کے ذہن میں فرشتوں کا خیال تھا جس کو ہم نے بلفظ قوٰے تعبیر کیا ہے۔ گو اُس زمانہ کے مسلمان آیت کے معنی سمجھنے

www.poetrymania.com©

یہ ہے تم کو۔ پھر چکھو اس کو اور بیشک کافروں کے لئے ہے عذاب آگ کا (۱۴)	ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ (۱۴)

کے قابل نہ ہوں مگر اس زمانہ کے عرب بلاشبہ اس قابل تھے +

اب باقی رہی بحث نسبت عدد ملائکہ کے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے مقامات میں عدد کے ذکر کرنے سے خاص عدد معین مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس امر کا تمثل ہوتا جس کی نسبت عدد کا بیان ہوا ہے مقصود ہوتا ہے علاوہ اس کے عددوں کا بیان مختلف مواقع پر ہوا ہے جس کے سبب کچھ اختلاف آیتوں میں نہیں ہے۔ اسی سورہ کی چوتھی آیت کی تفسیر میں ہم نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے اور قریش مکہ کے مقابلہ میں نکلنے کا ارادہ تھا تو ایک گروہ مسلمانوں کا بسبب کثرت مخالفین کے خائف تھا اور وہ ان کے مقابلہ میں لڑنے کو جانا ناپسند کرتا تھا۔ اس وقت مسلمانوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ " الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین۔ بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین (سورۂ آل عمران آیت ۱۲۰ و ۱۲۱) یعنی کیا تم کو قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے یہ بھی کافی نہ ہوگا کہ خدا تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے بلکہ اگر تم لڑائی میں صبر کرو اور خدا سے ڈرو اور وہ ابھی تم پر آن پڑیں تو خدا پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا صرف اُن لوگوں کی طمانیت اور جرأت بڑھانے کے لئے تھا اور اس سے کسی عدد خاص کا تعین مقصود نہ تھا +

مگر جب مسلمان بمقابلہ قریش مکہ بدر میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قریش مکہ کے لشکر میں ہزار آدمی لڑنے والے ہیں جن کے مقابلہ کے لئے ہزار فرشتوں سے مدد دینے کی بشارت دینا کافی تھا اس لئے پروردگار نے فرمایا " انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین " اور اسی کے ساتھ بتلا دیا کہ یہ کہنا یا وعدہ کرنا صرف فتح کی خوشخبری ہے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں: یہ کہ ہزار فرشتے سپاہی بنکر تمہارے ساتھ لڑنے کو آویںگے نتیجہ اس سب کا یہ نکلا کہ یہیں تمہارے دلوں کو ہزار آدمی کے لشکر کے برابر تقویت اور جرأت دیدونگا جس کے سبب تم اُن کا مقابلہ کر سکوگے +

(۱۱) اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ۔ ہم نے سورۂ آل عمران کی تفسیر میں نسبت نعاس کی کافی بحث کی ہے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مقام پر باقی آیت کی نسبت ہم کو تفسیر لکھنی ہے +

www.poetrymania.com©

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾	اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم بھڑ جاؤ ان لوگوں سے جو کافر ہوئے اکٹھے ہو کر پھر ان سے پیٹھ مت پھیرو ﴿۱۵﴾

خدا نے فرمایا ہے "وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان" ہمارے مفسروں نے ان سیدھے وصاف لفظوں کی ایسی ناپاک تفسیر کی ہے جس سے تعجب ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام لشکر سو گیا تھا اور شیطان سب کے پاس آیا اور سب کو احتلام ہو گیا۔ اس لئے خدا نے مینہ برسایا تاکہ نہا دھو کر جنابت سے پاک ہو جاویں ✦

مگر یہ تمام باتیں محض لغو و خرافات ہیں اور قرآن مجید میں ایسا ناپاک مضمون نہیں ہے بات صرف اتنی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولاً مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ کیا اور بیچ راہ میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں مکہ کے رستہ کو چھوڑ کر بدر کی جانب پھرے۔ اس میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کہ اس قدر منزلیں طے کرنے میں تمام لوگ گرد آلود تھے اُن کے کپڑے میلے کچیلے ہو گئے تھے اور رستہ میں پانی کی بے انتہا تکلیف اُٹھائی تھی۔ بدر میں اُن کو کافی پانی کے ملنے کی توقع تھی مگر جب وہ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ پانی کے چشمہ پر قریش نے قبضہ کر لیا ہے۔ ایسی حالت میں جس قدر پریشانی اور ناامیدی مسلمانوں کو ہوئی ہوگی اُس کا اندازہ ہر شخص جو کسی قدر سمجھ رکھتا ہے کر سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ نہایت مضطر ہوئے ہوں گے جیسے کہ "اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم" سے ظاہر ہوتا ہے اور اگرچہ اُن کو مدینہ سے کوچ کرتے وقت فتح کی بشارت مل چکی تھی مگر اُن کے دل میں شیطانی وسوسہ آیا کہ ایسی حالت میں کہ پانی پینے کو بھی میسر نہیں اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے فتح ہونا ناممکن ہے۔ ایسی تنگ حالت میں خدا نے مینہ برسایا تاکہ وہ نہا دھو کر میل کچیل سے پاک صاف ہو جائیں اور جو وسوسہ فتح نہ ہونے کا پانی نہ ملنے کے سبب سے شیطان نے اُن کے دلوں میں ڈالا تھا وہ دُور ہو جاوے پانی پی پی کر تر و تازہ ہوں اُن کے دل مضبوط ہو جاویں اور لڑائی میں ثابت قدم رہیں۔ ایسی سیدھی وصاف آیت کو جو بالکل واقعات کے مطابق ہے ہمارے مفسرین نے ایسے ناپاک طریقہ پر اُسے محمول کیا ہے کہ بجز اس کے کہ خدا اُن کو معاف کرے اور کچھ نہیں کہا سکتا۔ وہ بزرگ یہ بھی نہیں سمجھے کہ اگر طہارت سے طہارت شرعی مراد تھی تو اُس کے لئے پانی ہی کی کیا ضرورت تھی اُس کے لئے تو تیمم ہی کافی تھا اور یہ کہنا کہ گو تیمم شرعی طہارت ہے مگر بغیر نہائے انسان کے دل میں نجاست کا خیال رہتا ہے اُن لوگوں کا کام ہے جن کو

www.poetrymania.com©

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۱۶)

اور جس شخص نے کہ اس دن اُن سے اپنی پیٹھ پھیری بجز اس کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدلنے والا ہو یا کسی گروہ کے پاس جگہ لینے والا۔ تو بیشک وہ پھر آیا غصہ میں اللہ کے اور اسکی جگہ جہنم ہی اور بری جگہ جانے کی ہے (۱۶)

احکام شرعی پر پورا ایمان نہیں ہے نہ صحابہ کا +

(۱۷) (فلم تقتلو ھم)۔ بدر کی لڑائی میں جب مسلمانوں کی باوجود جماعت قلیل ہونے کے فتح ہوئی اور دشمن مارے گئے تو اللہ تعالےٰ نے تمام مجاہدین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم نے اُن کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُن کو قتل کیا۔ پھر خاص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تو نے دشمنوں کو تیر نہیں مارے بلکہ خدا نے مارے۔ جس طرح خدا تعالےٰ ہر ایک فعل کو جو کسی ظاہری سبب سے ہو بہ سبب علۃ العلل ہونے کے اپنی طرف منسوب کرتا ہے اسی طرح اس مقام پر بھی مجاہدین کے افعال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے کہ اس سے پہلے فرمایا تھا " وما النصر الا من عند اللہ " +

اس آیت میں تمام مفسرین نے " رمی " سے باوجودیکہ سیاق کلام اور مقتضائے مقام سے علانیہ تیر مارنا سمجھا جاتا ہے تیر مارنا مراد نہیں لیا ہے بلکہ ایک روایت کی بنیاد پر جس کو خود ذیل کرکے بیان کیا ہے جو خود دلیل اس کے غیر معتبر یا ضعیف وغیر ثابت ہونے کی ہے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی دشمنوں کے لشکر کی طرف پھینکی اور خدا کی قدرت سے اُس کو اس قدر وسعت ہوئی کہ دشمنوں کے لشکر کے ہر ایک شخص کی آنکھ میں جا پہنچی وہ تو آنکھیں ملنے لگے اور مسلمانوں نے اُن کو مار کر قیمہ کر دیا اور مسلمانوں کی فتح ہوگئی +

یہ طریقہ تفسیر کا اُسی عجائب پسندی پر مبنی ہے جو ہمارے مفسرین نے بتقلید یہود مذہب اسلام میں جو نہایت سیدھا اور صاف ہے اختیار کیا ہے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ لڑائی کے موقع کا بیان ہے اُس زمانہ کے عرب تلوار و تیر و کمان اور برچھی سے لڑتے تھے یہی ان کے ہتھیار تھے پھر " رمی " سے تیر اندازی کے معنی چھوڑ کر مٹھی بھر خاک پھینکنے کے معنی لینے کس طرح پر درست ہو سکتے ہیں۔ بعض مفسرین نے " رمی " سے مٹھی بھر خاک پھینکنا مراد نہیں لیا بلکہ تیر کا ہی مارنا مراد لیا ہے مگر کہتے ہیں کہ یہ آیت بدر کی لڑائی سے متعلق

www.poetrymania.com©

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۱۷)	پھر تم نے اُن کو نہیں مارا ولیکن اللہ نے اُن کو مارا۔ اور تو نے نہیں پھینک مارا جب کہ تو نے پھینک مارا ولیکن اللہ نے پھینک مارا تاکہ امتحان کرے اُس سے ایمان والوں کا اچھا امتحان بے شک اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۱۷)

قال بعضھم۔ انما نزلت یوم خیبر۔ روی انہ علیہ السلام اخذ قوسا وھو علی باب خیبر فرمی سھما فاقبل السھم حتی قتل ابن ابی الحقیق وھو علی فرسہ فنزلت "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)۔

نہیں ہے بلکہ خیبر کی لڑائی سے متعلق ہے اُس لڑائی میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کمان میں تیر جوڑ کر مارا تھا جو ابن ابی الحقیق کو جا لگا اور وہ مرگیا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" مگر اُن حضرات سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ جو آیت خاص بدر کی لڑائی کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اُس کو [illegible] خیبر کی لڑائی کے قصہ میں لیجانے کی کیا ضرورت ہے اور بدر کی لڑائی میں "رمی" سے "رمی السھم" مراد لینے میں کیا قباحت ہے۔

بعض مفسرین نے اس آیت کو بدر ہی کی لڑائی سے متعلق رکھا ہے اور "رمی" سے مٹھی بھر خاک پھینکنا مراد نہیں لیا بلکہ ہتھیار چلانا مراد لیا ہے اور ابی ابن خلف کے قتل سے متعلق کیا ہے اور کہا ہے کہ جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو "رماہ بحربۃ فکسر ضلعا من اضلاعہ فحمل فمات ببعض الطریق فی ذلک نزلت الآیہ (تفسیر کبیر)۔

غرضکہ مٹھی بھر خاک پھینکنے کی روایت غیر صحیح و موضوع ہے اور بعض مفسرین بھی اُس کو صحیح نہیں سمجھتے صاف صاف معنی آیت کے یہی ہیں کہ اُس لڑائی میں مسلمان کافروں سے لڑے تھے اُن کو قتل کیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بذات خاص لڑائی میں شریک تھے اور تیر و کمان سے کافروں کا مقابلہ فرماتے تھے جس کے سبب خدا نے فتح دی اور مسلمانوں سے فرمایا "فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم" اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی"

(۱۹) (ان تستفتحوا) اس آیت میں جو کچھ بحث ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ کون لوگ اُس کے مخاطب ہیں۔ مفسرین نے اس کا مخاطب کافروں کو ٹھیرایا ہے اور کہا ہے باوجودکہ فرد کی شکست ہونے کے "فقد جاءکم الفتح" کہنا تعریض ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تفسیر تکلف سے خالی نہیں ہے بلکہ اوپر کی آیتوں میں اور مابعد کی آیتوں میں مسلمان مخاطب ہیں اور اُن کی فتح

www.poetrymania.com©

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾	یہ ہے تم کو اور بیشک اللہ بودا کرنے والا ہے کافروں کے مکر کو ﴿۱۸﴾

ہوئی قصے ہیں " فقد جاء کم الفتح " سے کافروں کو مخاطب کرنا ٹھیک نہیں ہے +

بدر کی لڑائی میں کافروں کی شکست ہونے کے بعد اُن کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا اور اُن کا تعاقب کرنا خدا کو پسندیدہ تھا۔ پس خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تم فتح چاہتے تھے تو تمہارے پاس فتح آئی اور اگر تم اسی پر بس کر دیعنی کافروں کا تعاقب نہ کرو تو بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر دوبارہ تم کو لڑنا پڑے تو میں دوبارہ تمہاری مدد کرونگا اور بغیر خدا کی مدد کے تمہارا گروہ تم کو کچھ بھی کفایت نہ کریگا گو کہ زیادہ ہو " وان اللہ مع المومنین " یعنی اور بیشک اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے یعنی مسلمانوں کا مددگار ہے اور اسی کی مدد سے فتح ہوتی ہے +

(۲۹) (یا ایھا الذین امنوا) بدر کی لڑائی کے بعد خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایک اور بڑی فتح کی بشارت دی جو کافروں یعنی قریش مکہ اور مسلمانوں میں فیصلہ کر دینے والی ہو جس سے فتح مکہ کی مراد ہے اور اسی فتح کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو پرہیزگاری کرو اللہ کی وہ کریگا تمہارے لئے فیصلہ کر دینے والی فتح " اور اُسی بشارت کے ساتھ قریش مکہ سے لڑنے کی اجازت دی جہاں فرمایا ہے .. و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ " یعنی اُن سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین بالکل اللہ کے لئے ہو " +

(۳۰) (واذ یمکر بك) اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیتوں میں خدا تعالےٰ قریش مکہ کے حالات اور اُن کے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو وہ قبل ہجرت کے مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ برتتے تھے۔ یہ سب آیتیں نہایت صاف ہیں صرف چند آیتیں تفسیر طلب ہیں جن کی تفسیر ذیل میں لکھی جاتی ہے +

(۳۲) (واذ قالوا) اس آیت میں جو یہ الفاظ ہیں " فامطر علینا حجارۃ من السماء " ان سے تخصیص آسمان سے پتھر برسانا مراد نہیں ہے بلکہ عموماً عذاب آسمانی یا آفت و مصیبت مراد ہے۔ " امطر " کا استعمال عذاب کے معنوں میں ہوتا ہے قال صاحب الکشاف " وقد کثر الامطار فی معنی العذاب " اور امطار الحجارۃ اور رمی بالحجارۃ دونوں کا ایک مقصد ہے اور اس سے داہیۂ عظیمہ کا واقع ہونا مراد ہوتا ہے پس قریش مکہ کا جو قول اس آیت میں منقول ہے اُس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اے خدا اگر قرآن سچ ہے اور تیرے پاس سے آیا ہے تو ہم پر کوئی آسمانی عذاب نازل کر یا کوئی اور سخت عذاب بھیج اور ان الفاظ سے اُن کا

www.poetrymania.com©

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ
الْفَتْحُ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ
وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ
شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا
عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا
وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ
شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ
الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾
وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم
مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ
قَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾
وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ
الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

اگر تم فتح چاہتے تھے تو بیشک تمہارے پاس فتح آئی
اور اگر تم بس کرو تو وہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم
دوبارہ (لڑنے کو) پھرو گے تو ہم دوبارہ (مدد کرینگے) اور
ہرگز نہ کفایت کریگا تم کو (یعنی بغیر ہماری مدد کے)
تمہارا گروہ کچھ بھی گو کہ زیادہ ہو اور کہ اللہ مسلمانوں
کے ساتھ ہے (۱۹) اے لوگو جو ایمان لائے ہو
اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور
مت پھرو اس سے اور تم سنتے ہو (۲۰) اور مت
ہو ان لوگوں کی مانند جنہوں نے کہا ہم نے
سنا اور وہ نہیں سنتے تھے (۲۱) بیشک زمین
پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ شریر اللہ کے
نزدیک بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے (۲۲)
اور اگر جانتا اللہ ان میں کچھ بھلائی تو سنوا دیتا
ان کو تو البتہ پھر آویں اور وہ (اس سے) منہ پھیرنے
والے ہیں (۲۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو
قبول کرو اللہ کو اور رسول کو جب کہ تم کو بلاوے
اس لئے کہ زندہ کرے تم کو اور جان لو کہ اللہ
حائل ہوتا ہے درمیان آدمی کے اور اس کے
دل کے اور کہ وہ اس کے پاس اٹھا کر لیجائے جاؤ گے (۲۴)
اور ڈرو اس فتنہ سے کہ نہ پہنچے ان لوگوں کو جو ظلم
کرتے ہیں تم میں سے صرف اور جان لو کہ اللہ
سخت عذاب کرنے والا ہے (۲۵)

مطلب قرآن کے حق ہونے سے انکار کرنے کا تھا ◆

(۳۳) (وما کان اللہ) اس آیت میں جو یہ الفاظ ہیں "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" اس میں عذاب کو کسی قسم کے عذاب سے مقید و مخصوص نہیں کیا اس لئے اس بات پر غور کرنی ضرور ہے کہ اس عذاب سے کس قسم کا عذاب مراد ہے۔ اگلی اور پچھلی تمام آیتوں پر غور کرنے سے اور خصوصاً تینتیسویں آیت پر لحاظ کرنے سے جس میں ایک فیصلہ کرنے والی فتح کی

www.poetrymania.com©

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ
مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ
تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ
فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ
وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا
اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ
وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوا
أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ
فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ
عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا
وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾
وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَ
يَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ
الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ
لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ
الْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن
كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ
عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا
بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾

اور یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے ضعیف گنے جاتے
تھے زمین میں (یعنی مکہ میں) ڈرتے تھے کہ تم کو
اُچک لیجاویں لوگ پھر (پناہ کی) جگہ دی تم کو
(یعنی مدینہ میں) اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے
اور روزی دی تم کو پاکیزہ چیزوں سے تاکہ تم
شکر کرو (۲۶) اے لوگو جو ایمان لائے ہو خیانت
مت کرو اللہ کی اور رسول کی اور (مت) خیانت
کرو اپنی امانتوں کی اور تم جانتے ہو (۲۷)
اور جان لو کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تمہارے
مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے اور کہ اللہ اس
کے پاس ہے اجر عظیم (۲۸) اے لوگو جو ایمان
لائے ہو اگر تم پرہیزگاری کرو گے اللہ کی تو کر دیگا
تمہارے لئے حق و باطل میں فرق کر دینے والی
(یعنی فتح) اور مٹا دیگا تم سے تمہارے گناہ اور
بخش دیگا تم کو اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۲۹)
اور (یاد کر) جب کہ تیرے ساتھ مکر کرتے تھے وہ لوگ
جو کافر ہوئے تاکہ تجھ کو قید کر رکھیں یا تجھ کو قتل کر دیں
یا تجھ کو جلاوطن کر دیں۔ وہ (تیرے ساتھ) مکر کرتے تھے
اور خدا (ان کے ساتھ) مکر کرتا تھا اور اللہ سب مکر کرنیوالوں سے
بہتر ہے (۳۰) اور جب ان کو پڑھ سنائی جاتی ہیں ہماری
آیتیں کہتے ہیں ہم نے سن لیا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کے
مانند کہیں۔ یہ کچھ نہیں مگر کہانیاں اگلوں کی (۳۱) اور
انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہی سچ ہے تیرے پاس کا تو
برسا ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ڈال ہم پر کوئی اور عذاب
دکھ دینے والا (۳۲)

بشارت دیکھئے۔ ہے اور چالیسویں آیت پر لحاظ کرنے سے جس میں قریش مکہ سے لڑنے اور ان
کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چونتیسویں آیت پر غور کرنے سے جس میں قریش مکہ کو عذاب

www.poetrymania.com©

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ
فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ
وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ
اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا
اَوْلِيَآءَهٗ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾
وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ
اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٧﴾
لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ
وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ
فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا
يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ
يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾

اور اللہ کے لئے نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے اور
اور تو ان میں ہے۔ اور اللہ کے لئے نہیں ہے کہ
ان کو عذاب کرے اور وہ استغفار کرتے ہوں (۳۳)
اور کیا ہے ان کے لئے کہ نہ عذاب کرے ان کو
اللہ اور وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام
(یعنی کعبہ میں جانے) سے اور وہ اس کے ولی ہونے کے لائق
نہیں ہیں اس کے ولی ہونے کے لائق کوئی نہیں ہے
سوائے پرہیزگاروں کے ولیکن اکثر ان میں کے نہیں جانتے (۳۴)
اور نہیں ہے ان کی نماز کعبہ کے پاس بجز سیٹیاں بجانے اور تالیاں
پیٹنے کے پھر چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تم کفر کرتے تھے (۳۵)
بیشک جو لوگ کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو
تاکہ روکیں (مسلمانوں کو) خدا کی راہ سے۔ پھر
خرچ کرینگے اس کو پھر وہ (خرچ کرنا) ہوگا ان پر افسوس
پھر مغلوب ہو جاوینگے (۳۶) اور جو لوگ کافر ہیں
جہنم کی طرف اٹھا کر لیجائے جاوینگے (۳۷) تاکہ
جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور کر دے ناپاک کو
ایک کو اوپر دوسرے کے پھر ڈھیر لگا دے اس کا اکٹھا
پھر ڈالدے اس کو جہنم میں یہ لوگ وہی ہیں
نقصان اٹھانے والے (۳۸) کہدے اے پیغمبر
ان لوگوں سے جو کافر ہیں اگر وہ بس کریں تو ان کو
بخشدیا جاویگا جو کچھ کہ گذرا اور اگر وہ پھر کرینگے
تو بیشک گذرا ہے طریقہ پہلوں کا (یعنی اسی طرح
ان کے ساتھ بھی کیا جاویگا) (۳۹)

دینے کی وجہ بیان کی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس آیت میں عذاب سے لڑائی میں شکست پانے اور مارے جانے کا عذاب مراد ہے اور اس مطلب کو الفاظ "وانت فیہم" زیادہ تر روشن کر دیتے ہیں کیونکہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے تو قریش سے جو مکہ کے حاکم تھے لڑنا اور ان کو قتل کرنا واجب تھا۔ مگر جب وہاں سے آنحضرت صلعم

www.poetrymania.com©

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ
وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا
فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۰﴾
وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ
مَوْلَاكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ
النَّصِيرُ ﴿۴۱﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ
مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَ
لِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۲﴾
إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى
وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ
تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي
الْمِيعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا
كَانَ مَفْعُولًا ﴿۴۳﴾ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ
عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ
بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۴۴﴾

اور لڑو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (یعنی
کافروں کا غلبہ) اور دین بالکل اللہ کے لئے ہو پھر اگر وہ
بس کریں تو بیشک اللہ اُس کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا
ہے ﴿۴۰﴾ اگر وہ پھر جاویں تو جان لو کہ بیشک اللہ تمہارا
مددگار ہے اچھا مددگار اور اچھا مدد کرنیوالا ﴿۴۱﴾
جان لو کہ جو کچھ لڑائی میں تمہارے ہاتھ کوئی چیز
آئی ہے تو بیشک اُس کا پانچواں حصہ اللہ کیلئے
اور رسول کے لئے اور قرابتمندوں اور یتیموں اور
غریبوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم ایمان
لائے ہو اللہ پر اور اُس پر جو بھیجا ہم نے اپنے
بندہ پر فیصلہ (یعنی فتح) کے دن جس دن کہ بھڑ گئی
تھیں دو جماعتیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۲﴾
جس وقت کہ تم تھے ورلے کنارہ پر اور وہ تھے پرلے کنارہ
پر اور قافلہ تھا تم سے نیچے (یعنی سمندر کے کنارہ پر)
اور اگر تم (اُس مقام پر لڑنے کا) وعدہ کر لیتے تو البتہ تم
وعدہ خلافی کرتے ولیکن (یہ اس لئے ہوا) تاکہ پورا
کر دے اللہ اُس کام کو جو کرنے کو تھا ﴿۴۳﴾ تاکہ
ہلاک ہووے وہ جو ہلاک ہوا حجت قایم ہونے
کے بعد اور زندہ رہے وہ جو زندہ رہا حجت قایم
ہونے کے بعد بیشک اللہ سننے والا ہے جاننے والا ﴿۴۴﴾

نے اور مسلمانوں نے ہجرت کر لی تو اب اُن سے لڑنا اور اُن کو قتل کرنا واجب نہیں رہا۔
چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس آیت کے بعد کی آیت میں فرمایا کہ "وما لهم الا يعذبهم الله
وهم يصدون عن المسجد الحرام" یعنی اب اُن کے لئے کیا ہے کہ اللہ اُن کو عذاب
نہ دے اور وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں آنے سے +
تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ قریش مکہ کا مسجد حرام میں آنے سے روکنا اُن کے عذاب کا
سبب تھا پس وہ عذاب بجز اس کے کہ لڑائی میں شکست پانے کا
عذاب ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا +

ثم بين تعالى ما لاجله يعذبهم فقال وهم يصدون عن المسجد الحرام (تفسیر کبیر)

www.poetrymania.com©

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ
قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ
وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ
اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ ﴿۴۵﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ
إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا
وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ
اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا وَإِلَى اللَّهِ
تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۴۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا
وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿۴۷﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَ
تَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ
مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۴۸﴾ وَلَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا
يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۴۹﴾

جب تجھے دکھلایا اُن کو اللہ نے تیرے خواب میں
تھوڑے سے اگر تجھے دکھلاتا اُن کو بہت سے
تو بیشک بزدلی کرتے اور بیشک کام میں جھگڑا کرتے
ولیکن اللہ نے محفوظ رکھا بیشک وہ جاننے والا
ہے دل کی بات کو ﴿۴۵﴾ اور جب تمہیں دکھا دیا
اُن کو جب کہ تم جا بھڑے ۔ تمہاری آنکھوں میں تھوڑے
سے اور تم کو تھوڑے سے (دکھلایا) اُن کی آنکھوں
میں تا کہ پورا کرے اللہ کام کو جو کرنا تھا ﴿۴۶﴾
اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم جا بھڑو ایک
گروہ سے تو ثابت (قدم) رہو اور یاد کرو اللہ
کو بہت سا تا کہ تم فلاح پاؤ ﴿۴۷﴾ اور فرمانبرداری
کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور آپس
میں مت جھگڑو کہ بزدل ہو جاؤ اور تمہاری
ہوا اُکھڑ جائے اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے
والوں کے ساتھ ہے ﴿۴۸﴾ اور مت ہو اُن
لوگوں کی مانند جو نکلے اپنے گھروں سے اِتراکر
اور لوگوں کے دکھلانے کو اور وہ روکتے ہیں
اللہ کے رستے سے اور اللہ اُس کو جو وہ
کرتے ہیں گھیر لینے والا ہے ﴿۴۹﴾

علاوہ اس کے قرآن مجید میں لڑائی میں قتل ہونے کو عملانیا اور بالتصریح عذاب سے تعبیر کیا ہے

قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۴) ✦

چنانچہ سورہ توبہ میں فرمایا ہے ۔ مارو اُن کو عذاب دیگا اُن کو اللہ تمہارے ہاتھوں سے اور خوار کریگا اُن کو اور مدد کریگا تمہاری اور چین دیگا دلوں کو ایمان والوں کی ایک قوم کے ✦

مفسرین نے بھی اس عذاب سے لڑائی میں شکست پانے اور قید و قتل ہونے کا عذاب مراد

قال ابن عباس - وما لھم ان لا یعذبھم اللہ واعلم انہ تعالیٰ بین فی الآیۃ الاولی ان لا یعذبھم ما دام رسول اللہ فیھم

لیا ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتلایا ہے کہ اُن کو عذاب

www.poetrymania.com©

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ
النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا
تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ
وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرٰى
مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَ
اللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۰﴾ إِذْ
يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ
دِينُهُمْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۵۱﴾
وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا
الْمَلٰئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ
وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ
الْحَرِيقِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۵۳﴾

اور جب اچھا کر دکھایا اُن کے لئے شیطان نے
اُن کے عملوں کو اور کہا نہیں ہے کوئی غالب تم پر
لوگوں میں سے آج کے دن اور بیشک میں تمہارا حامی
ہوں پھر جب آمنے سامنے ہوئے دونوں گروہ
تو الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور کہا کہ بیشک میں
الگ ہوں تم سے۔ بیشک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں
دیکھتے۔ بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب
کرنے والا ہے ﴿۵۰﴾ اور جب کہتے تھے منافق اور
وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ دھوکا دیا ہے
اُن لوگوں کو اُن کے دین نے اور جو شخص کہ توکل کرتا ہے
اللہ پر تو بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا ﴿۵۱﴾
اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ روح قبض کرتے
ہیں اُنکی جو کافر ہیں فرشتے پیٹتے ہیں اُن کے
مُنہوں کو اور اُن کی پیٹھوں کو اور کہتے ہیں
چکھو جلنے کا عذاب ﴿۵۲﴾ یہ اُس کا بدلہ ہے جو آگے
بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور بیشک اللہ
نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر ﴿۵۳﴾

ذکر فی هذه الآیة انه لا یعذبهم اذا اخرج الرسول من بینهم ثم اختلفوا فی هذا العذاب فقال بعضهم لحقهم عذاب بل التوعد به یوم بدر وقیل بل یوم فتح مکه (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۸۰) +

نہ دیگا جب تک کہ خدا کا رسول اُن میں ہے اور اس آیت میں فرمایا کہ اُن کو عذاب دیگا جب خدا کا رسول اُن میں سے نکل آیا ہے پھر علما نے اس عذاب میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ بدر کی لڑائی میں وہ عذاب اُن کو ملا اور بعضوں نے کہا کہ مکہ کی فتح کے دن۔ غرضکہ اُن علما نے عذاب سے لڑائی میں شکست پانے کا عذاب مراد لیا ہے +

اب اس آیت کے ان لفظوں پر "وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون" غور باقی

وهم یستغفرون فی موضع الحال ومعناه نفی الاستغفار عنهم ای لو کانوا ممن یؤمن ویستغفر من الکفر لما عذبهم کقوله وما کان ربک لیهلک القری بظلم واهلها مصلحون ولکنهم

رہگئی ہے تفسیر کشف میں لکھا ہے وہم یستغفرون سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ استغفار کرتے ہیں بلکہ اُس سے نفی استغفار مراد ہے پس ان لفظوں کے معنی

www.poetrymania.com©

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۴﴾

مانند کرتوت فرعون کی قوم کے اور اُن لوگوں کے جو اُن سے پہلے تھے کہ منکر ہوئے اللہ کی نشانیوں سے پھر پکڑ لیا اُن کو اللہ نے بسبب اُنکے گناہوں کے بیشک اللہ زبردست ہے سخت عذاب کرنیوالا ﴿۵۴﴾

لا یؤمنون لا یستغفرون لا یتوقع ذلک منهم (تفسیر کشاف صفحہ ۵۱۲)

یہ ہیں درحالیکہ وہ استغفار کرتے تو خدا اُن کو عذاب نہ کرتا مگر وہ استغفار نہیں کرتے اس لئے اُن کو خدا عذاب دیگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ تمام علما صاحب کشاف کو علم ادب کا بہت بڑا عالم سمجھتے اور جو معنے اُنہوں نے بیان کئے ہیں اُس کو سب تسلیم کرینگے +

﴿۴۳﴾ (اذ انتم) اس آیت میں نہایت صفائی سے خدا تعالےٰ نے اُن مقامات کا بیان کیا ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کا لشکر موجود تھا اور جس راستہ سے ابوسفیان والا قافلہ نکل گیا تھا۔ اس آیت سے ہشامی کی روایت جو ابھی ہم لکھ آئے ہیں بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارہ ہو کر نکل گیا تھا +

مگر یہ الفاظ جو اس آیت میں ہیں کہ " ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد " اسکی تفسیر میں مفسرین نے غلطی کی ہے اُس غلطی کا سبب یہ ہے کہ ابتدا ہی سے اُن کو یہ غلط خیال ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلہ کے لوٹنے کا تھا۔ اور ہم نے خود قرآن مجید کی آیتوں سے

لو تواعدتم انتم واهل مكة على القتال لخالف بعضكم بعضا لقلتكم وكثرتهم ولكن ليقضى الله امرا كان مفعولا (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۰) +

ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال محض غلط ہے۔ پس اسی غلط خیال کے سبب وہ یہ سمجھے جیسے کہ تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ قریش مکہ سے اتفاقیہ اور نا دانستہ لڑائی ہو گئی اور اگر اُن سے لڑائی کا وعدہ کیا جاتا تو وعدہ خلافی کرتے اس لئے کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے اور قریش بہت زیادہ +

مگر یہ راے بالکل غلط ہے خود قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ

لان عسكر الرسول عليه السلام فى اول الامر كانوا فى غاية الخوف والضعف بسبب القلة وعدم الاهبة ونزلوا بعيدين عن الماء وكانت الارض التى نزلوا فيها ارضا رملية تغوص فيها ارجلهم واما الكفار فكانوا فى غاية القوة بسبب الكثرة فى العدد وبسبب حصول الالات والادوات لا نهم

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خاص قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے بلکہ خدا کا حکم تھا کہ قریش مکہ ہی سے لڑویں مذکورہ بالا تفسیر کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی اس آیت میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا اور قریش مکہ کے لشکر کا مقام بیان کیا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں جیسا کہ تمام مفسرین اور مورخین قبول کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا

www.poetrymania.com©

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

یہ اس لئے کہ بیشک اللہ نہیں ہے بگاڑنے والا کسی نعمت کو جس کو اس نے بخشا ہے کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ لوگ بگاڑ دیں اس کو جو ان کے دلوں میں ہے بیشک اللہ سننے والا ہے جاننے والا ﴿۵۵﴾

كانوا قريبين من الماء ولان الارض التي نزلوا فيها كانت صالحة للمشي ولان العير كانت خلف ظهورهم فكانوا يتوقعون مجيء المدد من العير اليهم ساعة فساعة ثم انه تعالى قلب القصة وعكس القضية وجعل الغلبة للمسلمين والدمار على الكافرين فصار ذلك من اعظم المعجزات واقوى البينات على صدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فيما اخبر عنه به من وعد النصر والفتح والظفر (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۲)

لشکر پانی سے دور اور خراب جگہ پر تھا اور قریش مکہ کا لشکر بہت اچھے مقام پر تھا اور پانی ان کے قبضہ میں تھا۔ ایسے خراب مقام پر لڑائی ہوئی پس خدا تعالٰے نے فرمایا کہ اگر پہلے سے اس مقام پر لڑنے کا وعدہ کیا جاتا تو تم وعدہ خلافی کرتے اور اس مقام کی خرابی دیکھ کر اس مقام پر لڑنا منظور نہ کرتے لیکن اسی جگہ لڑائی ہوگئی اور جو خدا کو کرنا منظور تھا وہ خدا نے کر دیا +

﴿۴۵﴾ (اذ یریکھم اللہ) اس آیت میں مفسرین کو یہ شک پیش آئی ہے کہ اگر خدا تعالٰے نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت سے لوگوں کو تھوڑا سا دکھلایا تو پیغمبر کا خواب خلاف واقع اور غلط ہوا حالانکہ پیغمبر کا خواب خلاف واقع اور غلط نہیں ہوتا۔ مگر یہ شبہ آیت کے معنی اور طرز بیان پر غور نہ کرنے کے سبب سے واقع ہوا ہے حالانکہ آیت میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر کوئی شبہ ہو سکے +

تمام سیاق قرآن مجید کا اس طرح پر واقع ہے کہ خدا تعالٰے بندوں کے افعال کو بسبب علت العلل ہونے کے اپنی طرف نسبت کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب دیکھنے کو اپنی طرف نسبت کیا ہے کہ خدا نے ان کو خواب میں دکھلایا تھوڑا۔ اس طرح پر کہنا قرآن مجید کے سیاق کے مطابق ان معنوں میں ہے کہ جب تو نے ان کو خواب میں دیکھا تھوڑے سے اور اگر تو ان کو دیکھتا بہت سے تو بیشک بزدلی کرتے اور کام میں جھگڑا کرتے +

اس آیت کے بعد کی آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تصدیق ہوتی ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ جب قریش مکہ سے مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کی آنکھوں میں وہ تھوڑے سے معلوم ہوتے۔ "قلیلا" کا لفظ دونوں آیتوں میں واقع ہوا ہے۔ اگر پہلی آیت میں "قلیلا" کے لفظ سے شوکت اور عظمت و رجاءت میں قلیل لئے جاویں تو دوسری آیت میں بھی جب کہ مقابلہ ہوا "قلیلا" کے یہی معنی لئے جاوینگے۔ اور اگر پہلی آیت میں "قلیلا" کے لفظ سے قلیل فی العدد مراد لیجائے تو دوسری آیت میں بھی قلیل فی العدد مراد لیجاویگی جس سے ظاہر ہو گیا ہے کہ

www.poetrymania.com©

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (۵۶)

مانند کرتوت فرعون کی قوم کے اور اُن لوگوں کے جو اُن سے پہلے تھے جھٹلایا اپنے پروردگار کی نشانیوں کو پھر ہم نے اُن کو ہلاک کیا بسبب اُن کے گناہوں کے اور ہم نے ڈبو دیا فرعون کی قوم کو اور ہر ایک کو جو ظلم کرنے والے تھے (۵۶)

مقابلہ کے وقت کل لشکر قریش کے مقابلہ میں نہیں آیا تھا بلکہ اُن میں سے تھوڑے سے آدمیوں سے مقابلہ ہوا تھا جس کا سبب خود اس دوسری آیت میں بیان ہوا ہے کیونکہ قریش کرنے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہیں اس لئے انہوں نے بھی تھوڑے سے آدمیوں سے مقابلہ کیا اور جو امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا وہ سچا ہوا ◆

(۵۰) (واذ زين لهم الشيطن اعمالهم) ہمارے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں عجیب وغریب باتیں لکھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت بنکر جو بکر بن کنانہ کے سرداروں میں سے تھا معہ اپنے ساتھ کے لوگوں کے قریش مکہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تمہارے مددگار رہیں اور کہا کہ اب کوئی تم پر غالب نہیں ہونے کا اور اُس وقت حرث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے کھڑا تھا مگر جب اُس نے مسلمانوں کے لشکر میں حضرت جبریل کو اور اور فرشتوں کو دیکھا تو ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور کہا کہ جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ شیطان کا سراقہ بن مالک کی صورت بنکر آنے کی یہ دلیل لکھی ہے کہ جب کفار قریش مکہ کو پھر کر گئے تو لوگوں نے کہا کہ سراقہ کے آدمی بھاگ گئے۔ جب یہ خبر سراقہ کو پہنچی تو اُس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھ کو تمہارا جانا معلوم بھی نہیں ہوا ابھی تمہاری شکست کی خبر مجھ کو پہنچی ہے۔ اُس وقت لوگوں نے کہا کہ وہ شخص جو سراقہ کی صورت میں آدمی بنے ہوئے تھا سراقہ نہ تھا بلکہ شیطان تھا۔ نہایت افسوس ہے کہ ہمارے مفسرین نے کیسی لغو، بیہودہ اور بے سمجھ اور بے ٹھکانے باتوں کو قرآن کی تفسیر میں داخل کیا ہے اور اُن کو تفسیر کی بنیاد قرار دیا ہے خدا اُن پر رحم کرے۔ گو حسن اور اصم دو مفسروں نے تو کہا ہے کہ شیطان کسی آدمی کی صورت نہیں بنا تھا بلکہ اُن کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تھا۔ پہلا قول تو محض لغو ہے اور

وذلك لان كفار قريش لما رجعوا الى مكة قالوا هزم الناس سراقة فبلغ ذلك سراقة فقال والله ما شعرت بمسيركم حتى بلغتني هزيمتكم فعند ذلك تبين للقوم ان ذلك الشخص ما كان سراقة بل كان شيطانا۔

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

ان الشيطان ليس بوسعه من غير ان يتحول في صورة الانسان هو قول الحسن والاصم ◆

www.poetrymania.com©

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۵۵)	بیشک بدترین زمین پر چلنے والوں کے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لانے کے (۵۵)

حسن اور ہشم کا قول ایسا ہے جو تسلیم ہونے کے قابل ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قریش کی حالت کو اُن کی زبان حال سے بیان فرماتا ہے۔ پہلی آیت میں جس غرور اور تکبر سے وہ لڑائی کے لئے نکلے تھے اُس کا اشارہ کیا اور دوسری آیت میں فرمایا کہ " زین لھم الشیطن اعمالھم" یعنی اُن کے نفس شریر نے اُن کے اعمالوں کو اچھا کر دکھایا اور اُن کے شریر نفس نے کہا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں مگر جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اُن کی جرأت اور ہمت جو کچھ تھی وہ پست ہوگئی بعد آثار فتح و نصرت لشکر اسلام کے ظاہر ہوئے اور اُن کا نفس شریر پسپا

ومعنی الجار ھھنا الدافع عن صاحبہ انواع الضرر کما یدفع الجار عن جارہ والعرب تقول انا جار لک من فلان ای حافظ لک من مضرتہ فلا یصل الیک مکروہ منہ
(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

ہوا جس کو خدا تعالیٰ نے نہایت فصیح طور بیان فرمایا " فلما ترآءت الفئتن نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون "۔ اور جب انسان کی نخوت اور غرور کے برخلاف امر واقع ہوتا ہے تو اُس کے نفس امارہ کو قدرتی طور پر خوف لاحق ہوتا ہے خصوصاً مواقع جنگ میں جہاں ہر طرح پر فتح کی امید ہو اور شکست ہو جاوے پس خدا تعالیٰ نے مشرکین کے نفس شریر کی اُس حالت کو ان لفظوں سے بیان کیا کہ " انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب " +

(۵۸) (الذین عاھدت منھم) ظاہرا اس آیت میں بنی قریظہ کی طرف اشارہ ہے۔ اُن سے عہد تھا کہ وہ مسلمانوں سے نہ لڑینگے نہ اُن کے دشمنوں کی مدد اور اعانت کرینگے۔ مگر اُنہوں نے بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے برخلاف قریش مکہ کو ہتھیار دینے سے مدد کی اور اپنا عہد توڑ دیا۔ مگر پھر معافی چاہی اور کہا کہ ہم سے خطا ہوئی اور پھر دوبارہ عہد کیا۔ مگر خندق کی لڑائی میں پھر مشرکین سے برخلاف مسلمانوں کے مل گئے اور دوسری دفعہ اپنا عہد توڑ دیا +

(۶۶) (یا ایھا النبی) اس آیت میں جو مضمون تحریض علی القتال ہے اُس کی نسبت سورہ توبہ میں ہم ایک مفصل گفتگو کرینگے اس مقام پر صرف خاص اس آیت کی تفسیر پر اکتفا کرتے ہیں +

مفسرین کہتے ہیں کہ اگرچہ نظم اس آیت کا بطور خبر کے ہے مگر اُس سے مراد امر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم میں بیس آدمی لڑنے والے ہوں تو اُن کو صبر کرنا اور لڑنے میں جد و جہد اور کوشش کرنی چاہئے تاکہ دو سو لڑنے والے مخالفوں پر غالب آویں اور اُس کے بعد کی آیت کو جس میں سو لڑنے والوں کا دو سو پر اور ہزار کا دو ہزار پر غالب آنے کا ذکر ہے پہلی آیت کا ناسخ قرار دیتے ہیں۔ مگر سیاق کلام اُس کے برخلاف ہے ان آیتوں میں سلسلۂ دلیل

www.poetrymania.com©

ٱلَّذِينَ عَـٰهَدتَّ مِنْهُمْ
ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ
فِى كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ
لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٨﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِى ٱلْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٩﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن
قَوْمٍ خِيَانَةً فَٱنۢبِذْ إِلَيْهِمْ
عَلَىٰ سَوَآءٍ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ
ٱلْخَآئِنِينَ ﴿٦٠﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ سَبَقُوٓا۟ ۚ إِنَّهُمْ
لَا يُعْجِزُونَ ﴿٦١﴾ وَأَعِدُّوا۟
لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ
وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِۦ
عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَءَاخَرِينَ
مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ ٱللَّهُ
يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا۟ مِن شَىْءٍ فِى
سَبِيلِ ٱللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ
لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ
فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ
ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦٣﴾ وَإِن يُرِيدُوٓا۟
أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ ٱللَّهُ ۚ هُوَ
ٱلَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ
وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِى
ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ
وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٤﴾

وہ لوگ جن سے تم نے عہد کیا ہے پھر وہ توڑ ڈالتے
ہیں اپنا عہد ہر موقع میں اور وہ پرہیزگاری نہیں کرتے (۵۸)
پھر اگر تم اُن کو (جنہوں نے عہد کیا تھا) پاؤ لڑائی میں
تو اُن کے ساتھ اس طرح پیش آؤ کہ اُس کے سبب سے
پریشان کر دو اُن لوگوں کو جو اُن کے پیچھے ہیں تاکہ وہ
نصیحت پکڑیں (۵۹) اور اگر تجھ کو اندیشہ معلوم ہو کہ
کسی قوم سے خیانت (یعنی بدعہدی) کا تو پھینک دے
(یعنی اُن کا عہد) اُن کی طرف (اس طرح پر کہ فریقین
برابر (یعنی یکساں حالت) پر ہوں۔ بیشک اللہ نہیں
دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو (۶۰) اور نہ گمان
کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ وہ بری ہو گئے۔ بیشک
وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں (۶۱) اور تیاری کرو
اُن کے لئے جو کچھ کہ تم کر سکو قوت سے یعنی ہتھیاروں
سے اور گھوڑوں کے باندھنے سے یعنی مہیا کرنے سے
ڈراؤ اس سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور دوسروں کو
جو اُن کے سوا ہیں کہ اُن کو تم نہیں جانتے اللہ اُن کو جانتا ہے۔
اور جو کچھ کہ تم خرچ کرو گے کسی چیز سے اللہ کی راہ میں پورا
دیا جاوے گا تم کو اور تم ظلم نہ کئے جاؤ گے (۶۲) اور اگر وہ
جھکیں صلح کے لئے تو تو بھی جھک جا اُسی کی طرف اور توکل کر
اللہ پر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا (۶۳) اور اگر وہ
ارادہ کریں کہ تجھ کو فریب دیں تو بیشک کافی ہے تجھ کو اللہ
وہ وہی ہے جس نے تائید کی تیری اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے اور ہمدردی
ڈال دی آپس میں اُن کے دلوں کے اگر تو خرچ کر ڈالتا جو کچھ زمین
میں ہے سارے کا سارا تو بھی ہمدردی نہ ڈال سکتا آپس میں اُن کے
دلوں کے لیکن اللہ نے ہمدردی ڈال دی اُن کے آپس میں بیشک وہ غالب حکمت والا ہے (۶۴)

کو تحریض علی القتال کی گئی ہے اور لڑائی میں صبر و ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تعداد
بیان کرنے سے کسی عدد خاص کا متعین کرنا مقصود نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ اگر تم میں سو آدمی لڑائی میں ثابت

www.poetrymania.com©

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٥﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ
اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٦﴾
اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ
ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ
يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ
اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ
الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٨﴾
لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ
فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٩﴾
فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا
اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ
مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ
اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧١﴾

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور وہ جنھوں نے تیری پیروی
کی ہے جو مسلمان ہیں ﴿٦٥﴾ اے نبی رغبت دے مسلمانوں
کو لڑائی پر۔ اگر ہونگے تم میں سے بیس صبر کرنے والے
غالب آوینگے دو سو پر اور اگر ہونگے تم میں سے سو
(ایسے ہی) تو غالب آوینگے ہزار پر اُن لوگوں میں سے
جو کافر ہیں بسبب اس کے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ
نہیں سمجھتے ﴿٦٦﴾ اب ہلکا کیا اللہ نے تم سے اور
جانا کہ تم میں ضعف ہے پھر اگر ہونگے تم میں سے
سو صبر کرنے والے غالب آوینگے دو سو پر اور
اگر ہونگے تم میں سے ہزار غالب آوینگے دو ہزار پر
اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے
ساتھ ہے ﴿٦٧﴾ نہیں ہے نبی کے لئے کہ ہوں اُس
کے لئے قیدی یہاں تک کہ گھمسان کر دے زمین
میں یعنی ملک میں۔ تم چاہتے ہو مال دنیا کا اور
اللہ چاہتا ہے آخرت کو اور اللہ غالب ہے حکمت والا ﴿٦٨﴾
اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے پہلے سے بیشک
تم کو پہنچتا اُس میں جو تم نے لیا عذاب بہت بڑا ﴿٦٩﴾
پھر کھاؤ اُس میں سے جو تم نے غنیمت میں لیا ہے حلال طیب اور
ڈرو اللہ سے۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿٧٠﴾
اے نبی کہدے اُن لوگوں کو جو کہ تمہارے ہاتھوں میں
ہیں قیدی۔ اگر جانیگا اللہ کہ تمہارے دلوں میں ہے
بھلائی تو دیگا تم کو بھلائی اُس سے جو لیا گیا تم سے
اور بخشیگا تم کو۔ اور اللہ بخشنے والا ہے
مہربان ﴿٧١﴾

قدم ہوئے تو دو سو آدمیوں پر اور اگر سو ہونگے تو ہزار پر غالب آوینگے۔ اس کہنے کے مساوی ہے
کہ لڑائی میں صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے تھوڑے سے آدمی بہت سوں پر غالب ہو جاتے
ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں تھی بلکہ وہ مشرکین کے مقابلہ میں ہر طرح سے کیا بلحاظ ہتھیاروں کے

www.poetrymania.com©

وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ
خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ
وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۷۲﴾ إِنَّ
الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا
أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا
مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ
حَتّٰى يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ
إِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۷۳﴾ وَ
الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ
فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿۷۴﴾ وَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا
أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۷۵﴾

اور اگر وہ ارادہ کرینگے تجھ سے خیانت کا تو بیشک
انہوں نے خیانت کی تھی اللہ سے اس سے پہلے پھر
قابو کیا (خدا نے تجھ کو) ان پر اور اللہ جاننے والا ہے
حکمت والا ﴿۷۲﴾ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی
اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ
کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی
یہ لوگ ہیں کہ ان میں کا دوست ہے دوسرے کا
اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی
تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ یہاں تک
کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں
تو تم پر ہے مدد کرنی مگر اس قوم پر کہ تم میں اور ان
میں عہد ہے اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے
والا ہے ﴿۷۳﴾ اور جو لوگ کافر ہوئے ایک ان میں کا
دوست ہے دوسرے کا اگر تم اس کو نہ کرو گے
(جس کا حکم ہوا ہے) تو ہوگا فتنہ زمین میں۔ یعنی ملک میں
اور فساد بڑا ﴿۷۴﴾ اور جو ایمان لائے اور ہجرت
کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے
جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے
ٹھیک ٹھیک۔ ان کے لیے ہے مغفرت
اور رزق برکت والا ﴿۷۵﴾

اور کیا بلحاظ سامان لڑائی کے اور کیا بلحاظ آسایش و خوراک و قوت جسمانی کے نہایت ضعیف تھے۔
اس لیے خدا نے فرمایا کہ اس قدر تفاوت میں تخفیف کیجاوے۔ تب بھی اگر تم ثابت قدم رہو گے تو دو گنے
پر غالب ہو گے۔ پس ان آیتوں میں سے کسی آیت میں تعیین عدد خاص مراد نہیں بلکہ صرف
تحریض علی القتال و ثبات فی القتال مراد ہے ٭

﴿۶۸﴾ ماکان لنبی۔ بدر کی لڑائی میں قریش مکہ کے تمام لشکر سے جو ان کے ساتھ آیا تھا
لڑائی نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک گروہ سے جو لڑنے کو نکلا تھا لڑائی ہوئی تھی جیسا کہ اسی سورۃ کے
واذ یریکموھم اذ التقیتم فی سے درجہ ما قبل آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اس گروہ کو جو بلا

www.poetrymania.com©

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۷۶)	اور جو لوگ ایمان لائے بعد کو اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ تو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں اور قرابت والے بعضا اُن میں کا قریب تر ہے بعضے سے اللہ کی کتاب میں۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۷۶)

اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم
لیقضی اللّٰہ امرا کان مفعولا والی اللہ
ترجع الامور ۴۴ ۔

میں آیا تھا شکست ہوئی تھی اور تمام لشکر قریش کہ کا ایسا پریشان ہوگیا تھا کہ کسی کو پھر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کا تعاقب بھی نہیں کیا۔ جیسے کہ خدا نے اسی سورت میں فرمایا "ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم،" مگر قریش مکہ کے لشکر میں ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے۔ اُن قیدیوں کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاوے۔ حضرت عمر اور سعد ابن معاذ نے رائے دی کہ سب کو قتل کرنا چاہئے۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے چنانچہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔ فدیہ لینے پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اس لئے لڑائی کے قیدی جن سے فدیہ لیا جا سکتا نہیں تھے۔ اسی پر خدا کی ناراضی ہوئی اور خدا نے فرمایا "ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض" جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اُن کے قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہوسکتی اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے جب اُن کا قیدئے جنگ ہونا ہی نہیں قرار دیا تو اُن کے نہ قتل کرنے پر کیونکر ناراضی ہوسکتی تھی۔

www.poetrymania.com©

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ

منہ سا عہد کا ہے	بَرَآءَۃٌ

(۱) (براءۃ) سورہ انفال اور سورہ توبہ کا ایسا قریب قریب مضمون ہے کہ اگر دونوں سورتوں کو ایک ہی سورۃ خیال کی جاوے تو کچھ مستبعد نہیں ہے۔ اور جب ہمارا یہ خیال ہے تو اس بات پر بحث کرنی کہ سورۂ توبہ کے اول بسم اللہ کیوں نہیں ہے غیر ضروری ہے اور نہ جس منشا سے ہم نے تفسیر لکھی ہے اُس سے علاقہ رکھتی ہے اس لئے ہم اس بحث کو چھوڑ دیتے ہیں +

سورہ انفال اور سورہ توبہ دونوں میں کافروں سے لڑنے اور اُن کو قتل کرنے اور مغلوب کرنے کا ذکر ہے۔ اور یہی امر بحث کے قابل ہے جس کی نسبت مخالفین اسلام نے اپنی غلطی اور ناسمجھی سے اسلام کی نسبت مختلف پیرایوں میں اعتراض قائم کئے ہیں۔ اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافروں کے ساتھ جو کچھ کیا اور جس قدر اور جس طرح اُنہوں نے خدا کے حکم سے کافروں کو قتل اور غارت کیا۔ اگر اُس کا مقابلہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی لڑائیوں سے کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ لڑائیاں بمقابلہ حضرت موسیٰ کی لڑائیوں کے خدا کی رحمت تھیں۔ پس جو لوگ توریت کو اور حضرت موسیٰ کو مانتے ہیں اُن کے لئے تو حضرت مسیح کا یہ قول کافی ہے کہ "تو اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے کیوں دیکھتا ہے اور جو شہتیر کہ تیری آنکھ میں ہے اُسے دریافت نہیں کرتا" مگر ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم صرف حجت الزامی پر اکتفا کریں بلکہ ہمارا مقصود ہر امر کو تحقیق کرنا اور اُس کی صحت کو ظاہر کرنا ہے اس لئے ہم اس امر کو بخوبی تحقیق کرنا چاہتے ہیں +

اس امر پر جو اعتراض جامع جمیع اعتراضات ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک بانی مذہب کو جس کا موضوع سچی اور سیدھی راہ کا بتانا اور اُس کے نتیجوں کی خوشخبری دینا اور بدراہ کی برائی کو جتلانا اور اُس کے بد نتیجوں سے ڈرانا اور اپنی نصیحت اور وعظ سے انسانوں میں نیکی اور نیک دلی رحم اور صلح آپس میں محبت و ہمدردی کا قائم کرنا اور تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو جو اُس راہ میں پیش آویں صبر و تحمل سے برداشت کرنا چاہیے نہ یہ زبردستی سے اور ہتیاروں کے زور سے اور قتل و خونریزی سے اُس کو منوانا لازم ہے۔ بس اب ہم کو اسی امر کا تحقیق کرنا مقصود

www.poetrymania.com©

مِنَ اللّٰہِ	اللہ

ہے کہ کیا قرآن مجید میں ہتیار اٹھانے کا حکم زبردستی سے اسلام منوانے کے لئے تھا؟ ✦ ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآن مجید سے اور تمام لڑائیوں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوئیں بخوبی ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں صرف امن قائم رکھنے کے لئے ہوئیں تھیں نہ زبردستی سے اور ہتیاروں کے زور سے اسلام منوانے کے لئے ✦

مکہ میں اہل مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو اور اُن مرد اور عورتوں کو جو مسلمان ہوگئے تھے ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا۔ آنحضرت نے خود اور اُن کے پیرو مسلمان مرد عورت نے اُن تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو نہایت صبر و تحمل سے برداشت کیا تھا جن کے خیال سے تعجب آتا ہے کہ کیونکر برداشت ہوئی تھیں ✦

خاص آنحضرت کی نسبت مُنہ در مُنہ دشنام دہی کرنا اور بُرا کہنا اور تذلیل کرنا یہ تو ایک

اغروا بہ (محمد صلعم) سفہاءھم وعبید ھم یصیحون بہ حتی اجتمع الیہ الناس الجوع الی حابط۔
ابن ہشام صفحہ ۲۸۰

عام بات تھی جو روزمرہ ہوتی تھی معززین قریش کمینہ لوگوں کو اور اپنے غلاموں کو اشارہ کرتے تھے اور وہ ہر طرح سے آنحضرت کو ایذا پہنچاتے تھے ایک دفعہ اسی طرح اُن کمینہ لوگوں اور قریش کے غلاموں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور گالیاں دینی اور سخت و سست الفاظ کہکر غل مچانی شروع کی بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور ایسی وہ کتا بیل ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک حاطہ میں پناہ لینی پڑی ✦

ابولہب کان یطرح العذرۃ والنتن علی باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۳۰ ✦

ابولہب ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر نجاست اور نجس و بدبودار چیزیں ڈلوا دیتا تھا ✦

انہا (ام جمیل مراۃ ابی لہب) کانت فیما بلغنی تحمل الشوک فتطرحہ علی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث یمر
ابن ہشام صفحہ ۲۳۳

ام جمیل ابی لہب کی بیوی اُس رستہ پر جہاں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت تھی کانٹے ڈلوا دیتی تھی ✦

اعترضہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) سفیہ من سفہاء قریش فنثر علی راسہ ترابا
ابن ہشام صفحہ ۲۷۷

راہ چلنے کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر لوگ مٹی کوڑا کرکٹ ڈالدیتے تھے ✦

قریش نے آپس میں نہایت سخت عہد کیا تھا کہ کوئی شخص آنحضرت پاس نہ جاوے

وکان عتبۃ قد جلس الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسمع منہ فبلغ ذلک ابیا فاتی عتبۃ فقال لہ ابلغنی انک

اُن کے پاس نہ بیٹھے اُن کی بات نہ سُنے ایک دفعہ عقبہ جاکر آنحضرت پاس بیٹھا اور کچھ کلام سُنا اس کی خبر ابی کو

www.poetrymania.com©

ورسوله	اور اس کے رسول کی طرف سے

جالست محمدا وسمعت منه ثم قال وجهي من وجهك حرام ان اكلمك واستغلظ من اليمين ان انت جلست اليه وسمعت منه اولم تاته فتتفل في وجهه ففعل ذلك عدو الله عقبة بن ابي معيط (ابن هشام صفحه ۲۳۸)

پہنچی جو اس کا بڑا دوست تھا وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو آنحضرت پاس جاکر بیٹھا تھا اور ان کی باتیں سنیں تھیں تیری صورت مجھ کو دیکھنی اور تجھ سے بات کرنی حرام ہے اور میں اپنی قسم کو زیادہ سخت کر دونگا اگر تو اب گیا اور ان پاس بیٹھا اور ان کی بات سنی کیا تجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ ان کے منہ پر تھوک دیتا چنانچہ اس خدا کے دشمن نے ایسا ہی کیا +

وثب كل قبيلة على من فيها من مستضعفي المسلمين فجعلوا يحبسونهم ويعذبونهم بالضرب والجوع والعطش ورمضاء مكة والنار ليفتنوهم عن دينهم ـ (تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحه ۲۶)

جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے اُن پر بھی نہایت ظلم ہوتا تھا اور سخت ایذا پہنچائی جاتی تھی جہاں بیکس مسلمانوں کو دیکھتے تھے پکڑ لیتے تھے قید کرتے تھے مارتے تھے بھوکا پیاسا رکھتے تھے جلتی ریت میں ڈالدیتے تھے آگ سے جلا کر ایذا پہنچاتے تھے +

فصار بلالا امية بن خلف الجمحي فكان اذا حميت الشمس وقت الظهيرة يلقيه في الرمضاء على وجهه وظهره ثم يامر بالصخرة العظيمة فتلقى على صدره و يقول لا تزال هكذا حتى تموت وتكفر بمحمد تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحه ۲۶)

حضرت بلال کو عین دوپہر میں سورج کی تپش کے وقت امیہ بن خلف کبھی منہ کے بل اور کبھی پیٹھ کے بل جلتے ریت پر ڈالدیتا تھا اور چت کر کے اُن کی چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تیرے ساتھ اسی طرح کئے جاؤنگا جب تک کہ تو مر جاوے یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کرے +

كانوا يخرجون عمارا وابا وامه الى الابطح اذا حميت الرمضاء يعذبونهم بحر الرمضاء فمر بهم النبي صلى الله عليه وسلم فقال صبرا آل ياسر فان موعدكم الجنة فمات ياسر في العذاب واغلظت امراته سمية القول لابي جهل فطعنها في قبلها بحربة في يده فماتت وهي اول شهيد في الاسلام وشدد العذاب على عمار بالحجارة و يضعون الصخر احمر على صدره اخرى و

ایک دفعہ اُنہوں نے عمار بن یاسر کو اور اُس کے باپ اور ماں کو جو مسلمان ہو گئے تھے پکڑ لیا اور دھوپ میں جلتے ریت پر ڈالدیا۔ اتفاقاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن طرف سے گذرے اور اُن سے کہا کہ اے یاسر کے خاندان کے لوگو صبر کرو تمہاری جگہ جنت میں ہے حضرت یاسر تو اُسی سختی کی حالت میں مر گئے اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابو جہل کے ساتھ سخت کلامی کی ابو جہل نے وہ ہتیار جو اس کے ہاتھ میں تھا حضرت سمیہ مظلومہ کی شرمگاہ میں مارا کہ وہ مر گئیں اور اس طرح وہ سب سے اول شہید ہوئی ہیں۔

www.poetrymania.com©

اِلَى الَّذِيْنَ	اُن لوگوں کی طرف جن سے

بالتعزیب لخزی فقالوا لا نترکک حتی تسب محمدا و تقول فی اللات خیرا ففعل فترکوہ ولکن قلبہ مطمئن بالایمان۔
(تاریخ ابن اثیر صفحہ ۲۶)

اُس کے بعد ابوجہل نے حضرت عمار کو ایذا پہنچانے میں زیادہ سختی کی۔ کبھی دھوپ میں ڈالتا تھا کبھی آگ سے گرم کیا ہوا پتھر اُن کے سینہ پر رکھواتا تھا کبھی اُن کو پانی میں ڈبوتا تھا آخر کار اُن سے کہا کہ ہم تجھ کو کبھی نہیں چھوڑینگے جب تک کہ تو محمد کو دشنام نہ دے اور لات کی تعریف کرے لاچار انہوں نے ایسا ہی کیا تب اُن کو چھوڑا۔ مگر اُن کے دل میں ایمان مستحکم تھا۔

اخذہ الکفار (خباب بن الارث) وعذبوہ عذابا شدیدا فکانوا یعرونہ و یلصقون ظہرہ بالرمضاء ثم بالرضیف وہی حجارۃ الحماۃ بالنار ولووا راسہ فلم یجبہم الی شیٔ مما ارادوا منہ
(تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷)

خباب ابن ارث کو کافروں نے پکڑ لیا اور نہایت سخت ایذا پہنچائی اُس کو ننگا کر کے منہ کے بل گرم جلتے ریت پر لٹاتے تھے اور پھر پتھر کی کتلوں کو آگ سے گرم کر کے اُس پر لٹاتے تھے اور اُس کا سر مروڑ کے اُلٹا پھیر دیتے تھے مگر وہ خاموش تھا اور جو کچھ وہ کہتے تھے مطلق اُس کا جواب نہیں دیتا تھا۔

اخذہ (ابوفکیھۃ) امیۃ بن خلف وربط فی رجلہ حبلا وامر بہ فجر ثم القاہ فی الرمضاء ومر بہ جعل فقال لہ امیۃ الیس ہذا ربک فقال اللہ ربی و ربک و رب ہذا فخنقہ خنقا شدیدا ومعہ اخوہ ابی بن خلف یقول زدہ عذابا حتی یاتی محمد فیخلصہ بسحرہ ولم یزل علی تلک الحال حتی ظنوا انہ قد مات۔
تاریخ ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۷

ابوفکیہ کو امیہ بن خلف نے پکڑا اور اُس کے پاؤں میں رسی بندھوائی اور کھنچوایا اور جلتی ریت میں ڈال دیا اتفاقاً ایک بدصورت کالا پاؤں والا چھوٹا سا کیڑا اُس کے قریب نکلا تو امیہ نے طعنہ سے کہا کہ یہ تیرا خدا ہے اُس نے کہا کہ اللہ میرا رب ہے اور تیرا رب اور اس کیڑے کا بھی یہ سُنکر امیہ نے نہایت زور سے اُس کا گلا گھونٹنا شروع کیا اُس وقت اُس کا بھائی ابی ابن خلف بھی موجود تھا اور کہتا تھا زور سے تاکہ محمد آجاویں اور اپنے جادو سے اس کو چھڑالیں۔ غرضکہ اُس کا گلا گھونٹتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خیال کیا کہ وہ مرگیا۔ مگر وہ مرا نہیں تھا۔

کان عمر (قبل اسلامہ) یعذبہا (لبینۃ) حتی تفتر ثم یدعہا و یقول انی لم ادعک الا سآمۃ فتقول کذلک یفعل اللہ بک ان لم تسلم۔
تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷

خود حضرت عمر نے اپنے مسلمان ہونے سے پہلے لبینہ ایک مسلمان عورت کو پکڑ لیا اور اُس کو ایذا پہنچائی اور مارنا شروع کیا جب تھک جاتے تھے تو چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے میں نے تجھے چھوڑا نہیں ہے میں تھک گیا ہوں اس لئے

www.poetrymania.com©

مَا عٰهَدْتُّمْ	تم نے عہد باندھا تھا

پھر گیا ہوں اُس نے جواب دیا کہ اسی طرح خدا بھی تیرے ساتھ کریگا اگر تو مسلمان نہ ہوا +

حضرت عمر کو خود مسلمان ہونے سے پہلے معلوم ہُوا کہ فاطمہ اُن کی بہن معہ اپنے شوہر کے مسلمان ہوگئی ہے اور خباب بن الارث اُن کو قرآن سکھاتا ہے حضرت عمر اُن کے پاس آئے اور خوب مارا کہ اُن کا سر پھٹ گیا جب خون بہنے لگا تو اُن کی بہن نے کہا کہ ہاں ہم تو مسلمان ہوگئے ہیں +

بلغہ (ای عمر) ان اختہ فاطمۃ قد اسلمت مع زوجہا سعید بن عمہ زید و ان خباب بن الارث عندہما یعلمہا القرآن فجاء الیہما منکرا و ضرب اختہ فشجہا فلما رأت الدم قالت قد اسلمنا ـ

ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۹ +

اسی طرح ابوجہل نے زنیرہ مسلمان عورت کو اس قدر ایذا دی کہ وہ اندھی ہوگئی اور جب اُس نے جانا کہ وہ اندھی ہوگئی تو کہا کہ لات اور عزیٰ نے تجھ کو اندھا کیا ہے اُس نے کہا کہ لات اور عزیٰ تو خود ہی نہیں جانتے کہ اُن کو کون پوجتا ہے مگر یہ ایک آسمانی امر ہے اور میرا خدا قادر ہے کہ پھر میری آنکھوں میں روشنی دیدے +

کان ابوجہل یعذب (زنیرۃ) حتی عمیت فقال لہا ان اللات والعزی فعلا بک فقالت وما یدری اللات والعزی من یعبدہما ولکن ہذا امر من السماء وربی قادر علی رد بصری ـ

تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰ +

نہدیہ نے ایک مسلمان عورت بنی عبد الدار کو اور اسود بن عبد یغوث نے ایک مسلمان عورت ام عبیث کو سخت ایذائیں دی تھیں یہ طریقہ ایذا دینے کا برابر جاری تھا ـ ابوجہل جب کسی شریف آدمی کو دیکھتا کہ مسلمان ہوگیا ہے تو اُس سے کہتا کہ کیا تو اپنا مذہب اور اپنے باپ کا مذہب جو تجھ سے اچھا تھا چھوڑتا ہے اور اُسکی عقل پر نفرین کرتا اُس کو حماقت کا کام بتلاتا اور اُس کو بے عقل کہتا اور اُس کو ذلیل کرتا ـ اور اگر کوئی سوداگر ہوتا تو کہتا کہ تیری تجارت ڈوب جاویگی اور تیرا مال برباد ہو جاویگا ـ اور اگر وہ مسلمان کوئی کمزور قبیلہ کا آدمی ہوتا تو اُس کے پیچھے لوگوں کو لگا دیتا کہ اس کو ایذا دو +

کانت (ای امرأۃ من بنی عبد الدار) تعذبہا (النہدیۃ) و تقول واللہ لا اقلعت عنک او یبتاعک بعض اصحاب محمد

تاریخ ابن الاثیر جلد ثانی صفحہ ۲۰ +

کان الاسود بن عبد یغوث یعذبہا (ای ام عبیث) تاریخ ابن الاثیر جلد ثانی صفحہ ۲۰ +

کان ابوجہل یاتی الرجل الشریف و یقول لہ اتترک دینک و دین ابیک و ہو خیر منک و یقبح رایہ و فعلہ و یسفہ حلمہ و یضع شرفہ و ان کان تاجرا یقول ستکسد تجارتک و یہلک مالک ـ و ان کان ضعیفا اغری بہ حتی یعذب ـ

تاریخ ابن الاثیر جلد ثانی صفحہ ۲۰ +

کفار قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بجائے محمد کے مذمم بطور ہجو کے رکھ دیا تھا ـ

وکانت قریش انما تسمی رسول اللہ صلعم مذمما ثم یسبونہ ـ ابن ہشام صفحہ ۱۳۴ +

www.poetrymania.com©

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ①	مشرکوں سے ①
وامیہ ابن خلف اذا رای رسول اللہ صلعم همزه ولمزه - الهمزة الذی یشتم الرجل علانیة ویکسر عینیه علیه واللمزة الذی یعیب الناس سرا ویؤذیهم - ابن ہشام صفحہ ۲۳۲	اور امیہ ابن خلف علانیہ منہ در منہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم بد زبانی ودشنام دہی کرتا رہتا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے تو لوگ غل مچاتے تھے اور قرآن کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ ملا دیتے تھے ✦
فغدا ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی وقریش فی اندیتها حتی قام عند المقام ثم قرء بسم الله الرحمن الرحيم رافعا بها صوته الرحمن علم القرآن قال ثم استقبلها يقرءها فتأملوه فجعلوا يقولون ماذا قال ابن ام عبد قال ثم قالوا انه ليتلو بعض ما جاء به محمد فقاموا اليه فجعلوا يضربون فی وجهه وجعل يقرء حتی بلغ منها ما شاء الله ان يبلغ ثم انصرف الی اصحابه ابن ہشام صفحہ ۲۰۲ ✦	ایک دفعہ ابن مسعود کعبہ کے پاس گئے اور سورہ الرحمن پڑھنی شروع کی اور قریش جو کعبہ کے آس پاس بیٹھے تھے ہجوم کر آئے اور جب جانا کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے تو اُن کے منہ کو پیٹنا شروع کیا کہ اُن کا منہ نیلا ہو گیا اور مارنے کے نشان منہ پر پڑ گئے مگر جہاں تک اُن سے بن پڑا وہ بھی پڑھ گئے ✦

پانچ برس تک اسی قسم کی تکلیفیں اور ایذائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اُن مرد اور عورتوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے پہنچتی رہیں اور خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں نے نہایت صبر و تحمل سے اُن کو برداشت کیا۔ مگر کوئی ایسی صورت جس سے مسلمان امن میں رہیں پیدا نہ ہوئی۔ اُس وقت امن حاصل ہونے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا عزیز وطن چھوڑ دیں اور حبشہ کو چلے جاویں جہاں کا بادشاہ نجاشی عیسائی مذہب کا تھا ✦

پہلی ہجرت مسلمانوں کی بہ جانب حبشہ ۵ نبوی میں

اس اجازت پر تھوڑے مسلمان مرد اور عورتوں نے رجب ۵ نبوی میں حبشہ کو ہجرت کی۔ گیارہ بارہ مرد اور چار پانچ عورتیں اس قافلہ میں تھیں۔ مردوں میں حضرت عثمان ابن عفان اور عورتوں میں حضرت رقیہ بیٹی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیوی حضرت عثمان کی شامل تھیں ✦

مشورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا

جب قریش مکہ نے یہ بات دیکھی کہ جو مسلمان حبشہ میں گئے وہ آرام سے رہتے ہیں اور حضرت عمر بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور اسلام عرب کے قبیلوں

ولما رأت قريش عزة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.poetrymania.com©

پھر بھیدو	فسیحوا

بعثه واسلم حمزة وعمر واصحابه بالحبشة وفشا الاسلام في القبائل اجمعوا على ان يقتلوا النبي صلى الله عليه وسلم فبلغ ذلك ابا طالب فجمع بني هاشم وبني المطلب فادخلوا رسول الله شعبهم ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك حتى كفارهم فعلوا ذلك حمية على عادة الجاهلية۔

مواہب لدنیہ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰ +

میں پھیلا جاتا ہے تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے مگر اس زمانہ میں ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت علی مرتضےٰ کے والد زندہ تھے اور ان کا رعب بھی عرب کے قبیلوں پر کچھ کم نہ تھا جب انہوں نے یہ بات سنی تو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گروہ کی حفاظت میں لے لیا +

اجتمعوا وائتمروا بينهم ان يكتبوا كتابا يتعاقدون فيه على بني هاشم وبني المطلب على ان لا ينكحوا اليهم ولا ينكحوهم ولا يبيعوهم شيئا ولا يبتاعوا منهم فلما اجتمعوا لذلك كتبوه في صحيفة ثم تعاهدوا وتواثقوا على ذلك ثم علقوا الصحيفة في جوف الكعبة توكيدا على انفسهم + + فاقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا حتى جهدوا لا يصل اليهم شيء الا سرا مستخفيا به من اراد صلتهم من قريش وقد كان ابو جهل بن هشام فيما يذكرون لقي حكيم بن حزام بن خويلد بن اسد معه غلام يحمل قمحا يريد به عمته خديجة بنت خويلد وهي عند رسول الله صلعم ومعه في الشعب فتعلق به وقال اتذهب بالطعام الى بني هاشم والله لا تبرح انت وطعامك حتى افضحك بمكة۔

ابن ہشام ۲۳۲ +

جب کہ قریش اپنے ارادہ پر کامیاب نہ ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی ہے وہ پھر جمع ہوئے اور باہم مشورہ کر کے ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی اور بیاہ موقوف کیا جاوے نہ کوئی ان کی بیٹیاں لے اور نہ کوئی ان کو بیٹیاں دے اور نہ کوئی ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچے اور نہ ان سے کچھ خریدے اور اس پر سب نے اتفاق کر کے عہد نامہ لکھا اور اس کو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ اس معاہدہ سے بے انتہا تکلیف پہنچی۔ قریش میں سے بعض لوگ بسبب قرابت کے چھپ چھپا کر کچھ پہنچا دیتے تھے لیکن اگر کھل جاتا تھا تو بہت فضیحت کئے جاتے تھے۔ ایک دفعہ حکیم بن حزام معہ اپنے غلام کے حضرت خدیجہ کے لئے جو اس کی پھپی اور آنحضرت کی بیوی تھیں کچھ ستو لئے جاتا تھا ابو جہل رستہ میں مل گیا اور ان سے الجھ پڑا اور کہا کہ تو بنی ہاشم کے لئے کھانا لئے جاتا ہے میں ہرگز تجھ کو اور تیرے کھانے کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تجھ کو مکہ میں فضیحت نہ کرلوں۔ یہ مصیبت کی حالت دو تین برس تک برابر جاری رہی +

دوسری ہجرت مسلمانوں کی بجانب حبشہ سنہ نبوی میں

اس قسم کی مصیبتیں مسلمانوں پر برابر جاری تھیں اور کسی طرح کا امن مسلمانوں کو مکہ میں

www.poetrymania.com©

فِي الْأَرْضِ	زمین میں (یعنی ملک میں)

نہیں ہوتا تھا اور جو لوگ حبشہ میں ہجرت کر گئے تھے وہ وہاں امن میں تھے اس سے اور مسلمانوں کو بھی ہجرت کر جانے کی اجازت ہوئی چنانچہ بہت سے مرد اور عورت ہجرت کر گئے۔ مجموع دونوں دفعہ کے ہجرت کرنے والوں کی تعداد بیاسی یا تراسی تھی ◆

ہجرت مسلمانوں کی طرف مدینہ کے سنہ ۱۳ نبوی میں

حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد ابو طالب آنحضرت کے چچا کا بھی جن کے رعب داب سے کسی قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو امن تھا انتقال ہو گیا اور قریش کو بہت زیادہ تکلیف اور ایذا پہنچانے کا موقع ہاتھ آیا۔ یہاں تک کہ رسول خدا کے نماز پڑھنے کی حالت میں بکرے کی اوجھڑی اُن پر ڈال دیتے تھے لاچار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چھپ کر نماز پڑھنی اختیار کی تھی اور کھانا پکاتے وقت کھانا پکنے کی ہنڈیا میں اوجھڑی کے ٹکڑے ڈال دیتے تھے۔ رستہ چلنے میں ان کے سر مبارک پر مٹی اور کوڑا پھینکتے تھے اور آنحضرت سب کو برداشت کرتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے کہ تم کیا اچھے میرے ہمسایہ ہو۔ جب یہاں تک حالت پہنچ گئی تو آپ بنی ثقیف کے پاس گئے تاکہ وہ اُن کی مدد کریں مگر اُن میں سے کوئی آمادہ نہ ہوا اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں واپس چلے آئے۔ اسی طرح عرب کے اور قبیلوں نے بھی ایمان لانے سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے سے انکار کیا ◆

فكان احدهم فيما ذكر لي يطرح عليه رحم الشاة وهو يصلي وكان احدهم يطرحها في برمته اذا نصبت له حتى اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم حجرا يستتر به منهم اذا صلى فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طرحوا عليه ذلك الاذى كما حدثني عمر بن عبد الله بن عروة بن الزبير يخرج به رسول الله صلى الله عليه وسلم على العود فيقف به على بابه ثم يقول يا بني عبد مناف اي جوار هذا ثم يلقيه في الطريق۔ ابن ہشام صفحہ

اسی درمیان میں مدینہ سے چند لوگ حج کرنے آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو قرآن سُنایا اور مسلمان ہونے کو کہا سات آدمی اُن میں سے مسلمان ہوگئے جب وہ واپس گئے تو مدینہ کے لوگوں میں اسلام کا چرچا ہوا اور وہاں سے ستر آدمی خفیہ رات کو آنحضرت کے پاس آئے اور اسلام لائے اور جان و مال سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد کا معاہدہ کیا اور واپس چلے گئے ◆

جب قریش نے یہ خبر سنی تو مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا دینی اور تنگ کرنا شروع کیا اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر مسلمانوں کو مدینہ میں ہجرت کرنے کی اجازت دی

www.poetrymania.com©

چار	آَرْبَعَةٌ

اور بہت سے مسلمان مرد اور عورت جس طرح جس کو موقع ملا مدینہ چلا گیا اُنہی ہجرت کرنیوالوں میں حضرت عمر اور حضرت عثمان کہ حبشہ سے واپس آ چکے تھے اور عیاش ابن ربیعہ بھی تھے مگر باایں ہمہ کچھ مسلمان مرد اور عورت جن کو قریش کے خوف سے یا اَور کسی طرح پر جانے کا موقع نہیں ملا مکہ میں رہ گئے +

قریش کا دوبارہ آنحضرت کے قتل کا ارادہ کرنا اور آنحضرت کا مدینہ کو ہجرت فرمانا ۱۳ سنہ نبوی میں

جب کہ اس طرح پر مسلمان رفتہ رفتہ مکہ سے ہجرت کر گئے تو آنحضرت کی رفاقت میں بجز حضرت علی مرتضےٰ اور حضرت ابوبکر کے کوئی نہیں رہا تھا۔ قریش مکہ کو مسلمانوں کے اس طرح نکل جانے سے تردد پیدا ہوا اور اُنہوں نے یقین کیا کہ وہ امن پاکر اور متفق ہو کر ان پر حملہ کرینگے۔ اس بات میں اُنہوں نے پھر مجلس جمع کی اس غرض سے کہ اب کیا کیا جاوے۔ بعضوں نے یہ صلاح دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو ابھی تک مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے گرفتار کر کے طوق و زنجیر ڈال کر ایک مکان محفوظ میں قید کر دیا جاوے۔ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آنحضرت کو مکہ سے نکال دیا جاوے۔ ابوجہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی رائے دی اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ عرب کے ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک جوان آدمی منتخب کیا جاوے اور ہر ایک کو تلوار دیجاوے اور سب ملکر ایک ساتھ تلواریں مار کر آنحضرت کو قتل کر ڈالیں۔ اور جب تمام قومیں اُس قتل میں شریک ہونگی تو قبیلہ بنو عبد مناف کو جس قبیلہ میں آنحضرت تھے جھگڑا کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ اس امر پر سب نے اتفاق کیا اور سب اُٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس تجویز کو پورا کریں۔ اسی امر کا ذکر قرآن مجید میں ہے جہاں فرمایا ہے ،، واذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك او یخرجوك ۔ الآیہ +

اسی دن کی رات کو جب قریش مکہ نے یہ تجویز ٹھیرائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی حضرت علی مرتضےٰ کو اپنا خلیفہ یا قائم مقام کر کے اپنے بچھونے پر سلا دیا تاکہ کافر جانیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں اور حضرت ابوبکر کو اپنے ساتھ لیا اور مکہ سے نکلکر ثور پہاڑ کے ایک غار میں جا چھپے تین دن تک وہاں چھپے رہے اور پھر موقع پا کر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے +

www.poetrymania.com©

مہینے	اَشہُر

صبح کو کفار قریش کو معلوم ہوا کہ آنحضرت تشریف لے گئے اور اُن کی جگہ حضرت علی مرتضےٰ سوتے ہیں اُن کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ آنحضرت کہاں گئے اُنہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا اُن کو خوب مارا اور قید کر دیا مگر تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دیا اور اعلان کیا کہ جو کوئی آنحضرت صلعم کو پکڑ لاوے اُس کو سو اونٹ انعام دیا جاویگا۔ حضرت علی مرتضےٰ نے بھی مکہ سے ہجرت کی اور اُفتاں و خیزاں بڑی مشکل سے دن کو چھپے رہکر اور راتوں کو چلکر مدینہ میں پہنچے پیادہ چلنے سے پاؤں سوج گئے تھے جب مدینہ میں پہنچے تو اس قدر طاقت نہ تھی کہ آنحضرت پاس آویں اس لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے دیکھنے کو اُن کے پاس تشریف لیگئے ✦

کافروں سے لڑنے کا حکم اور لڑائیوں کے واقعات

ہجرت کرنے پر بھی قریش مکہ مہاجرین کو اور جو لوگ اُن کو پناہ دیتے تھے امن سے رہنے نہیں دیتے تھے۔ جن مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اُن کے گرفتار کرنے کو سمندر کے کنارے تک اُن کا تعاقب کیا۔ مگر وہ اُن کے ہاتھ نہ آئے اور حبشہ میں پہنچ گئے۔ اس پر بھی اُنہوں نے بس نہ کیا اور عمرو بن العاص اور عبد اللہ ابن ابی امیہ کو بہت سے تحفے ہدیہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا اس غرض سے کہ مسلمان جو وہاں چھپے گئے ہیں اُنہیں قریش کو دیدے مگر نجاشی نے اُن کے دینے سے انکار کیا ✦

وخرجت قریش فی آثارہم الی الذین ہاجروا (الی الحبشہ) الی البحر فلم یدرکوہم۔ وقدموا الی ارض الحبشۃ فکانوا بہا۔

ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۸ ✦

مدینہ کے لوگوں کے ساتھ بھی جو آنحضرت پاس آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا قریش مکہ نے بُرائی کرنے میں کچھ کمی نہیں کی تھی جب اُن کو معلوم ہوا کہ درحقیقت مدینہ والے جو آئے تھے وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور اُنہوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا ہے تو اُن لوگوں کا تعاقب کیا وہ تو ہاتھ نہ آئے مگر سعد ابن عبادہ اُن کے ہاتھ لگ گئے اُن کو مکہ میں پکڑ لائے اور اُن کو مارتے تھے اور اُن کے بال پکڑ کر گھسیٹتے پھرتے تھے ✦

وعلمت قریش صحۃ الخبر (ای خبر بیعۃ الانصار للنبی صلی اللہ علیہ وسلم) فخرجوا فی طلبہم فادرکوا سعد بن عبادۃ فجاؤا بہ الی مکہ یضربونہ ویجرونہ بشعرہ۔

ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۳ ✦

اسی عداوت کے سبب جو قریش مکہ کو مہاجرین سے ہو گئی تھی ابو جہل ابن ہشام مدینہ

www.poetrymania.com©

وَاعْلَمُوْا	اور جان لو

وجاء ابو جهل بن هشام فخادع عياش بن ابى ربيعه ورده الى مكة فحبسوه - ابن خلدون جلد ۲ صفحه ۱۴ +

میں آیا اور عیاش ابن ابی ربیعہ کو فریب دیا کہ تیری ماں تیرے لئے روتی ہے اور کھانا پینا چھوڑ دیا ہے تو مکہ کو چل اور دھوکا دیکر مکے آیا اور جب مکہ میں پہنچا تو اُن کو قید کر دیا +

ان تمام حالات سے جو عداوت کہ قریش کو مسلمانوں سے ہو گئی تھی اور ہر طرح پر اُن کے معدوم کرنے اور ایذا پہنچانے کی تدبیریں کرتے تھے بخوبی ظاہر ہوتی ہے - قریش مکہ کو مدینہ کے لوگوں سے بھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا ویسی ہی عداوت تھی جیسی کہ مکے کے مہاجرین سے تھی - سب سے بڑا خوف قریش مکہ کو یہ تھا کہ اگر یہ لوگ زیادہ قوی ہو جاوینگے تو مکہ پر حملہ کرینگے - چنانچہ جب دوبارہ آنحضرت کے قتل کا مشورہ کیا تھا تو اُس مشورہ میں جس شخص نے یہ رائے دی تھی کہ آنحضرت کو طوق اور زنجیر ڈالکر قید کر دیا جاوے اُس کی رائے اسی دلیل پر مانی نہیں گئی تھی کہ آنحضرت کے اصحاب جو مکہ سے نکل گئے ہیں جمع ہو کر مکہ پر حملہ کرینگے اور اُن کو چھوڑا لیجاوینگے - اور جس شخص نے یہ رائے دی تھی کہ آنحضرت کو جلا وطن کر دیا جاوے اُسکی رائے بھی اسی وجہ پر رو کی گئی تھی کہ آنحضرت اپنی فصاحت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرینگے اور قریش مکہ کو کچل ڈالینگے

فقال بعضهم احبسوه فى الحديد واغلقوا عليه بابا ثم تربصوا به ما اصاب الشعراء قبله فقال النجدى ما هذا لكم برأى لو حبستموه ليخرجن امره من وراء الباب الى اصحابه فلاوشكوا ان يثبوا عليكم فينزعوه من ايديكم فقال آخر نخرجه وننفيه من بلدنا ولا نبالى اين توجه اذا غاب عنا فقال النجدى الم تروا حسن حديثه وحلاوة منطقه لو فعلتم ذلك لحل على حى من احياء العرب فيغلب عليهم بحلاوة منطقه ثم يسير بهم اليكم حتى يطأكم بهم فياخذ امركم من ايديكم - تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحه ۴۲ +

ولا يزالون يقاتلونكم حتى يردوكم عن دينكم ان استطاعوا - (سورۃ بقر آیت ۲۱۴) +

یہی سبب تھا کہ قریش مکہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے - چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ اہل مکہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہینگے یہاں تک کہ وہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں +

مدینہ والے بھی قریش کے حملہ سے مطمئن نہیں رہے تھے اس لئے کہ مدینہ کے اُن لوگوں میں سے جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ میں تشریف لانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے اُن لوگوں سے جنہوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا نہایت ناراض تھے چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے اور قریش سے جا ملے تھے +

اب دیکھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قایم رہنے کے لئے کیا کرنا لازم تھا - اس مقصد کے

www.poetrymania.com©

اَنَّكُمْ	کہ تم

حصول کے لئے چار امر لازمی تھے کہ بغیر اُن کے کبھی امن اور مطلوبہ حفاظت کسی طرح قایم نہیں رہ سکتی تھی +

اول - اس بات کی خبر رکھنی کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں +

دوم - جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے گرد رہتی تھیں اُن سے امن کا اور قریش کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا۔ لیکن عہد شکنی کی حالت میں اُن سے مقابلہ کرنا اُس منصوبہ کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ امن کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہد شکنی کی مکافات نہ قایم کی جاوے تو کوئی معاہدہ اپنے عہد پر قایم نہیں ہو سکتا +

سوم - جو مسلمان کہ مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے اور موقع پا کر وہاں سے بھاگ آنا چاہتے تھے اُن کے بھاگ آنے پر جس قدر ہو سکے اُن کی اعانت کرنا۔ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اُس کے ساتھ بہانہ کر کے کوئی مسلمان مدینہ میں بھاگنے کے ارادہ سے نکلا ہو +

چہارم - جو گروہ قریش کا مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پر آنے والا ہے ہتیاروں سے اُس کا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اسی امن کے قایم رکھنے کے لئے لازمی و ضروری ہے ان چاروں باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کی نسبت کہا جا سکے کہ اُس سے زبردستی اور ہتیاروں کے زور سے اسلام کا منوانا مقصود ہے +

ان کے سوا دو امر اور ہیں جو ہتیاروں کے اُٹھانے کا باعث ہوتے ہیں +

ایک یہ کہ - کافر اُن مسلمانوں کو جو اُن کے قبضہ میں ہوں تکلیف اور ایذا دیتے ہوں

وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله
والمستضعفين من الرجال والنساء
والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا
من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا
من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك
نصيرا (سورۃ النساء آیت ۷۷) +

اُن کی مخلصی کے لئے یا اُن کو اُن کے ظلم سے نجات دلوانے کے لئے لڑائی کی جاوے جس کی نسبت خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لئے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں اُس کے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار" کون شخص ہے جو اس لڑائی کو انسانی اخلاق اور انسانی نیکی کے برخلاف کہہ سکتا ہے۔ اور کون شخص ہے جو اس لڑائی کی نسبت یہ اتہام کر سکتا ہے کہ وہ زبردستی اور ہتیاروں کے زور سے مذہب قبولوانے کے لئے ہے +

www.poetrymania.com©

غَيْرُ مُعْجِزِي	عاجز کرنے والے نہیں ہو

دوسرے یہ کہ۔کافر مسلمانوں کو اُن کے مذہبی احکام ادا کرنے کے لئے مانع ہوں بشرطیکہ وہ اُن کی عملداری میں رہتے نہ ہوں کیونکہ اس صورت میں اُن کو وہاں سے ہجرت لازم ہے نہ لڑائی کرنی ✦

اگرچہ اس لڑائی کی بنیاد ایک مذہبی امر پر ہے لیکن اُس کا مقصد اپنی مذہبی آزادی حاصل کرنا ہے نہ کہ دوسروں کو جبر و زبردستی اور ہتیاروں کے زور سے مذہب کا منوانا۔اگر ہندو کسی قوم سے اس بات پر لڑیں کہ وہ قوم اُن کو اُن کے احکام مذہبی ادا کرنے نہیں دیتی تو کیا یہ کہا جاویگا کہ ہندوؤں نے دوسری قوم کو بجبر اور ہتیاروں کے زور سے ہندو کرنا چاہا ہے ✦

ایک اور امر ہے جو انہی قسم کی لڑائیوں کا ضمیمہ ہے یعنی جس ملک یا قوم سے انہی امور کے سبب مخالفت ہے اور لڑائی انہی امور کے سبب مشتہر ہو چکی ہے اس ملک یا قوم پر چھاپہ مارنا یا اُن کا اسباب اور اُن کی رسد اور اُن کے ہتیاروں کو لوٹ لینا۔اس زمانہ تہذیب میں بھی کون سی مہذب سے مہذب قوم ہے جو اس فعل کو نامہذب و ناجائز قرار دے سکتی ہے اور کون شخص ہے جو اس کو بجبر و زبردستی ہتیاروں کے زور سے مذہب کا قبلوانا قرار دیسکتا ہے ✦

تمام لڑائیاں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئیں وہ انہی امور پر مبنی تھیں۔ایک لڑائی بھی اس غرض سے نہیں ہوئی کہ مخالفوں کو زبردستی اور ہتیاروں کے زور سے اسلام منوایا جاوے ✦

اس ہونے کا ثبوت دو طرح پر ہو سکتا ہے۔اول اُن احکام سے جو قرآن مجید میں لڑائیوں کی نسبت وارد ہیں اور جن سے ظاہر ہوگا کہ لڑائی کا حکم صرف امن قایم کرنے کے لئے تھا نہ زبردستی سے اسلام قبلوانے کے لئے۔دوسرے اُن لڑائیوں کے واقعات پر غور کرنے سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔چنانچہ ہم اب اُنہیں کے بیان پر متوجہ ہوتے ہیں اس کے بعد ایک امر اور بحث طلب باقی رہجاویگا کہ ایک پیغمبر کو کس قسم کی لڑائیاں لڑنا بھی زیبا ہے یا خاموشی سے گردن کٹوا کر اور اپنے سر کو طشت میں رکھوا کر دشمن کے سامنے جانے دینا۔یا کافروں کے ہاتھوں میں اپنے تئیں ڈلوا کر صلیب پر چڑھنا اور جان دینا۔چنانچہ ہم اس پر بھی اخیر کو بحث کرینگے ✦

www.poetrymania.com©

اللہ کے	اَللّٰهِ

آیاتِ قرآنی کا بیان جن میں مذہب کی آزادی کا حکم ہے

قرآن مجید کی کسی آیت میں کسی شخص کو زبردستی سے یا ہتیاروں کے زور سے مسلمان کرنے یا اسلام قبلوانے کا حکم نہیں ہے بلکہ مسلمان کرنے کے لئے صرف وعظ اور نصیحت کرنے کی ہدایت ہے۔ اور صاف صاف بتلایا ہے کہ اسلام میں جبر و زبردستی نہیں ہوسکتی۔ سورہ نحل میں خدا نے فرمایا" ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن" یعنی (اے پیغمبر) بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور اچھی نصیحت کر کر اور اُن سے بحث کر ایسے طریقہ سے کہ وہ بہت اچھا ہے +

اور سورہ نور میں فرمایا ہے "قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ" یعنی کہدے (اے پیغمبر) کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی پھر اگر وہ پھر جاویں تو اُس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ پیغمبر پر وہی ہے جو اُس پر بوجھ ڈالا گیا ہے (یعنی ہدایت و نصیحت) اور تم پر وہی ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے (یعنی بہ سبب نہ قبول کرنے ہدایت و نصیحت کے) اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور پیغمبر کے ذمہ اور کچھ نہیں ہے مگر حکم کا صاف صاف پہنچا دینا +

اور سورہ تغابن میں فرمایا ہے "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین" یعنی فرمانبرداری اللہ کی اور فرمانبرداری کرو پیغمبر کی پھر اگر تم پھر جاؤ تو اُس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہمارے پیغمبر کے ذمہ حکموں کا پہنچا دینا ہے صاف صاف +

سورہ ق میں خدا نے فرمایا "وما انت علیھم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید" یعنی تو اُن پر زور کرنے والا نہیں ہے پھر نصیحت کر قرآن سے اُس کو جو ڈرتا ہے عذاب کے وعدہ سے +

اور سورہ غاشیہ میں فرمایا ہے "فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر" یعنی پھر تو اُن کو نصیحت کر اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو نصیحت کرنیوالا ہے اور ان پر کروڑا نہیں ہے +

اور سورہ یونس میں فرمایا ہے "ولو شاء ربك لآمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین" یعنی اگر تیرا پروردگار چاہے تو سب ایمان لے آویں جو زمین پر ہیں اکٹھے پھر کیا تو زبردستی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جاویں +

www.poetrymania.com©

اور بیشک اللہ	وَاَنَّ اللّٰهَ

اس سے زیادہ وضاحت سے سورہ بقر میں اسلام میں زبردستی کے ہونے کی نفی فرمائی ہے جہاں فرمایا ہے "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم" یعنی کچھ زبردستی نہیں ہے دین میں بلاشبہ ظاہر ہوگئی ہے ہدایت گمراہی سے پھر جو کوئی منکر ہوا غیر خدا کی پرستش کا اور ایمان لائے اللہ پر تو بیشک اس نے پکڑ لیا مضبوط ذریعہ جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا +

مخالفین اسلام یہ حجت پکڑتے ہیں کہ اس قسم کی نصیحتیں آنحضرت صلعم کی اُسی وقت تک تھیں جبتک کہ آپ مکہ میں تشریف رکھتے تھے مگر جب مدینہ میں چلے آئے اور انصار اہل مدینہ مسلمان ہوگئے اور مہاجرین اور انصار ایک جگہ جمع ہوگئے اور آنحضرت کو بہت بڑی قوت ہوگئی اُس وقت اُن نصیحتوں کو بدلدیا اور لڑنے اور قتال کرنے کا اور تلوار کے زور سے اسلام قبول کرانے کا حکم دیا مگر یہ حجت محض غلط ہے اول تو اس لئے کہ انھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا نیچے اوپر ذکر کیا ہے سورہ نور اور سورہ بقر ہجرت کی بعد مدینہ میں نازل ہوئی ہیں جبکہ آنحضرت صلعم کو بخوبی قوت ہوگئی تھی اور انہیں سورتوں میں حکم ہے کہ رسول کا کام صرف حکموں کا پہنچا دینا ہے اور دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے۔ پھر یہ کہنا کہ آنحضرت نے مدینہ میں آنے کے بعد ان نصیحتوں کو بدلدیا تھا صریح جھوٹ ہے۔ دوسرے یہ کہنا کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیل یا قوت اور ضعف کی تبدیل سے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی سے کسی کو مسلمان نہیں کیا جا سکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اُس وقت بھی کوئی شخص زبردستی سے مسلمان نہیں ہوسکتا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے اُس وقت بھی کوئی زبردستی سے مسلمان نہیں ہوسکتا تھا۔ ہاں جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو جبر زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لئے تھیں جس کو ہم آئندہ بتفصیل بیان کرینگے +

آزادی مذہب کی صلح اور معاہدہ کی حالت میں

خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کافروں سے صلح اور معاہدہ کرنے کی اجازت دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کافروں کے مذہب میں کچھ دست درازی نہ کی جائے وہ اپنے مذہب پر رہیں صرف مسلمانوں کو ایذا نہ دیں۔ اُن سے نہ لڑیں اور اُنکے دشمنوں کی مدد نہ کریں اور اُن معاہدوں پر قائم رہنے کی نہایت تاکید کی اور معاہدہ کرنیوالوں سے جو معاہدہ پر قائم رہے ہوں لڑنے کی ممانعت فرمائی صلح اور معاہدہ کی اجازت ہی خود دلیل اس بات کی ہے کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا اور لڑائی سے کسی کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف امن کا قائم رکھنا مقصود اصلی تھا +

سورہ نحل میں خدا نے فرمایا "واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما تفعلون" یعنی اور پورا کرو تم عہد اللہ کا

www.poetrymania.com©

مُخۡزِی الۡکٰفِرِیۡنَ (۲)	خوار کرنے والا ہے کافروں کو (۲)

(یعنی جو خدا کو درمیان میں دیکر عہد کیا ہے) جب تم نے عہد کیا اور نہ توڑو اپنی قسموں کو اُن کے مضبوط کرنے کے بعد اور بیشک تم نے اللہ کو کیا ہے اپنا ضامن بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ✦

خود سورہ توبہ میں جس میں نہایت خفگی سے لڑائی کا حکم ہے خدا نے فرمایا ہے "الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین " یعنی جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے پھر اُنہوں نے اُس کے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے برخلاف کسی کی مدد کی تو پھر تم پورا کرو اُن کے ساتھ اُن کا عہد اُن کی میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ✦

پھر اسی سورۃ میں فرمایا " الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین " یعنی جن مشرکوں نے مسجد حرام کے پاس تم سے عہد کیا تھا پھر جب تک کہ وہ تمہارے لئے عہد پر قایم رہیں تو تم بھی اُن کے لئے عہد پر قایم رہو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ✦

اس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت کفار اور مشرکین کے ساتھ کیا ہوسکتی ہے جتنی کہ قرآن مجید میں کی گئی ہے۔ سورہ نساء مدینہ میں ہجرت کے بعد اُتری ہے اُس میں حکم ہے کہ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان دھوکے سے مارا جائے تو قاتل کو ایک غلام آزاد کرنا چاہئے اور اگر مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے چاہئیں اور اس کے سوا مقتول کی دیت اُس کے کنبے کو دیجاوے۔ پھر اگر وہ مقتول ایک ایسی قوم میں کا ہے جن سے اور مسلمانوں سے دشمنی ہے اور وہ مقتول مسلمان ہے تو قاتل کو صرف غلام ہی کا آزاد کرنا ہوگا۔ اور اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہے کہ اُس قوم سے اور مسلمانوں سے معاہدہ ہے تو قاتل کو غلام بھی آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کی دیت اُس کے کنبہ کو بھی دینی ہوگی۔ اس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت جس کا حکم خدا تعالیٰ نے دیا ممکن نہیں کیونکہ جو حق خدا تعالیٰ نے ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے مقرر کیا تھا وہی حق اُن کفار اور مشرکین کے لئے بھی قرار دیا ہے جن سے اور مسلمانوں سے

وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبة مؤمنة ودیة مسلمة الی اھلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وھو مؤمن فتحریر رقبة مؤمنة وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیة مسلمة الی اھلہ وتحریر رقبة مؤمنة فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبة من اللہ وکان اللہ علیما حکیما۔
(سورۃ نساء آیت ۹۴)

www.poetrymania.com©

اور خبر کردیتا ہے	وَاَذَانٌ

امن کا معاہدہ ہوگیا ہو ✦

> ولما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علیٰ سواءان اللہ لایحب الخائنین۔ (سورۃ انفال آیت ۶۰) ✦

جن لوگوں سے معاہدہ ہوا ہے اگر معلوم ہو کہ وہ دغابازی کرنا چاہتے ہیں تو معاہدہ توڑنے کی اجازت دی گئی ہے مگر ایسی احتیاط اور انصاف سے اُس کے توڑنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اُن لوگوں کو کسی طرح نقصان نہ پہنچ سکے یعنی یہ حکم ہے کہ اس طرح پر معاہدہ توڑا جائے کہ دونوں فریق برابری کی حالت پر رہیں اُس میں کچھ دغابازی نہ ہونے پاوے کیونکہ اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ✦

> وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانھم قوم لا یعلمون۔ (سورۃ توبہ آیت ۶)

عین لڑائی کے زمانہ میں اگر کوئی مشرک کافر پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دینے کا حکم ہے اور صرف پناہ ہی دینے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ حکم بھی ہے کہ اُس کو اُس کے امن کی جگہ میں پہنچا دیا جاوے۔ اس سے زیادہ مذہب کی آزادی اور معاہدہ کی احتیاط کیا ہوسکتی ہے ✦

اسی بنا پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین عرب کے بہت سے قبیلوں سے اور قبائل یہود سے جو مدینہ میں رہتے تھے امن کے معاہدے کئے جو دلیل واضح اس بات کی ہے کہ مقصود یہ تھا کہ ملک میں لوگ امن سے رہیں مسلمانوں کو ایذا نہ دیں اور خدا کے کلام کو سنیں۔ کما قال "حتی یسمع کلام اللہ" پھر جس کا دل چاہے ایمان لاوے جس کا دل نہ چاہے نہ لاوے۔ کما قال اللہ تعالےٰ "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی" وقال فی موضع اٰخر "فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر" ✦

لڑائی کے احکام اور اُس حالت میں بھی آزادئ مذہب

سب سے پہلے ہم کو یہ بیان کرنا چاہئے کہ کن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے اور کس مقصد سے ہم اس سے پہلے بالتصریح بیان کرچکے ہیں کہ جو لوگ اپنے معاہدوں پر قایم ہیں اور مسلمانوں سے نہیں لڑتے اور نہ اُن کے دشمنوں کو لڑنے میں مدد دیتے ہیں اُن سے لڑنے کا حکم نہیں ہے۔ پس لڑائی کا حکم تین قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے ✦

اول۔ اُن لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑائی شروع کریں۔ اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقر میں فرمایا ہے کہ لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے

> وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین

www.poetrymania.com©

مِنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ	اللہ اور اُس کے رسول کی طرف

یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۔ (سورۂ بقر آیت ۱۸۶) +
فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین (سورۂ بقر آیت ۱۸۹) +
فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین +
(سورۂ بقر آیت ۱۹۰)

جو تم سے لڑیں اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ "اگر وہ لڑنا موقوف کردیں تو دست درازی کرنی نہیں چاہئے کیونکہ دست درازی صرف ظالموں پر کرنی ہے" ایک اور جگہ فرمایا کہ "جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اُس پر زیادتی کرو جتنی کہ اُس نے تم پر زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جان لو اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے +

قدیم زمانہ سے عرب میں یہ دستور چلا آتا تھا کہ حرم کعبہ میں جدال و قتال نہیں کرتے تھے

واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ۔ (سورۂ بقر آیت ۱۸۷) +
ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین ۔
(سورۂ بقر آیت ۱۸۷) +
فان انتہوا فان اللہ غفور رحیم
(سورۂ بقر آیت ۱۸۸) +

اُس کی نسبت خدا نے فرمایا کہ "لڑائی کی حالت میں اُن کو جہاں پاؤ (حرم کے اندر یا حرم کے باہر) قتل کرو کیونکہ فساد مچانا قتل سے بھی زیادہ ہے" مگر اس حکم میں بھی احتیاط کی اور فرمایا کہ "تم مسجد حرام کے پاس اُن کو مت مارو جب تک کہ وہ وہاں تم کو نہ ماریں پھر اگر وہ وہاں بھی تم کو ماریں تو تم بھی اُن کو مارو یہ ہے بدلا کافروں کا"۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر وہ "باز رہیں" یعنی لڑنا موقوف کردیں" تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان" یعنی تم بھی اُن کو معاف کردو اور لڑنا موقوف کردو +

سورہ نحل میں خدا نے فرمایا کہ اگر تم کافروں کے ایذا پہنچانے کا بدلا لینا چاہتے ہو تو

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین (سورۂ نحل آیت ۱۲۷)

اُسی قدر ایذا کا بدلا لو جس قدر کہ انہوں نے تم کو ایذا پہنچائی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کو +

پھر سورہ حج میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے کہ اُن لوگوں کو لڑنے کا حکم دیا

اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ۔ الذین اُخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔
(سورۂ حج ۳۸ و ۳۹) +

گیا ہے جن سے کفار مکہ لڑتے ہیں اس لئے کہ کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم ہوئے ہیں انہوں نے مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے اُن کے گھروں سے نکال دیا ہے اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے +

سورہ نساء میں خدا نے فرمایا ہے کہ کافروں سے لڑو اور اُن کو قتل کرو جہاں پاؤ۔ مگر

www.poetrymania.com©

اِلَی النَّاسِ	لوگوں کو

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْکُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَسَلَّطَھُمْ عَلَیْکُمْ فَلَقٰتَلُوْکُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْکُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ عَلَیْھِمْ سَبِیْلًا (سورۃ نساء آیت ۹۲)

اُن لوگوں سے نہ لڑو اور نہ اُن کو قتل کرو جو ایسے لوگوں سے جا ملیں جن سے اور تم سے امن کا معاہدہ ہے۔ اور اُن سے بھی مت لڑو اور اُن کو بھی قتل مت کرو جن کا دل لڑنے سے تنگ ہو گیا ہے اور نہ وہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں پھر جب وہ لڑائی سے الگ ہو جاویں یعنی نہ تم سے لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ شامل ہو کر اپنی قوم سے لڑنا چاہیں اور تمہارے پاس صلح کا پیغام بھیجیں تو اُن سے مت لڑو کیونکہ اللہ نے اُن پر تم کو لڑنے کا کوئی قابو نہیں دیا ہے +

اس کے بعد اسی سورہ میں فرمایا ہے کہ بعض قومیں چاہتی ہیں کہ تم سے بھی امن میں

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَھُمْ کُلَّمَا رُدُّوْا اِلَی الْفِتْنَۃِ اُرْکِسُوْا فِیْھَا فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْکُمْ وَیُلْقُوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ وَیَکُفُّوْا اَیْدِیَھُمْ فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاُولٰٓئِکُمْ جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا (سورۃ نساء آیت ۹۳)

رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں اور فتنہ و فساد میں نہ پڑیں پھر اگر تمہارے ساتھ لڑنے سے متحدہ ہو جاویں اور پیغام صلح نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھ لڑنے سے نہ روکیں تو اُن کو پکڑو اور مارو جہاں پاؤ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے تم کو غلبہ کرنے کا حق دیا ہے۔ پس لڑنا اسی پر موقوف ہے جب کہ کافر لڑائی شروع کریں +

سورہ ممتحنہ میں نہایت صفائی سے اور بطور قاعدہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ کافروں سے

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (سورۃ الممتحنہ آیت ۸، ۹)

کس طرح پیش آنا چاہئے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ تم سے لڑے نہیں اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے اُن کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا بلکہ اللہ سلوک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے صرف اُن سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے لڑتے ہیں تمہارے دین کے سبب سے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دینے پر نکلنے والوں کی مدد کی ہے +

ان تمام آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑائی کا حکم کسی کو زبردستی سے اسلام قبول کروانے کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمانوں کو قتل کرتا اور اُن سے لڑنا چاہتے تھے اُن

www.poetrymania.com©

حج اکبر کے دن	يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

سے محفوظ رہنے کے لئے لڑائی کا حکم ہؤا ہے اور لڑائی میں یا لڑائی کے موقوف ہو جانے اور امن قایم ہو جانے پر کسی کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض مقصود نہیں ہے +

مخالفین اسلام چند آیتیں اس امر کے ثابت کرنے کو پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں عموماً کافروں کے قتل کرنے کا حکم ہے اور نیز بجبر ہتیاروں کے زور سے اُن کو مسلمان کرنے کی ہدایت ہے۔ مگر ان کا یہ کہنا محض غلط اور صریح ہٹ دہرمی ہے جس کو بالتفصیل ہم بیان کرتے ہیں +

وہ کہتے ہیں کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء میں آیا ہے کہ "واقتلوھم حیث ثقفتموھم" اس میں صاف حکم ہے کہ کافر جہاں ملیں وہاں اُن کو قتل کرو۔ مگر یہ صریح اُن کی غلطی ہے حرم کعبہ میں قتل و قتال زمانہ جاہلیت سے منع تھا مگر جب قریش مکہ سے لڑائی ٹھنی تو خدا نے حکم دیا کہ اُن کو جہاں پاؤ یعنی حرم کعبہ میں یا اُس کے باہر اُن سے لڑو اور اُن کو قتل کرو پس اس آیت سے عموماً کافروں کا قتل کرنا کہاں سے نکلتا ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ قرآن مجید سے انہی سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑتے ہوں نہ اُن سے کہ جو لڑنا نہیں چاہتے +

وہ کہتے ہیں کہ سورۂ نساء میں صاف حکم ہے کہ جب تک کافر مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں نہ چلے آویں اُن کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ کافروں کا مدینہ میں ہجرت کرکے آنا اور مسلمان ہو جانا برابر ہے۔ پس اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تک کافر مسلمان نہ ہو جاویں اُن کو جہاں پاؤ مار ڈالو +

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی
یهاجروا فی سبیل الله فان تولوا فخذوهم
واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا
منهم ولیا نصیرا۔
(سورۂ نساء آیت ۹۱)

مگر یہ دلیل محض غلط ہے یہ آیت مکہ کے منافقوں کے حق میں ہے جیسا کہ اس آیت کے اوپر بیان کیا ہے۔ "فما لکم فی المنافقین الخ" مکہ کے بہت سے لوگ نفاق سے اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے اور مسلمانوں کو تردد تھا کہ اُن کے ساتھ لڑائی میں کس طرح کا معاملہ کریں۔ اُن کی نسبت خدا نے فرمایا کہ اُن کا یہ کہنا کہ ہم مسلمان اور تمہارے طرفدار ہیں ہرگز نہ مانو اگر وہ سچے ہیں تو ہجرت کرکے چلے آویں پھر اگر وہ نہ آئیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جھوٹے اور منافق تھے تو لڑائی میں ان کو بھی جہاں پاؤ حرم کے اندر یا حرم کے باہر مارو اور قتل کرو پس ہجرت کا حکم کسی ایسے شخص کی نسبت جو مسلمان ہونے کا دعوٰے نہیں کرتا تھا نہیں دیا گیا ہے +

www.poetrymania.com©

آنَّ اللّٰهَ	بیشک اللہ

وہ دلیل لاتے ہیں کہ سورہ نساء کی بعض آیتوں میں مطلقاً کافروں سے لڑنے کا حکم ہے

فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما۔
(سورۃ نساء آیت ۷۶)

فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المومنین عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسا واشد تنکیلا۔
(سورۃ النساء آیت ۸۴)

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ماواھم جھنم وبئس المصیر۔
(سورۃ تحریم آیت ۹)

فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ (سورۃ فرقان آیت ۵۲) +

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (سورۃ توبہ آیت ۲۹) +

وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ (سورۃ توبہ آیت ۳۶) +

یاایھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۳) +

مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان آیتوں سے اُن کا کیا مطلب ثابت ہوتا ہے بلاشبہ اُن آیتوں میں اور اور بہت سی آیتوں میں لڑنے کا حکم ہے مگر لڑائی اُنہی لوگوں سے جاویگا جن سے لڑنے کا حکم ہے اور وہ وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں سے بخصوصیت دین لڑتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان آیتوں میں بھی کسی کو بجبر اور ہتیار وں کے زور سے مسلمان کرنے کا اشارہ تک نہیں ہے +

اسی قسم کی آیتیں سورہ تحریم اور سورہ فرقان اور سورہ توبہ میں بھی آئی ہیں جن میں کافروں سے لڑنے اور لڑائی میں اُنکے قتل کرنیکا حکم ہے مگر جن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے اُنہی سے لڑنے کا حکم ان آیتوں میں ہے نہ عموماً ہر ایک کافر یا عام کافروں سے لڑنے کا۔ پس یہ کہنا کہ ان آیتوں میں لڑنے کا حکم ہے اور اس بات کو چھپا لینا اور نہ بیان کرنا کہ کن لوگوں سے منجملہ کفار کے لڑنے کا حکم ہے صریح ہٹ دھرمی ہے۔ قرآن مجید میں کسی کافر سے بحیثیت کفر اُس سے لڑنے کا حکم نہیں ہے صرف تین قسم کے کافروں سے لڑنے کا حکم ہے ایک وہ جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہوں نے عہد شکنی کی ہو اور مسلمانوں سے لڑنے والوں کے ساتھ جا ملے ہوں۔ تیسرے وہ جن کے ہاتھ میں مسلمان عورت و مرد و بچے بطور قیدی کے ہوں اور وہ اُن کو ایذا پہنچاتے ہوں ایک قسم کو تو ہم ابھی بیان کر رہے ہیں اور باقی قسموں کو بھی عنقریب بیان کرینگے پھر کون شخص یا کوئی قوم مہذب سے مہذب اس قسم کی لڑائی کو ناواجب یا ظلم کہہ سکتا ہے اور کیونکر اس قسم کی لڑائیوں کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ بزور شمشیر اسلام قبول کروانے کے لئے کی گئی تھیں ÷

ہاں چند آیتیں ہیں جن پر بحث کرنا ہم کو ضرور ہے سورہ بقر اور سورہ انفال میں خدا نے فرمایا ہے کہ کافروں سے لڑو تاکہ فتنہ مٹ جاوے

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون

www.poetrymania.com©

بَرِیٓءٌ	بے ذمہ ہے

الدین للہ (سورۂ بقر آیت ۱۸۹) ٭

اور دین بکل اللہ کے لئے ہو جائے ٭

قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون (سورۂ فتح آیت ۱۶) ٭ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیر (سورۂ انفال آیت ۴۰)

اور سورہ فتح میں فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو اُن گنوار عربوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے کہدے کہ تم ایک سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کو بُلائے جاؤ گے پھر تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جاوینگے۔معترض کہ سکتا ہے کہ ان آیتوں سے اس بات کا اشارہ نکلتا ہے کہ جب تک کافر مسلمان نہ ہو جاویں اُن سے لڑے جانا چاہئے۔اول تو یہ کہنا غلط اس لئے ہے کہ ان لفظوں سے کہ " ویکون الدین کلہ للہ " کسی طرح یہ مطلب نہیں نکلتا کہ جب تک کافر مسلمان نہ ہوں اُن سے لڑے ہی جاؤ کیونکہ ان لفظوں کے صرف یہ معنی ہیں کہ " دین خدا کے لئے ہو جائے " یعنی کافروں کی مزاحمت احکام مذہبی کے بجالانے میں جاتی رہے ٭

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم (سورۂ توبہ آیت ۵)

سورہ توبہ میں بھی اللہ نے فرمایا ہے کہ مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ اور پکڑو اُن کو اور گھیرو اُن کو اور اُن کی گھات میں بیٹھو۔پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو اُن کا رستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٭

معترضین کو اس مقام پر نہایت موقع ہے اگر وہ کہیں نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کو مشروط کرنا صاف ایسا ہے جیسے کہ اسلام لانے کو شرط کرنا۔مگر جب اُس کی تفریع پر خیال کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اُس شرط کو لڑائی سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ اُن کی آمد و رفت کی روک ٹوک موقوف ہونے سے تعلق ہے جب تک کہ وہ کافر تھے بلا شبہ روک ٹوک و خبر گیری کی ضرورت تھی کیونکہ اُن سے اندیشہ تھا مگر مسلمان ہونے کے بعد وہ اندیشہ نہیں رہا اس لئے فرمایا کہ " فخلوا سبیلھم "۔ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں ان الفاظ سے مسلمان ہو جانا ہی مقصود ہے تو بھی منجملہ اسباب موقوفی لڑائی کے اسلام بھی ایک سبب ہے مگر اس تسلیم کے بھی بجبر و تردد شمشیر کافروں کا مسلمان کرنا لازم نہیں آتا ٭

ہم نے بالتفصیل اوپر بیان کیا ہے کہ کفار سے لڑائی کا حکم صرف مسلمانوں کے لئے امن قایم کرنے کا تھا اور وہ امن صرف تین طرح پر قایم ہو سکتا تھا:-

اول۔قبل جنگ یا بعد جنگ آپس میں صلح ہونے اور امن کا معاہدہ ہونے سے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے جہاں فرمایا ہے " فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم

www.poetrymania.com©

مشرکوں سے	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا ۔ اور خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی کافر قوموں سے امن کے معاہدے کئے ہیں جن کا ذکر آویگا ۔

دوسرے ۔ فتح پانے اور کافروں کا مغلوب ہوکر جزیہ دینا قبول کرنے سے جس کے بعد وہ اپنے دین و مذہب پر بدستور قایم رہتے ہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے "حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون" ۔

تیسرے ۔ مسلمان ہوجانے سے پس یہ تینوں صورتیں امن قایم ہونے کی ہیں ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آوے تو لڑائی قایم نہیں رہتی تھی پس ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لڑائی سے بزور شمشیر کافروں کو مسلمان کرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف امن کا قایم کرنا مقصود تھا ۔

دوم ۔ اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنہوں نے دغابازی کی ہو اور معاہدوں کو توڑ دیا ہو ۔ خدا نے سورہ توبہ میں فرمایا ہے کہ "اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم کو توڑ دیں تو جو کفر کے سردار ہیں اُن سے لڑو کیونکہ اُن کی قسم کچھ نہیں ہے" ۔

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون ۔ (سورۂ توبہ آیت ۱۲) ۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ "کیوں نہیں لڑتے ایسی قوم سے جس نے اپنی قسم توڑ دی اور رسول کو نکالنا چاہا اور اُن ہی نے پہل کی" ۔

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ (سورۂ توبہ آیت ۱۳) ۔

اور سورہ انفال میں فرمایا ہے کہ "جن لوگوں کے ساتھ تم نے عہد کیا ہے پھر انہوں نے ہر دفعہ اپنا عہد توڑ دیا ہے اور پرہیزگاری نہیں کرتے پھر اگر تو اُن کو لڑائی میں پاوے تو اُن کو ایسا مار کہ اُن کے پیچھے جو لوگ ہیں متفرق ہوجاویں" ۔

الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون ۔ فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون ۔ (سورۂ انفال آیت ۵۸ و ۵۹) ۔

پس معاہدہ توڑنے کے بعد اُن سے لڑنا امن قایم رکھنے کے لئے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ معاہدہ کرنا کیونکہ بغیر اس کے نہ امن قایم رہ سکتا ہے اور نہ معاہدہ مگر ایسی حالت میں لڑنا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اُس سے بزور شمشیر اُن کو مسلمان کرنا مقصود ہے اور نہ ایسی لڑائی مہذب سے مہذب قوم کے نزدیک بھی ناواجب ہے ۔

سوم ۔ اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنہوں نے مسلمانوں کو اور اُن کے بچوں اور

www.poetrymania.com©

اور اُس کا رسول	وَرَسُوْلُهٗ

وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا أخرجنا من هذه القرية الظالم أهلها واجعل لنا من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك نصيرا (سورۃ نساء آیت ۷۷)

عورتوں کو عذاب میں اور تکلیف میں ڈال رکھا ہے اس کا ذکر سورۃ نساء میں ہے جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ترتیب قایم رکھنے کے لئے اُس آیت کو دوبارہ لکھتے ہیں خدا نے فرمایا کہ "کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لئے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں اُس کے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار" کیا یہ انسانیت اور رحم کی بات نہیں ہے کہ بیچارے بے بس مسلمانوں مرد اور عورتوں اور بچوں کو کافروں کے ظلم سے بچایا جاوے اور اُن کی فریاد رسی کے لئے ہتھیار اُٹھایا جاوے کون شخص ہے جو اس لڑائی کو ناواجب کہہ سکتا ہے ÷

اب ہم اُن واقعات کا ذکر کرتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوئے تھے اور غزوہ اور سریہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ بات دکھاتے ہیں کہ کوئی غزوہ یا سریہ اس مقصد سے نہیں ہوا تھا کہ بجبر بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان کیا جاوے بلکہ ہر ایک غزوہ یا سریہ کا کوئی سبب اُنہی اسباب میں سے تھا جن کی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی ہے ÷

ہم نے ان غزووں اور سریوں اور اُن کے مقاموں کا حال اُن کتابوں سے جن کا نام اس مقام پر لکھتے ہیں اخذ کیا ہے۔ سیرت ہشامی۔ کامل ابن اثیر جزری۔ مواہب لدنیہ۔ علامہ قسطلانی۔ ابن خلدون مغربی۔ تاریخ اسمٰعیل ابوالفدا۔ مراصد الاطلاع۔ سیرت ابن اسحاق۔ مغازی واقدی۔ مشترک یاقوت حموی۔ فتوح البلدان۔ تاریخ یافعی۔ سیرت المحمدیہ مولوی کرامت علی۔ معجم البلدان۔ زاد المعاد ابن القیم۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم ÷

ان کتابوں میں ان لڑائیوں کے زمانہ میں اختلاف ہے کوئی واقعہ کسی لڑائی کا کسی سنہ میں اور کوئی کسی سنہ میں بیان کرتا ہے اور ہم کو کچھ چارہ نہیں ہے بجز اس کے کہ اُن میں سے ایک سلسلہ اختیار کرلیں ÷

ان واقعات کے سنہ بیان کرنے میں محرم سے سال کی تبدیلی نہیں قرار دی گئی ہے بلکہ واقعی زمانہ ہجرت سے برس کا شمار کیا گیا ہے ÷

ان واقعات کا ہم نہایت مختصر طور پر بیان کرینگے اور صرف اس قدر واقعات کا ذکر

www.poetrymania.com©

فَإِنْ تُبْتُمْ	پھر اگر توبہ کرو تم

کریں گے جس سے معلوم ہو کہ اُن لڑائیوں کا کیا سبب تھا آیا اُن سے بزور شمشیر اسلام قبلوانا مقصود تھا یا صرف امن کا قایم رہنا اور دشمنوں کے حملوں کو روکنا ✦

ہم نے تمام واقعات کو جن پر مورخین نے سریہ یا غزوہ کا اطلاق کیا ہے بلا استیعاب اس مقام پر ذکر کیا ہے حالانکہ اُن میں ایسے بھی واقعات ہیں جو نہ سریہ تھے نہ غزوہ مگر ہم نے اُن کو بھی اس لئے لکھ دیا تاکہ یہ خیال نہ کیا جاوے کہ ہم نے کسی واقعہ کو چھوڑ دیا ہے ✦

سریہ سیف البحر رمضان سنہ ۱ ہجری

سیف البحر۔ یعنی ساحل البحر۔ یہ ایک جگہ بحر فارس کے کنارہ پر بنی زہیر کے متعلق جو سامہ بن لوی بن غالب کے قبیلہ سے ہیں ✦

اس سریہ میں کل تیس سوار تھے اور حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم اس کے سردار تھے اور اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان بھی عنایت کیا تھا۔ جب یہ لوگ سیف البحر میں پہنچے تو ابو جہل بن ہشام مکہ والوں کے تین سو سوار لئے ہوئے ملا۔ مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ مجدی بن عمرو الجہنی بیچ میں پڑا اور لڑائی نہ ہونے دی ✦

ظاہر ہے کہ تیس سواروں کا بھیجنا کسی سے لڑنے یا حملہ کے لئے نہیں ہوسکتا۔ مگر ایسی قلیل جماعت کا خبر رسانی کے لئے اور مکہ کے لوگوں کے ارادہ کی تفتیش کرنے کے لئے جو ایک ضروری امر تھا بھیجنا ممکن ہے چنانچہ وہ نتیجہ حاصل ہوا اور مکہ کے لوگوں کی آمادگی اور حملہ آوری کی نیت کی خبر ملی ✦

سریہ رابغ شوال سنہ ۱ ہجری ۔ ۲

رابغ۔ ایک میدان ہے درمیان ابوا اور جحفہ کے ✦

اس سریہ میں ساٹھ یا اسی سوار تھے اور عبد اللہ بن الحارث اُس کے سردار تھے اور اُن کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان عنایت کیا تھا۔ جب یہ لوگ ثنیۃ المرہ میں پہنچے تو وہاں قریش کا لشکر بسرداری عکرمہ بن ابی جہل یا مکرز بن حفص موجود تھا۔ اسی لشکر میں مقداد بن عمرو حلیف بن زہرہ اور عتبہ بن غزوان حلیف بن نوفل جو دل سے مسلمان تھے موجود تھے اور موقع پاکر مسلمانوں کے لشکر میں چلے آئے۔ غالباً اسی سبب سے لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ اگر ہوتی تو قبائل بنی زہرہ اور بنی نوفل جو مقداد اور عتبہ کے حلیف تھے قریش سے برگشتہ ہوجاتے ✦

www.poetrymania.com©

تو وہ بہتر ہے تمہارے لئے	فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

یہ سریہ خواہ بقصد دریافت حالات اہل مکہ بھیجا گیا ہو یا بامادہ مقابلہ لشکر قریش کے مگر حملہ آوری کے طور پر بھیجا کسی طرح قرار نہیں پا سکتا انتہا یہ ہے کہ قریش کے حملے کے روکنے کے لئے جو امن قائم رہنے کے لئے لازمی تھا بھیجا گیا تھا +

سریہ خرار ذیقعد سنہ ۱ ہجری ۳

خرار جحفہ کے نزدیک ایک مقام ہے جس کا یہ نام ہے +

اس سریہ میں اسّی آدمی مہاجرین میں سے تھے اور سعد بن ابی وقاص اُن کے سردار تھے۔ اُن کو کہیں کسی دشمن کا پتا نہیں ملا اور خرار تک جاکر واپس آ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ صرف خبر رسانی کی غرض سے روانہ ہوئے تھے +

غزوہ ودان یا غزوہ ابواء صفر سنہ ۱ ہجری ۴

ودان۔ فعلان کے وزن پر ایک بستی مکہ و مدینہ کے درمیان فرع کی طرف جحفہ کے پاس تھی ہرشی وہاں سے چھ میل اور ابواء آٹھ میل تھا +

ابواء۔ فرع کے متعلقات سے ہے اور وہاں حضرت آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی قبر ہے +

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سفر میں تشریف لے گئے اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ سے جن کا سردار مخشی بن عمرو الضمیری تھا اس بات پر معاہدہ کیا کہ وہ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرینگے نہ قریش مکہ کی۔ یہ معاہدہ کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ والوں کو قریش مکہ کے حملہ کا کس قدر خوف تھا +

غزوہ بواط ربیع الاول سنہ ۲ ہجری ۵

بواط۔ ایک پہاڑ ہے جہینہ کے پہاڑوں میں سے رضوی کے پاس +

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر فرمایا اور رضوی کی طرف سے بواط میں ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ یہ صرف ایک سفر تھا خواہ اس سے مقصد لوگوں میں وعظ کرنا ہو یا قریش مکہ کے ارادوں کا پتہ لگانا یا دونوں +

www.poetrymania.com©

اور اگر تم روگردانی کرو یعنی توبہ سے	وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ

غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ ربیع الاول سنہ ۲ ہجری ۶

سفوان ۔ بدر کے پاس جو ایک میدان ہے سفوان اُس کا نام ہے ✦

بدر ۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفراء کے اخیر واقع ہے اور وہاں سے سمندر کا کنارہ ایک رات بسے کا رستہ ہے ✦

کرز بن جابر الفہری نے مدینہ والوں کے مویشی لوٹ لئے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خاص اُن کا تعاقب کیا اور سفوان تک تشریف لیگئے مگر وہ ہاتھ نہ آیا ✦

غزوہ ذی العشیرہ جمادی الآخر سنہ ۲ ہجری ✦ ۷

ذوالعشیرہ ۔ ایک جگہ ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ینبع کی طرف اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا قلعہ بھی تھا ✦

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا اور بنی مدلج اور اُن کے حلیف بنی ضمرہ سے ایک معاہدہ کرکے واپس تشریف لے آئے ۔ اس سفر میں ایک رات حضرت علی مرتضےٰ زمین پر سوئے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جگایا ۔ اور حضرت علی مرتضےٰ کو مٹی میں بھرا ہوا دیکھ کر فرمایا "مالک یا ابو تراب" اور جب سے حضرت علی مرتضےٰ کا لقب "ابو تراب" ہوگیا ✦

سریہ نخلہ رجب سنہ ۲ ہجری ۸

نخلہ ۔ جس کو نخلہ محمود بھی کہتے ہیں ایک جگہ ہے مکہ کے پاس درمیان مکہ و طائف کے وہاں کھجور اور انگور بہت ہوتے تھے اور وہ پہلی منزل ہے مکہ سے ✦

اس سریہ میں مہاجرین میں سے اسی آدمی تھے اور ان کے سردار عبداللہ بن جحش تھے اور مکہ کے قریب بھیجے گئے تھے جہاں جان جانے کا نہایت اندیشہ تھا اور صرف قریش مکہ کے ارادوں کی خبر لینے کو بھیجے گئے تھے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پرچہ پر لکھ دیا تھا کہ "امض حتی تنزل نخلۃ فترصد بہا قریشا و تعلم لنا من اخبارھم" ✦

جب یہ لوگ نخلہ میں پہنچے اتفاقاً قریش کا ایک قافلہ مال تجارت لیکر آ پہنچا عبداللہ بن جحش نے اُن پر حملہ کیا اور واقد بن عبداللہ کے تیر سے اُس قافلہ میں سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان قید ہوگئے ✦

www.poetrymania.com©

توجان لو	فَاعْلَمُوْا

جب عبداللہ بن جحش لوٹ کا مال اور قیدیوں کو لیکر مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم کو لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور قیدیوں کو سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے واپس آنے پر جو پیچھے رہ گئے تھے چھوڑ دیا اور عمرو بن الحضرمی کی دیت یعنی خون بہا اپنے پاس سے ادا کیا ✦

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سریوں کے بھیجنے سے صرف قریش کے ارادوں کا حال دریافت کرنا مقصود تھا نہ لڑنا اور کسی پر حملہ کرنا ✦

غزوہ بدر اکبر رمضان ۲ سنہ ہجری ۹

اس غزوہ کا حال ہم سورہ انفال کی تفسیر میں مفصل لکھ چکے ہیں اور اس میں بتایا ہے کہ یہ غزوہ قریش کے قافلہ کے لوٹنے کے لئے جو شام سے آتا تھا نہیں ہوا تھا بلکہ قریش مکہ جو لشکر جمع کرکے حملہ کے ارادہ سے نکلے تھے اس کے دفع کرنے کے لئے ہوا تھا۔ لیکن اگر اس مقام پر اسی بات کو تسلیم کرلیں کہ قافلہ ہی کے لوٹنے کو حملہ ہوا تھا تو بھی کچھ الزام نہیں ہوسکتا۔ جس قدر کہ حالات اوپر لکھے گئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریش مکہ مدینہ والوں کے پورے دشمن تھے اور وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے موقع کو دیکھ رہے تھے۔ اور حملہ کرکے مدینہ والوں کے مویشی لوٹ چکے تھے پس اگر مدینہ والوں نے اس خیال سے کہ مکہ کے دشمنوں کو زیادہ قوت نہ ہو جاوے اُن کے اسباب کو لوٹ لینا چاہا تو کیا الزام ہوسکتا ہے دو قوموں میں دشمنی جب علانیہ ہو جاوے جو بمنزلہ اشتہار جنگ کے ہے اور ہر ایک آمادہ جنگ ہو تو ایسے امور کا مرتکب ہونا کسی طرح خلاف اخلاق یا خلاف قدرتی قانون اقوام کے نہیں ہے۔ مگر ہمارا یہ بیان بطریق تنزل کے ہے کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ یہ غزوہ قافلہ کو لوٹنے کے لئے نہ تھا ✦

سریہ عمرو بن عدی الخطمی رمضان ۲ سنہ ہجری ۱۰

سریہ سالم بن عمرو شوال ۲ سنہ ہجری ۱۱

تعجب ہے کہ علامہ قسطلانی نے ان دونوں قصوں کو سریہ کرکے لکھا ہے حالانکہ نہ وہ سریہ تھے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں میں سے کسی کو کہیں بھیجا تھا۔ عمرو بن عدی نے خود ایک عورت عصماء بنت مروان کو جو یزید بن الخطمی کی تھی اور اس کی رشتہ دار تھی

www.poetrymania.com©

کرتم	اَنَّکُمْ

رات کو مار ڈالا۔ اور سالم بن عمیر نے ایک بڈھے یہودی کو مار ڈالا۔ یہ ایک معمولی واقعات ہیں جو دنیا میں ہوتے رہتے ہیں اُن کو اس خیال سے کہ دو کافر مارے گئے سریہ میں داخل کرنا محض غلطی ہے بالفرض اگر چہ ان واقعہ کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور اُس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا جس کے کچھ اسباب ہونگے تو بھی اُس کو قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

سریہ بنی قینقاع شوال سنہ ۲ ہجری ۱۲

بنی قینقاع۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ میں رہتے تھے اور ایک بازار اُن کے نام سے موسوم تھا اور سوق بنی قینقاع کہلاتا تھا ۔

ان سے بھی امن کا معاہدہ تھا مگر جب بدر کی لڑائی ہوئی تو انھوں نے اظہار بغاوت[1] کیا۔ اسی درمیان میں ایک مسلمان عورت سے جو سوق بنی قینقاع میں ایک کام کو گئی تھی نالایق ہو پرہنسی کی اور اُس کا کپڑا اٹھا کر اُس کا ستر عورت کھول ڈالا اُس پر ایک مسلمان غصہ میں آیا اور اُس یہودی کو جس نے عورت کو بے ستر کیا تھا مار ڈالا۔ یہودیوں نے اُس مسلمان کو گھیر کر مار ڈالا اس پر یہودیوں اور مسلمانوں میں نزاع قایم ہوگئی ۔

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات اُس وقت ہوئے ہیں جب آنحضرت بدر کی لڑائی میں مصروف تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو اُن یہودیوں نے علانیہ معاہدہ توڑ دیا اور عہدنامہ واپس بھیج دیا[2] ۔

اس واقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کے محلہ کا محاصرہ کرلیا۔ کیا عجب ہے کہ اس محاصرہ میں کسی سے کچھ لڑائی بھی ہوئی ہو۔ لیکن ضرور تھا کہ قبل شروع کرنے لڑائی کے بطور قطع حجت اُن کو دعوت اسلام کی جاوے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کو گھیر کر فرمایا کہ تم اسلام قبول کرو ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو بدر والوں کا ہوا۔ اس پر انھوں نے سخت کلامی سے جواب دیا۔ مگر عبد اللہ ابن ابی ابن سلول درمیان میں پڑا اور یہ ٹھیرا کہ یہودی مدینہ سے چلے جاویں چنانچہ عبادہ بن صامت اُن کی حفاظت کو متعین ہوئے اور وہ لوگ بامن و امان معہ مال و اسباب مدینہ سے چلے گئے اُن کے ہتیار لے لئے گئے اور زمینیں ضبط کرلی گئیں اور وہ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہوئے اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن الاثیر۔ جلد ثانی صفحہ ۷۰ مطبوعہ مصر ۔

[2] دیکھو تاریخ کامل جلد ثانی صفحہ ۷۰ مطبوعہ مصر ۔

www.poetrymania.com©

عاجز کرنے والے نہیں ہو اللہ کے	غَیۡرُ مُعۡجِزِی اللّٰہِ

کہ یہ واقعہ آنحضرت کی طرف سے عہد تھا یا بجبر مسلمان کرنا مقصود تھا یا صرف امن کا قایم رکھنا ✦

غزوۃ السویق ذالحجہ ۲ سنہ ہجری ۱؎

یعنی جس حملہ میں قریش کہ اپنی خوراک کے لئے ستو اپنے ساتھ لائے تھے ✦

ابوسفیان وفعۃً دوسو سوار ہمراہ لے کر خفیہ مدینہ میں آیا اور سلام بن مشکم یہودی قبیلہ بنی نضیر سے ملا اور مسلمانوں کے حالات کی جاسوسی کر کے چلا گیا۔ مکہ پہنچ کر قریش مکہ کی ایک جماعت مدینہ پر بھیجی اور مدینہ کے ایک محلہ پر جس کا نام عریض ہے آپڑی اور اُس نواح کے باغوں کو جلا دیا اور ایک مسلمان انصاری کو اور ایک مکہ کے رہنے والے اُس کے حلیف کو مار ڈالا ۲؎ ✦

اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمی لیکر اُن کا تعاقب کیا اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے مگر کوئی ہاتھ نہیں آیا ✦

غزوہ قرقرۃ الکدر یا غزوہ بنی سلیم محرم ۲ سنہ ہجری ۲؎

قرقرۃ الکدر۔ ایک چشمہ کا نام ہے جہاں یہود بنی سلیم رہتے تھے مدینے سے آٹھ منزل ہے ✦

بعض اسباب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس طرف تشریف لیجانا مناسب سمجھا اور آپ قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے اور تین دن وہاں مقام فرمایا مگر کسی سے مقابلہ یا لڑائی نہیں ہوئی ✦

سریہ محمد بن سلمہ ربیع الاول ۳ سنہ ہجری ۱؎

کعب ابن اشرف ایک یہودی تھا جو کفار قریش کا تھا گی تھا اور مسلمانوں کو اور آنحضرت کو ایذا پہنچاتا تھا اور قریش مکہ کو حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا ۳؎۔ اس کو محمد بن مسلمہ نے چند اپنے ساتھیوں کی مدد سے مار ڈالا ✦

۱؎ کامل صفحہ ۵۰۔ زاد المعاد میں خود ابوسفیان کی نسبت درختوں کا جلانا اور انصاری کا قتل کرنا لکھا ہے ✦

۲؎ واقعہ بدر کے بعد یہ خود مکہ گیا اور قریش کو جنگ پر آمادہ کیا ✦

مقتولین بدر کے مرثیے لکھے اور قریش کو نہایت جوش دلایا۔ ۵۰ کامل ✦

www.poetrymania.com©

اور مژدہ دے اُن لوگوں کو جو	وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

واقعہ تو اس قدر ہے اب رہی یہ بات کہ اُن لوگوں نے خود مارا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک ایسا امر ہے جس کا قابل اطمینان تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت کے حکم سے مارا۔ اور اس بات کا تصفیہ کہ ایسی حالت میں کہ وہ دشمنوں سے سازش رکھتا تھا اور مدینہ پر حملہ کی ترغیب دیتا تھا اُس کا قتل کروا دینا بلحاظ اُن اصولوں کے جو انتظام جنگ اور دشمنوں کے جاسوسوں اور تھانجیوں سے علاقہ رکھتے ہیں واجب تھا یا ناواجب اُن لوگوں کے تصفیہ پر چھوڑتے ہیں جو اصول جنگ سے واقف ہیں +

غزوہ ذی امر ربیع الاول سنہ ۳ ہجری ۱۶

امر۔ راے مشدد مفتوحہ سے ایک موضع کا نام ہے جو نواح نجد میں واقع ہے +

یہ صرف ایک سفر تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجد اور غطفان کی طرف فرمایا تھا اس سفر میں نہ کسی سے مقابلہ ہوا نہ کسی سے لڑائی ہوئی ایک مہینہ تک اُس نواح میں آپ نے قیام کیا پھر واپس تشریف لے آئے +

غزوہ فرع من بحران جمادی الاول سنہ ۳ ہجری ۱۷

فرع۔ ایک گاؤں کا نام ہے ربذ پہاڑ کے پاس مدینہ سے آٹھ منزل مکہ کی طرف +

بحران۔ ایک میدان ہے اُسی کے پاس +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتہٖ خاص قریش مکہ کا حال دریافت کرنے کو سفر کیا اور دو مہینہ تک اُس نواح میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں چلے آئے کوئی جھگڑا قضیہ کسی سے نہیں ہوا +

غزوہ قردہ۔ جمادی الآخر سنہ ۳ ہجری ۱۸

قردہ۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو نجد میں ہے +

قریش مکہ کی تجارت کا روکنا جن سے ہر وقت اندیشۂ جنگ تھا ایک ضروری امر تھا اُنہوں نے قدیم رستہ تجارت کا چھوڑ کر ایک نیا رستہ عراق میں ہو کر نکالنا چاہا اور ابوسفیان بن حرب قافلہ لیکر نکلا اور فرات بن حیان رستہ بتانے والا تھا۔ جب اُس کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو زید ابن حارثہ کو اُن پر بھیجا اُس نے قافلہ کو لوٹ لیا اور فرات بن

www.poetrymania.com©

کافریں	کَفَرُوْا

حیان کو پکڑ لایا جو بعد اس کے مسلمان ہو گیا +

یہ تمام واقعات ایسے ہیں جو ایک جنگجو دشمن کے مقابلہ میں ہر ایک قوم کو کرنے پڑتے ہیں ان واقعات سے اس بات پر استدلال نہیں ہو سکتا کہ یہ لڑائیاں بزور مسلمان کرنے کے لئے تھیں +

غزوۂ احد شوال ۳ سنہ ہجری ۱۹

احد ۔ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر جو سرخ پہاڑ ہے اُس کا نام ہے +

ابو سفیان مکہ سے تین ہزار لڑنے والوں کے ساتھ لڑنے کو اور مدینہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا جب کہ وہ لوگ عینین میں جو بطن سبخہ میں مدینہ کے مقابل ایک پہاڑ ہے پہنچے تو آنحضرت بھی مدینہ سے روانہ ہوئے اور احد کے پاس مقام کیا ۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی مسلمانوں کی فتح کامل ہونے کو تھی کہ لوگ لوٹنے میں مشغول ہوئے اور فتح کی شکست ہو گئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اس پر بہت لوگ بھاگ نکلے جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صحیح وسالم ہیں تب سب لوگ ایک محفوظ جگہ میں اکٹھے ہو گئے ۔ دوسرے دن قریش مکہ نے وہاں سے کوچ کیا اور مکہ کو چلے گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شہدا کو دفن کیا اور مدینہ میں چلے آئے +

غزوۂ حمراء الاسد شوال ۳ سنہ ہجری ۲۰

حمراء الاسد ۔ ایک جگہ ہے مدینہ سے آٹھ میل پر +

احد سے واپس آنے کے دوسرے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہی لوگوں کو ساتھ لیکر جو احد کی لڑائی میں شریک تھے مدینہ سے کوچ کیا اور حمراء الاسد میں پہنچکر تین دن تک مقام کیا اور پھر واپس آ گئے ۔ غالباً یہ اس لئے تھا کہ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ احد کے واقعہ کے سبب سے مسلمانوں میں اب کچھ قوت باقی نہیں رہی +

سریہ عبداللہ ابن انیس محرم ۴ سنہ ہجری ۲۱

عبداللہ بن انیس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی کہ سفیان بن خالد ہذلی نے

www.poetrymania.com©

بعذابٍ الیمٍ ③	دکھ دینے والے عذاب کا ③

عرنہ وادی عرفہ میں کچھ لوگ آنحضرت سے لڑنے کے لئے جمع کئے ہیں یہ سنکر وہ مدینہ سے غائب ہو گیا اور سفیان کے پاس پہنچا اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں بنی خزاعہ کا ایک شخص ہوں میں نے سُنا ہے کہ تم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے لڑنے کو لوگ جمع کئے ہیں میں بھی تمہارے ساتھ ہوا چاہتا ہوں اُس نے کہا اچھا آؤ۔ عبداللہ ابن انیس تھوڑی دُور اُس کے ساتھ چلے اور اُس کو دھوکا دیکر مار ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر آنحضرت پاس لے آئے مگر کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ آنحضرت نے اُس کو ایسا کرنے کو کہا تھا +

سریۂ قطن یا سریۂ ابی سلمہ محرم ۳ سنہ ہجری ۲۴

قطن - ایک پہاڑ کا نام ہے جو فید کی طرف واقع ہے اور فید ایک پانی کا چشمہ ہے بنی عمرو بن کلاب کے متعلق ابی سلمہ ڈیڑھ سو آدمی لیکر جس میں مہاجرین اور انصار دونوں شامل تھے طلحہ اور سلمہ پسران خویلد کی تلاش میں نکلے اور قطن پہاڑ تک تلاش کی مگر اُن میں سے کوئی دستیاب نہیں ہوا اور نہ کسی سے کچھ لڑائی ہوئی +

سریۃ الرجیع صفر ۳ سنہ ہجری ۲۳

رجیع ایک چشمہ کا نام ہے جو حجاز کے کنارہ پر قوم ہذیل سے متعلق ہے +

چند لوگ قوم عضل اور قوم قاری کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگوں میں اسلام پھیل گیا ہے آپ کچھ لوگ مذہب کے مسائل سکھانے کو ساتھ کر دیجئے آپ نے چھ آدمی ساتھ کر دئے جب رجیع میں پہنچے تو انہوں نے دغا بازی کی اور چھوں آدمیوں کو تلواروں سے گھیر لیا۔ اخیر کو یہ کہا کہ اگر تم قریش مکہ کے قبضہ میں جانا قبول کرو تو ہم تم کو مارنے کے نہیں قریش نے ہمارے آدمی قید کر لئے ہیں اُن کے بدلے تم کو دیکر اپنے آدمی چھوڑا لاوینگے۔ اُن چھ میں سے مرثد ابن مرثد اور خالد بن البکر و عاصم بن ثابت نے نہ مانا اور نہایت بہادری سے وہیں لڑکر شہید ہو گئے اخیر کو عاصم بھی لڑنے پر طیار ہوا اور لوگوں نے پتھروں سے مار کر اُن کو بھی شہید کیا باقی دو شخصوں کو مکہ میں لیجا کر قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا قریش نے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اُن کو شہید کیا +

سریۂ بیر معونہ صفر ۳ سنہ ہجری ۲۷

بیر معونہ - یہ ایک کنواں ہے درمیان بنی عامر اور حرہ بنی سلیم کے +

www.poetrymania.com©

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾

مگر وہ لوگ جن سے تم نے عہد باندھا ہے مشرکین میں) پھر اُنہوں نے کمی نہیں کی تم سے عہد کے پورا کرنے میں کچھ بھی اور نہ مدد دی تمہارے برخلاف کسی کو پھر تم پورا کرو اُن سے اُن کا عہد اُن کی میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ﴿۴﴾

ابو براء عامر بن مالک اگرچہ مسلمان نہیں ہوا تھا مگر مذہب اسلام کو ناپسند بھی نہیں کرتا تھا اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ کچھ لوگ اسلام کا وعظ کرنے کو نجد کی طرف بھیجیں تو غالباً اُس طرف کے لوگ اسلام قبول کر لینگے۔ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجد سے اندیشہ ہے ابو براء نے کہا کہ وہ ہماری حمایت میں ہیں۔ آنحضرت نے چالیس شخص جو قرآن کے قاری تھے اور دن رات قرآن پڑھنا اُن کا کام تھا ساتھ کر دئیے۔ بیر معونہ پر یہ لوگ ٹھیرے اور حرام بن ملحان کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خط جو عامر بن طفیل نجد والے کے نام کا تھا بھیجا اُس نے عامر کو قتل کر ڈالا اور بہت بڑی جماعت سے بیر معونہ پر چڑھ آیا اور سب مسلمانوں کو گھیر کر مار ڈالا صرف ایک شخص مردوں میں پڑا ہوا بچ گیا ✦

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول سنہ ۴ ہجری ۲۵

بنی نضیر یہودیوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے ✦

عمرو بن امیۃ الضمیری مدینہ کو آتا تھا رستہ میں دو شخص قبیلہ بنی عامر سے ملے جس قبیلہ سے کہ آنحضرت سے عہد تھا عمرو بن امیۃ نے اُن دونوں کو سوتے میں مار ڈالا۔ جب آنحضرت کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ میں اُن دونوں کی دیت دونگا۔ آنحضرت نے اُن دونوں کی دیت کے لئے بنی نضیر سے بھی مدد چاہی کیونکہ بنی نضیر اور آنحضرت کے درمیان میں بھی معاہدہ تھا اور بنی نضیر اور بنی عامر آپس میں حلیف تھے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی نضیر میں دیت کے پورا کرنے میں مدد کے مانگنے کو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کے تلے جا بیٹھے۔ بنی نضیر نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے وقت میں آنحضرت کو مار ڈالا جاوے اور یہ تجویز کی کہ دیوار پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر اُن پر ڈال دیا جاوے اور عمرو بن جحاش اس کام کے لئے مقرر ہوا۔ اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ میں چلے آئے۔ جب کہ یہ دغابازی بنی نضیر کی محقق ہو گئی تو آنحضرت نے اُن پر چڑھائی کی وہ قلعہ بند ہو گئے اور آنحضرت نے اُن کا محاصرہ کر لیا اور یہ بات ٹھیری کہ وہ لوگ

www.poetrymania.com©

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ	پھر جب نکل جاویں امن کے مہینے تو مارو مشرکوں کو جہاں اُن کو پاؤ اور اُن کو پکڑو اور اُن کو گھیرو

مدینہ سے چلے جائیں اور اُن کے اونٹ سوائے ہتھیاروں کے جس قدر مال و اسباب اُٹھا سکیں لیجاویں۔ چنانچہ اُنہوں نے چھ سو اونٹوں پر اپنا اسباب لادا اور اپنے مکانوں کو خود توڑ دیا اور خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔

غزوہ بدر موعودہ یا غزوہ بدر الاخریٰ فی ذیقعدہ سنہ ۴ ہجری ۲۶

ابوسفیان نے وعدہ کیا تھا کہ میں تم سے پھر لڑونگا اُس وعدہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے کوچ کیا اور بدر میں پہنچکر مقام فرمایا۔ ابوسفیان بھی مکہ سے نکلکر ظہران یا عسفان تک آیا مگر آگے نہیں بڑھا اور کہا کہ یہ سال قحط کا ہے اس میں لڑنا مناسب نہیں اور سب لوگوں کو لیکر مکہ کو واپس چلا گیا۔

غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ ۵ ہجری ۲۷

ذات الرقاع۔ اس غزوہ کا یا تو اس لئے نام ہؤا کہ مسلمانوں نے اپنے جھنڈوں میں جو پھٹ گئے تھے پیوند لگائے تھے اور بعض کا قول ہے کہ جہاں مسلمانوں کا لشکر ٹھیرا تھا وہاں ایک درخت تھا جس کا نام ذات الرقاع تھا۔

بنی محارب اور بنی ثعلبہ نے جو قبیلہ غطفان سے تھے لڑائی کے لئے کچھ لوگ جمع کئے تھے اُن کے مقابلہ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تھا۔ جب آپ غطفان میں پہنچے تو ایک بہت بڑا گروہ دشمنوں کا نظر آیا۔ دونوں طرف کے لوگ لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑھے مگر لڑائی نہیں ہوئی اور ہر ایک گروہ واپس چلا گیا۔

غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول سنہ ۵ھ ۲۸

دومۃ الجندل۔ ایک قلعہ کا نام ہے جو مدینہ اور دمشق کے بیچ میں ہے اور اُس کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے۔

اس بات کا خیال ہونے پر کہ یہاں کے لوگوں نے بھی لڑائی کے لئے کچھ لوگ جمع کئے ہیں اس طرف کوچ کیا مگر اثنائے راہ میں سے واپس تشریف لے آئے غالباً اس لئے کہ اس

www.poetrymania.com©

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾	اور بیٹھو اُن کے لئے گھات کی جگہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو تو چھوڑ دو اُن کا رستہ۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۵﴾

خیال کی صحت نہ پائی گئی ہوگی +

غزوہ بنی المصطلق یا غزوہ مریسیع شعبان ۵ھ ہجری [۲۹]

بنی المصطلق۔ عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے +

مریسیع۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو قدید کی طرف واقع ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حارث بن ابی ضرار نے لڑائی کے ارادہ پر لوگوں کو جمع کیا ہے۔ آنحضرت نے اُن کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا اور مریسیع کے مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور لڑائی ہوئی اور بنی المصطلق کو شکست ہوئی اور اُن کی عورتیں اور بچے سب قید ہوگئے۔ اُس وقت تک یہ آیت حریت " فاما منا بعد واما فداء " نازل نہیں ہوئی تھی +

غزوہ خندق ذیقعدہ ۵ھ ہجری [۳۰]

بنی نضیر کے یہودی جو جلا وطن کئے گئے تھے اُن میں کے چند سردار اور بنی وائل کے چند سردار مکہ میں قریش کے پاس گئے اُن کو مدینہ پر حملہ کرنے کو آمادہ کیا اور روپیہ اور سامان اور ہر طرح سے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ قریش کماس پر راضی ہوئے اور ابوسفیان کو سردار قرار دیا اور لوگوں کو جمع کیا اور قبیلہ غطفان میں پہنچے اور اُس قبیلہ میں سے بھی لوگ ساتھ ہوئے اور دس ہزار آدمیوں کا لشکر لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوئے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سُنکر مدینہ سے باہر جاکر لڑنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کھود کر مورچہ بندی کی یہود بنی قریظہ جن سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے امن کا معاہدہ تھا اُنہوں نے بھی اپنا معاہدہ توڑ دیا اور دشمنوں سے مل گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس لوگوں کو بھیجا اور معاہدہ یاد دلایا مگر علانیہ مخالفت کی +

اس وقت سے اور بنی قریظہ کے دشمنوں کے ملجانے سے مدینہ والوں پر نہایت سخت وقت تھا اور ایک شخص کے بچنے کی بھی توقع نہ تھی غرض کہ یہ تمام لشکر مدینہ پر آپہنچا اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مہینہ تک محاصرہ رہا اور لڑائیاں ہوتی رہیں مسلمان بھی خوب دل توڑ کر دشمنوں کے حملہ کو دفع کرتے تھے آخر کار دشمن غالب نہ آسکا اور محاصرہ اٹھا کر

www.poetrymania.com©

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (۶)

اور اگر کوئی مشرکوں میں سے تجھ سے پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دے تاکہ سُنے کلام اللہ کا اور اُس کو پہنچا دے اُس کے امن کی جگہ میں یہ اِس لئے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں جانتے (۶)

نہایت ناکامی کے ساتھ واپس چلا گیا ◆

غزوہ عبداللہ ابن عتیک ذیقعدہ ۵ سنہ ہجری (۲۱)

جس زمانہ میں مدینہ پر چڑھائی کرنے کو تمام قومیں جمع ہو رہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے گرد خندق کھودنے میں مصروف تھے اُسی زمانہ میں رافع بن عبداللہ جس کو سلام ابن ابی الحقیق کہتے تھے ایک سردار یہودی تھا وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے قوموں کے جمع کرنے میں بہت کوشش کر رہا تھا۔ عبداللہ ابن عتیک اور عبداللہ ابن انیس اور ابو قتادہ اور اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان خیبر کو گئے جہاں وہ رہتا تھا اور کسی طرح رات کو اُس کی خوابگاہ میں چلے گئے اور اُس کو مار ڈالا ◆

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا نے اُن کو اُس یہودی سردار کے قتل کو بھیجا تھا شاید ایسا ہوا ہو مگر ہم اس لئے شبہ میں ہیں کہ ایشیائی مورخوں کی عادت ہے کہ خواہ نخواہ ہر چیز کو پیغمبر سے منسوب کر دیتے ہیں علاوہ اس کے یہ قصہ ایسی عجیب باتوں کے ساتھ ملا کر لکھا ہے کہ وہی باتیں اُس کے سچ ہونے پر شبہ ڈالتی ہیں نہایت شبہ ہے کہ یہ واقعہ ہوا بھی یا نہیں مگر ہم کو مناسب ہے کہ جو طرف ضعیف ہے اُسی کو اختیار کریں پس تسلیم کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ گئے اور اُنہوں نے اُس یہودی کو جو قوموں کو مدینہ پر حملہ کرنے کو جمع کر رہا تھا مار ڈالا۔ مگر اس واقعہ سے ہمارے اس دعوے میں کہ تلوار کے زور سے اسلام قبلوانا ان لڑائیوں سے مقصود نہ تھا کچھ خلل واقع نہیں ہوتا ◆

غزوہ بنی قریظہ ذیحجہ ۵ سنہ ہجری (۲۲)

بنی قریظہ۔ ایک قبیلہ یہود کا تھا جو مدینہ میں رہتا تھا اُن سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا معاہدہ تھا مگر جب بدر کی لڑائی ہوئی تو بنی قریظہ نے معاہدہ توڑا اور دشمنوں کو ہتیار دینے سے مدد کی۔ جب اُن سے مواخذہ ہوا تو کہا ہم بھول گئے اور ہم سے

وهم يهود بني قريظة عاهدهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا يمالئوا عليه فاعانوا المشركين بالسلاح (يوم بدر) وقالوا نسينا ثم عاهدهم فنكثوا ومالئوا عليه

www.poetrymania.com©

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦	کیونکر ہو مشرکوں کے لئے عہد اللہ کے نزدیک اور اُس کے رسول کے نزدیک بجز اُن کے جن سے تم نے عہد کیا تھا مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے پاس پھر جب تک وہ قایم رہیں (اپنے عہد پر) تمہارے لئے تو تم بھی قایم رہو (اپنے عہد پر) اُن کے لئے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ⑦

یوم الخندق (بیضاوی دیکھیں)

خطا ہوئی معاف کیجئے اُس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اُن سے معاہدہ کیا۔ اس کو بھی اُنہوں نے توڑ دیا اور خندق کی لڑائی میں دشمنوں سے جا ملے۔ دشمنوں نے مدینہ پر حملہ کیا تھا اور مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اور بنی قریظہ مدینہ میں رہتے تھے پس خاص شہر کے رہنے والوں کا محاصرہ کی حالت میں ہونا سخت واقعہ تھا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ بچنے کی توقع نہ رہی ہوگی ◆

جب دشمنوں نے مدینہ کا محاصرہ اُٹھا لیا اور واپس چلے گئے اُس وقت آنحضرت صلعم نے بنی قریظہ کو اُن کی بغاوت اور عہد شکنی کی سزا دینی چاہی اور بنی قریظہ جہاں رہتے تھے اُن کا محاصرہ کر لیا۔ پچیس دن تک محاصرہ رہا اسی درمیان میں اُنہوں نے کعب ابن اسد سے جو اُن کا سردار تھا صلاح کی کہ کیا کرنا چاہئے اُس نے صلاح دی کہ تین کاموں میں سے ایک اختیار کرو۔ یا ہم سب اسلام قبول کر لیں۔ یا خود اپنی آل اولاد اور عورتوں کو قتل کر کے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے لڑ کر مر جاویں۔ یا آج ہی کہ سبت کا دن ہے اُن پر حملہ کر دیں کیونکہ وہ آج کے دن غافل ہونگے اور سمجھتے ہونگے کہ سبت کے دن یہودی نہیں لڑنے کے مگر وہ ان تینوں باتوں میں سے کسی پر راضی نہ ہوئے ◆

اب وہ صلح کی طرف متوجہ ہوئے اُس کا یہ جواب تھا کہ بلا کسی شرط کے وہ اپنے تئیں سپرد کریں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو چاہینگے وہ اُن کی نسبت حکم دینگے۔ تب اُنہوں نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لئے ابو لبابہ کو جو اس قوم سے تھا جو بنی قریظہ کے حلیف تھے ہمارے پاس بھیج دیا جاوے وہ گئے اور تمام لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ ہم پیغمبر کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کر دینا قبول کر لیں یا نہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں مگر اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جس سے یہ اشارہ تھا کہ سب قتل کئے جاوینگے۔ تب اُنہوں نے جیسا کہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے اس بات پر اپنے تئیں سپرد کرنے سے کہ آنحضرت جو چاہینگے اُن کی نسبت حکم دینگے انکار کیا ◆

فحاصرهم خمسا وعشرين ليلة حتى جهدهم الحصار فقال لهم رسول الله تنزلون على حكمي فابوا فقال على حكم سعد بن معاذ فرضوا به –
(تفسیر کشاف صفحہ ۱۱۳۲) ◆

ابو لبابہ خوب جانتے تھے کہ بنی قریظہ دو دفعہ اپنا عہد توڑ چکے تھے اُن کا کوئی معاہدہ آیندہ کے لئے کریں قابل اعتبار نہ ہوگا اور اگر وہ اسلام قبول کرنے

www.poetrymania.com©

كَيْفَ وَإِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً يُرْضُوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾	کیونکر (رہ سکتا ہے ایسے لوگوں سے عہد) اور اگر وہ غالب ہوں تم پر تو نہ رعایت کریں تم میں قرابتمندی کی اور نہ عہد کی۔ تم کو خوش کرتے ہیں اپنے منہوں سے اور انکار کرتے ہیں ان کے دل اور ان میں اکثر فاسق ہیں ﴿۸﴾

پر راضی ہوں تو بھی اس پر یقین نہیں ہوگا اور وہ منافق سمجھے جاوینگے جن کی نسبت جنہوں نے علانیہ کوئی دشمنی کر چکے ہوں وہی حکم ہے جو اُن لوگوں کی نسبت ہے جو علانیہ کافر ہیں۔ علاوہ اس کے ابو لبابہ کو معلوم تھا کہ وہ بغاوت کی سزا کے مستحق ہیں اگر اُن کی جگہ کوئی مسلمان قوم ہوتی تو وہ بھی بغاوت کی سزا سے بچ نہیں سکتی تھی۔ اسی سبب سے انہوں نے اشارہ کیا کہ سب قتل کئے جاوینگے +

اس پر بنی اوس جو بنی قریظہ کے حلیف تھے درمیان میں پڑے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جس طرح آپ نے یہود بنی قینقاع سے جو بنی خزرج کے حلیف تھے معاملہ کیا وہی ان کے ساتھ بھی کیجئے اس پر آنحضرت نے کہا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری قوم میں کا ایک شخص یعنی سعد ابن معاذ جو حکم دیدے وہ منظور کیا جاوے۔ بنی اوس اور بنی قریظہ دونوں اس پر راضی ہوگئے اور بنو قریظہ نے اپنے تئیں سپرد کردیا +

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ بنی قریظہ نے اول اپنے تئیں اسی بات پر سپرد کردیا تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی نسبت جو چاہیں حکم دیں اور بعد کو سعد ابن معاذ حکم قرار دئے گئے تھے مگر یہ قول صحیح نہیں ہے۔ بخاری میں جو سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے ابن سعید خدری سے دو روایتیں منقول ہیں اور ان میں اور ہشامی میں صاف بیان ہوا ہے کہ بنی قریظہ نے اس بات پر اپنے تئیں سپرد کیا تھا کہ سعد ابن معاذ جو اُن کی نسبت حکم دیں وہ کیا جاوے +

غرضیکہ سعد ابن معاذ بلائے گئے اور انہوں نے یہ حکم دیا کہ لڑنے والوں کو قتل کردیا جائے اور اُن کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جاویں اور اُن کا مال تقسیم کردیا جائے مگر بخاری کی حدیث میں عورتوں اور مال کی تقسیم کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ بہرحال اس حکم کی تعمیل ہوئی تمام عورتیں اور بچے اور لڑکے

قال لما نزلت بنو قريظة على حكم سعد بن معاذ بعث رسول الله صلے الله عليه وسلم وكان قريبا منه فجاء على حمار فلما دنا قال رسول الله صلے الله عليه وسلم قوموا الى سيدكم فجاء فجلس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له ان هولاء نزلوا على حكمك قال فاني احكم ان تقتل المقاتلة وان تسبى الذرية قال لقد حكمت فيهم بحكم الملك۔
(بخاری)

نزل اهل قريظة على حكم سعد بن معاذ فارسل النبي صلى الله عليه وسلم الى سعد فاتى على حمار فلما دنا من المسجد قال للانصار قوموا الى سيدكم او قال خيركم هولاء

www.poetrymania.com©

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾	لیتے ہیں اللہ کی نشانیوں کے بدلے مول تھوڑا پھر روکتے ہیں اس کے رستہ سے بیشک وہ برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ﴿۹﴾

قریظة علی حکمك فقال اقتل مقاتلتهم وتسبی ذراریهم فقال قضیت بحکم الله او قال بحکم الملك (بخاری) +

قال ابن هشام حدثنی بعض من اثق به من اهل العلم ان علی بن ابی طالب صاح وهم محاصرو بنی قریظة یا کتیبة الایمان وتقدم هو والزبیر وقال والله لاذوقن ما ذاق حمزة او لافتحن حصنهم فقالوا یا محمد ننزل علی حکم سعد بن معاذ (صفحہ ۶۸۹)

جن کی داڑھی مونچھ نہیں نکلی تھی قتل سے محفوظ رہے اور تمام مرد بجز تین شخصوں کے جن کی نسبت ثابت ہوا تھا کہ اس بغاوت میں شریک نہ تھے قتل کئے گئے۔ ایک عورت جس کا نام بنانہ تھا اور جس نے خلاد بن سوید بن صامت کو مار ڈالا تھا بطور قصاص کے ماری گئی[۱] جو عورتیں اور بچے قتل سے بچے تھے وہ لونڈی غلام بنا لئے گئے اور تمام جائداد بنی قریظہ کی ضبط ہو کر تقسیم کی گئی مگر یہ یاد رہے کہ اُس وقت تک آیت حریت جس میں اُن لوگوں کے قتل کو جو لڑائی میں قید ہو جاویں اور اُن کے لونڈی اور غلام بنانے کا امتناع ہے نازل نہیں ہوئی تھی۔ معہذا اُن لوگوں کو بطور قیدیان جنگ سزا نہیں دی گئی تھی بلکہ باغیوں کے لئے جو سزا ہونی چاہئے وہ دی گئی تھی +

مقتولین کی تعداد میں نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ چار سو تھے۔ اور بعضوں نے کہا چھ سو اور بعضوں نے کہا سات سو اور بعضوں نے کہا آٹھ سو اور بعضوں نے کہا نو سو۔ مگر بلحاظ اُس آبادی کے جو اُس زمانہ میں مدینہ میں تھی یقین نہیں ہو سکتا کہ چار سو آدمی بھی رہنے والے بنی قریظہ کے محلہ میں ہوں +

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہ واقعہ نہایت خوفناک تھا۔ مگر کونسا زمانہ ہے اور کون سی قوم ہے جس کے ہاتھ سے باغیوں کی نسبت اس سے بھی سخت سزائیں نہ دی گئی ہوں۔ جن لوگوں نے بغاوت کی تاریخیں پڑھی ہیں یا اپنی آنکھوں سے اس انیسویں صدی عیسوی میں بھی جو سویلیزیشن کا زمانہ کہلاتا ہے یا اس سے تھوڑے زمانہ پہلے بغاوت کے واقعات دیکھے ہیں اُن کی آنکھوں میں کئی سو آدمیوں کا بجرم بغاوت قتل ہونا کوئی نیا واقعہ معلوم نہ ہوگا۔ رہی یہ بات کہ اس قسم کی لڑائیوں اور ایسی خونریزی کو حضرت موسیٰ نے اپنے زمانہ میں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں کیوں جائز رکھا۔ اور مثل حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے کیوں نہ اپنی جان دیدی اُس کی نسبت ہم اخیر کو بحث کرینگے۔ اس مقام پر ہم کو صرف یہ بات دکھانی ہے کہ جو لڑائیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئیں وہ اس بنا پر نہ تھیں کہ لوگوں کو

[۱] ابن خلدون صفحہ ۳۰۔ مگر کل ایک ہی عورت کا قتل ہونا لکھا ہے جس کا نام ارقہ بنت عاشقہ تھا +

www.poetrymania.com©

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ⑩	رعایت کرتے ہیں کسی مسلمان میں قرابتمندی کی اور عہد کی اور یہ لوگ حد سے زیادتی کرنیوالے ہیں ⑨

بجبر اور ہتیار کے زور سے مسلمان بنایا جاوے سو اس عظیم واقعہ سے بھی جو بنی قریظہ کے قتل کا واقعہ ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ صرف بزور شمشیر امن کا قائم رکھنا مقصود تھا نہ کسی کو بجبر مسلمان کرنا ✦

سریہ قرطاء یا محمد بن مسلمہ محرم سنہ ۶ ہجری ۴۳

قرطاء ۔ ایک قبیلہ ہے بنی بکر بن کلاب میں کا ✦

یہ لوگ ضریہ کی طرف رہتے تھے جو مدینہ سے سات منزل ہے اور عمرہ کے لئے مکہ جانے کو نکلے تھے جیسا کہ اُن کے سردار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا اُن کا ارادہ عمرہ ادا کرنے کا تھا ۔ غالباً اُن کے نکلنے سے شبہ ہوا ہوگا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو تیس سوار دیکر اُس طرف روانہ کیا مگر وہ لوگ اُن سواروں کو دیکھ کر بھاگ گئے ۔ مگر اُن میں سے ثمامہ بن اثال پکڑا گیا ۔ جب محمد بن مسلمہ مدینہ میں آئے تو اُس کو بھی لائے اور مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا مگر آنحضرت کے حکم سے اُس کو چھوڑ دیا گیا ۔ اور بعد کو وہ مسلمان بھی ہوگیا ✦

غزوہ بنی لحیان ربیع الاول سنہ ۶ ہجری ۴۴

غزوہ رجیع میں ذکر ہو چکا ہے کہ رجیع کے مقام پر لوگوں نے دغابازی سے مسلمانوں کو مار ڈالا تھا اُس کا بدلا لینے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا اور مختلف رستہ اختیار کیا تا کہ بنی لحیان یہ نہ سمجھیں کہ اُن پر چڑھائی ہوتی ہے ۔ مگر جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اُن کو خبر پہنچ گئی تھی وہ پہاڑوں میں جا چھپے تھے دو سو سوار آپ کے ساتھ تھے آپ نے سو سواروں کے عسفان پر مقام کیا اور پھر واپس تشریف لے آئے ✦

غزوہ ذی قرد یا غزوہ غابہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری ۴۵

غابہ ۔ ایک گانوں ہے مدینہ کے پاس شام کی طرف ✦

عیینہ بن حصن الفزاری نے بنی غطفان کے سوار لیکر مقام غابہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور وہاں ایک آدمی بنی غفار میں کا معہ اپنی جورو کے تھا اُس کو مار ڈالا اور اُس کی جورو اور اونٹوں کو لے گئے ۔ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے اُن کا تعاقب کیا اور اونٹوں کو

www.poetrymania.com©

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪	پھر اگر وہ توبہ کریں اور قایم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں نشانیوں کو واسطے ایسی قوم کے کہ جانتی ہے ⑪

چھین لیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں پہنچی تو لوگ آنحضرت کے پاس جمع ہو گئے تاکہ اُن کو سزا دیں۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید کو سردار کر کے اُن لوگوں کے تعاقب میں بھیجا کچھ خفیف سی لڑائی ہوئی اور چند آدمی مارے گئے۔ اُن لوگوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے سعد ابن زید کے روانہ ہونے کے بعد آنحضرت خود بھی روانہ ہوئے اور ذی قرد تک جو ایک چشمہ کا نام ہے پہنچے اور پھر سب لوگ واپس چلے آئے۔

سریۂ عکاشہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری ۴۶

غمر مرزوق۔ ایک چشمہ پانی کا ہے بنی اسد میں فید سے دو منزل۔
عکاشہ ابن محصن الاسدی چالیس آدمیوں کے ساتھ اس طرف روانہ ہوئے۔ اس طرف اعراب یعنی گنوار عرب رہتے تھے غالباً اُنھی کی تنبیہ و تادیب کے لئے ہونگے وہ لوگ بھاگ گئے اور عکاشہ اُن کے دو سو اونٹ پکڑ لائے۔

سریۂ ذی القصہ یا سریۂ بنی ثعلبہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری ۴۷

ذی القصہ۔ ایک گانوں ہے مدینہ سے چوبیس میل۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی بنی ثعلبہ کے پاس روانہ کئے تھے اور محمد بن مسلمہ اُن کے سردار تھے یہ لوگ ذی القصہ میں رات کو رہے مگر رات کو وہاں کے سو آدمیوں نے اُن کو گھیر کے تیروں سے مار کر مار ڈالا صرف محمد بن مسلمہ بچے مگر زخمی ہوئے صبح کو ایک شخص اُنہیں اُٹھا کر مدینہ میں لے آیا۔

سریۂ ذی القصہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری ۴۸

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمی دیکر اُن لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھیجا مگر وہ سب پہاڑوں میں بھاگ گئے اُن کا گلا شتر اسباب جو رہ گیا تھا اس کو ابو عبیدہ لوٹ لائے۔

www.poetrymania.com©

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾	اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسموں کو اپنے عہد کے بعد اور طعنہ زنی کریں تمہارے دین میں تو مارو کفر کے پیشواؤں کو بیشک اُن کی قسمیں کچھ نہیں ہیں شاید کہ وہ بس کریں ﴿۱۲﴾

سریہ جموم ربیع الآخر سال ششم ۴۹

جموم - ایک مقام ہے بطن نخل میں مدینہ سے چار میل +

زید ابن حارثہ بطور گشت کے اُس طرف گئے - قوم مزینہ کی ایک عورت نے جس کا نام حلیمہ تھا بنوسلیم کی کچھ مخبری کی جس پر زید نے اُس محلہ کو گھیر لیا اُن کے اونٹ چھین لئے اور چند کو قید کر لیا جن میں حلیمہ کا شوہر بھی تھا - مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کے شوہر کو چھوڑ دیا +

سریہ عیص جمادی الاول سال ششم ۵۰

عیص - ایک موضع ہے مدینہ سے چار میل پر +

قریش مکہ کا ایک قافلہ جس میں تجارت وغیرہ کا سامان تھا شام سے آتا تھا آنحضرت صلعم نے زید ابن حارثہ کو بھیجا کہ قریش مکہ تک اُس سامان کو نہ جانے دے - زید گئے اور اُنہوں نے قافلہ کا مال و اسباب چھین لیا اور چند آدمی قید کر لئے +

سریہ طرف جمادی الآخر سال ششم ۵۱

طرف - ایک چشمہ کا نام ہے مدینہ سے چھتیس میل +

زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ بطور گشت کے بنو ثعلبہ کی طرف گئے جو اعراب میں تھے مگر وہ لوگ بھاگ گئے اور اپنے اونٹ بھی چھوڑ گئے جن کو زید لیکر چلے آئے +

سریہ حسمی جمادی الآخر سال ششم ۵۲

حسمی - وادی القرٰے سے دو منزل ورے ہے اور وادی القرٰے مدینہ سے چھ منزل ہے +

دحیہ بن خلیفہ الکلبی شام سے واپس آتے تھے - جب ارض جذام میں پہنچے تو ہنید بن عوص اور اُس کے بیٹے نے اُن کو لوٹ لیا - دحیہ نے مدینہ میں آکر یہ حال بیان کیا اس درمیان میں

www.poetrymania.com©

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾	کیا تم نہ لڑو گے ایسی قوم سے کہ انہوں نے توڑ دیں اپنی قسمیں اور ٹھان لیا رسول کے نکال دینے کو اور انہوں نے ابتدا کی تم سے وعدہ توڑنے کی پہل کیا تم ان سے ڈرتے ہو پھر اللہ زیادہ احق ہے کہ اس سے ڈرو اگر تم ایمان لائے ہو ﴿۱۳﴾

بنو نصیب نے جو رفاعہ کی قوم سے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے ہنید پر حملہ کیا اور مال و اسباب واپس کر لیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہ کو ان کی سزا دہی کو مقرر کیا۔ وہ گئے اور لڑائی میں ہنید اور اس کا بیٹا مارا گیا ان کا اسباب لوٹ لیا گیا اور کچھ لوگ قید ہوئے +

معلوم ہوتا ہے کہ اس ہنگامہ میں بنی نصیب کا بھی کچھ اسباب لوٹا گیا اور ان کے کچھ آدمی بھی قید ہو گئے۔ جب انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آکر یہ حال بیان کیا تو آپ نے حضرت علی مرتضےٰ کو متعین کیا انہوں نے جا کر بنی نصیب کا سب مال و اسباب واپس دلا دیا اور قیدیوں کو چھڑوا دیا +

سریہ وادی القریٰ رجب سال ششم

وادی القریٰ۔ ایک میدان ہے مدینہ اور شام کے درمیان میں وہاں بہت سی بستیاں ہیں +

زید ابن حارثہ کچھ آدمی لیکر بطور گشت کے اس طرف گئے وہاں کے لوگوں سے لڑائی ہوئی زید کے ساتھ کے آدمی جو مسلمان تھے مارے گئے اور زید بھی سخت زخمی ہوئے +

سریہ دومۃ الجندل شعبان سال ششم

دومۃ الجندل کے لوگ ہمیشہ حملہ کا موقع تکتے تھے چنانچہ ہجرت کے چوتھے سال میں بھی ان کے حملہ کا احتمال ہوا تھا اور خود آنحضرت نے کوچ فرمایا تھا۔ انہی اسباب سے اس سال عبدالرحمٰن بن عوف کو سردار کرکے ان لوگوں پر بھیجا اور کہا کہ کوئی دغا کی بات مت کرو اور خدا کی راہ میں لڑو اور کسی نابالغ بچے کو مت مارو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ تیری اطاعت کر لیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرنے (وہ لوگ عیسائی تھے اور ان کی بیٹیوں سے شادی کرنا جائز تھا) +

عرب میں قوموں کو اپنا پورا پورا ساتھی یا حمایتی بنا لینے کے صرف دو طریق سب سے عمدہ تھے ایک حلیف ہو جانا۔ دوسرا رشتہ مندی کر لینا۔ اسی پولیٹکل مصلحت سے آنحضرت نے

www.poetrymania.com©

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ (١٤)	لڑو اُن کو عذاب دیگا اُن کو اللہ تمہارے ہاتھوں سے اور خوار کریگا اُن کو اور مدد دیگا تمہاری اُن پر اور چین دیگا دلوں کو ایمان والوں کی ایک قوم کے (١٤)

عبدالرحمٰن کو وہاں کے سردار کی بیٹی سے شادی کر لینے کی ہدایت کی تھی ۔ اور یہی ایک بڑا سبب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں متعدد قبیلہ کی عورتوں کو اپنی ازواج مطہرات میں داخل کیا تھا ۔ وجہ یہ کہ عالم شباب میں بجز ایک بیوی کے کوئی اور نہ تھی ؂

بہرحال عبدالرحمٰن بن عوف وہاں گئے تین دن قیام کیا اور اسلام کا وعظ کیا کیونکہ مسلمان ہو جانے کی اُن کو ہدایت کی اصبغ بن عمرو الکلبی جو وہاں کا سردار اور عیسائی تھا مسلمان ہو گیا اور اُس کے ساتھ اور بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے اُنہوں نے اطاعت اختیار کی اور جزیہ دینا قبول کر لیا ۔ عبدالرحمٰن نے وہاں کے سردار اصبغ کی بیٹی سے شادی کر لی اور اُسی سے ابوسلمہ پیدا ہوئے ؂

سریہ فدک شعبان سال ششم ۵؁ھ

فدک ۔ ایک گاؤں ہے حجاز میں مدینہ سے دو منزل ؂

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر لوگوں کو جمع کر رہے ہیں اور خیبر میں جو یہود جلا وطن کئے گئے تھے اُن کو مدد دینے کا ارادہ کر رہے ہیں آنحضرت نے علی مرتضےٰ کو سو آدمی دیکر اُن پر روانہ کیا ۔ علی مرتضےٰ نے اُن پر چھاپا مارا اور اُن کے سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لوٹ لائے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی ؂

سریہ زید ابن حارثہ یا سریہ ابی ام قرفہ رمضان سال ششم ۶؁ھ

زید ابن حارثہ مسلمانوں کا بہت سا مال لئے ہوئے تجارت کے لئے شام کی طرف جاتے تھے جب وہ وادی القرےٰ میں پہنچے تو قوم فزارہ نے جو بنی بدر کی ایک شاخ ہے اور جن کی سردار ام قرفہ تھی اور جس کا نام فاطمہ بنت ربیعہ بن زید الفزاریہ تھا سب اسباب لوٹ لیا وہ مدینہ واپس چلے آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر کی آپ نے زید ہی کو اُن کے سزا دینے پر متعین کیا زید نے دفعۃً اُن پر چھاپہ مارا اور ام قرفہ اور اُس کی بیٹی کو پکڑ لیا قیس بن محسر نے جو زید کے لشکر میں تھا اُس ضعیف عورت ام قرفہ کو نہایت بری طرح سے مار ڈالا اُس کا ایک پاؤں ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ کر اونٹوں کو مختلف سمت میں ہانک کر اُس کے

www.poetrymania.com©

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾	اور دُور کریگا غصہ اُن کے دلوں کا اور معافی کرتا ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۱۵﴾

دو ٹکڑے ہو گئے ✦

تاریخوں سے یہ بات قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتی کہ ام قرفہ کے مار ڈالنے کے بعد اُس کے پاؤں اونٹوں سے باندھے تھے یا وہ زندہ تھی اور اونٹوں کے پاؤں سے باندھ کر اُس کو مارا تھا ✦

مورخین نے اس کا ذکر بھی فرد گذاشت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بے رحم واقعہ کو اگر درحقیقت وہ ہوا تھا اُن کر کیا فرمایا ضرور قیس ابن محسر پر نہایت درجہ پر خفگی فرمائی ہوگی کیونکہ عموماً آپ کی یہ نصیحت تھی کہ عورتیں اور بچے نہ مارے جاویں ✦

معہذا اس سریہ کے متعلق ایسی مختلف روایتیں ہیں جس میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ اس سریہ کے سردار حضرت ابوبکر تھے اور سلمہ بن الاکوع لڑے تھے اور اُس میں ایک ضعیف عورت معہ اُس کی بیٹی کے پکڑے جانیکا ذکر ہے مگر اُس کے مارے جانے کا ذکر نہیں۔ اُس کا نہ مارا جانا زیادہ تر یقین کے قابل ہے کیونکہ صحیح مسلم میں جو حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے اور بخاری کے برابر سمجھی جاتی ہے اُس عورت کا پکڑا جانا بیان ہوا ہے مگر مارے جانے کا ذکر نہیں ہے ✦

پھر ایک روایت میں ہے کہ اُس کی بیٹی حزن بن ابی وہب کو دیدی گئی اور اُس سے بن حزن پیدا ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لی اور اُس کو مکہ میں بھیجدیا اور اُس کے بدلے میں چند مسلمانوں کو جو قریش مکہ کے پاس قید تھے چھڑا لیا ✦

غزوہ ابن رواحہ شوال سال ششم ۸ ہجری

بورافع سلام بن ابی الحقیق یہودی کے مرنے یا مارے جانے کے بعد جس کا ذکر ہم نے بتحت غزوہ عبداللہ ابن عتیک کیا ہے اُسیر ابن رزام یہودی یہودیوں کا سردار مقرر پایا اُس نے غطفان کے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملایا اور لڑائی کی طیاری کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے عبداللہ ابن رواحہ کو معہ تین اور آدمیوں کے اس خبر کی تحقیق کرنے کو بھیجا۔ جب عبداللہ واپس آئے تو آپ نے تیس آدمی اُن کے ساتھ کئے اور اُسیر ابن رزام

www.poetrymania.com©

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۶)	کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم چھوڑ دئے جاؤ گے اور ابھی نہیں ظاہر کیا اللہ نے اُن لوگوں کو جو جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور نہیں پکڑتے سوائے اللہ کے اور نہ اُس کے رسول کے اور نہ ایمان والوں کو (اور کسی کو) دلی دوست اور اللہ جاننے والا ہے اُسکو جو تم کرتے ہو (۱۶)

پاس روانہ کیا۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا بھیجنا کسی معاہدہ یا صلح یا اور کسی قسم کی گفتگو کے لئے تھا نہ لڑائی کے لئے کیونکہ لڑائی کے لئے تیس آدمی نہیں بھیجے جا سکتے تھے ✦

عبد اللہ ابن رواحہ نے اُس سے گفتگو کی درود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آنے پاس لالچ میں راضی ہوا کہ خیبر کی سرداری اُس کو ملجائے وہ بھی تیس آدمی اپنے ساتھ لیکر چلا۔ یہ سب اونٹوں پر سوار ہو کر چلے یہودی آگے اور مسلمان اُن کے پیچھے بیٹھے جب قرقرہ میں پہنچے تو اُسیر کے دل میں کچھ شبہ ہوا جیسا کہ زاد المعاد میں لکھا ہے اور اُس نے عبد اللہ کی تلوار پر ہاتھ ڈالا عبد اللہ کو بھی شبہ ہوا اور وہ اونٹ پر سے کود پڑے اور اُس کے پاؤں پر تلوار ماری اُسیر بھی کود پڑا اور خاردار سوتا عبد اللہ کے مُنہ پر مارا وہ زخمی ہوئے اس ہنگامہ کو دیکھ کر ہر ایک مسلمان نے اپنے ساتھی پر حملہ کیا اور مار ڈالا ✦

سریہ عرنیین شوال سال ششم ھ

عرنہ۔ مدینہ کے میدانوں میں سے ایک میدان میں ایک باغ تھا جس کا یہ نام ہے ✦

چند کسان عکل اور عرنہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے نہایت مفلس و تباہ حال اور بیمار تھے شاید استسقا کی بیماری تھی جس کا علاج اونٹ کا دودھ اور پیشاب پینا اور جہاں اونٹ بندھتے ہوں وہیں پڑے رہنا تھا۔ اُنہوں نے جھوٹ بیان کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہماری مدد کرو۔ آنحضرت نے اپنی چند اونٹنیاں اور چرواہے اُن کے ساتھ کر دئے مگر جب وہ حرم کے مقام پر پہنچے اُن لوگوں نے جیسا کہ صحیح مسلم میں بیان ہوا ہے اُن چرواہوں کی آنکھیں پھوڑ دیں اور اُن کو بُری طرح پر مار ڈالا اور اونٹنیاں لیکر چلدئے ✦

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اُن کے تعاقب میں لوگ بھیجے گئے جن کا سردار کرز بن جابر تھا وہ پکڑے گئے اُن کی بھی آنکھیں پھوڑی گئیں اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر ڈالدئے گئے کہ وہ مر گئے۔ بخاری میں ہے کہ اُس کے بعد آپ نے مُثلہ کرنے سے منع کیا ✦

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا یہ فعل قرآن کی آیت سے منسوخ ہوا۔ مگر ابن جریر کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہونا ثابت کرتے ہیں دیکھو تفسیر کبیر اس آیت کے متعلق "انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ" ✦

www.poetrymania.com©

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِؕ اُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾	نہیں ہے مشرکوں کیلئے کہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو گواہی دیتے ہوئے آپ اپنے اوپر ساتھ کفر کے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ رَسٹ گئے اُن کے عمل اور آگ میں وہ ہمیشہ رہینگے ﴿۱۷﴾

یہ کہنا مشکل ہے کہ جس طرح اُن لوگوں نے چرواہوں کو مارا تھا اُسی طرح وہ کس کے حکم سے مارے گئے مگر اس بات کی بہت سی دلیلیں ہیں کہ ابتدائی زمانہ اسلام میں جن امور کی نسبت کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوتا تھا تو اکثر یہودی شریعت کے مطابق عمل کیا جاتا تھا اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ توریت میں لکھا ہے کہ "واگر اذیت دیگر رسیدہ باشد آنگاہ جان عوض جان باید دادہ شود چشم بعوض چشم دنداں بعوض دنداں دست بعوض دست پا بعوض پا سوختن بعوض سوختن زخم بعوض زخم لطمہ بعوض لطمہ" (سفر خروج باب ۲۱ آیت ۲۳ و ۲۴ و ۲۵) غالباً اسی خیال سے اُن لوگوں نے بطور قصاص کے اُن کو اسی طرح مارا جس طرح کہ اُن لوگوں نے چرواہوں کو مارا تھا +

سریہ عمرو بن امیہ شوال سال ششم (۵)

ابوسفیان ابن حرب نے مکہ سے ایک آدمی مدینہ میں بھیجا کہ کسی بہانہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کردے وہ معہ خنجر جو اُس کے پاس چھپا ہوا تھا پکڑا گیا۔ مگر آنحضرت نے اس شرط پر کہ سچ حال بتادے اُس کو امن دیا چنانچہ اس نے بتادیا اور اُس کو چھوڑ دیا کہ وہ مکہ چلا گیا۔ مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ اُس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی سفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمۃ بن اسلم کو متعین کر کے بھیجا وہ مکہ میں پہنچے لیکن اُن کا وہاں جانا کھل گیا لوگ اُن پر دوڑے مگر وہ وہاں سے بچ کر نکل آئے +

غزوہ حدیبیہ ذیقعدہ سال ششم (۵)

حدیبیہ۔ ایک گانوں ہے اور اُس گانوں میں اس نام کا ایک کنواں ہے اُسی کنوئیں کے نام سے وہ گانوں مشہور ہو گیا ہے یہاں سے مکہ ایک منزل ہے +

اس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں جاکر حج و عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا اور کسی سے لڑنے کا مطلق ارادہ نہ تھا قربانی کے لئے اونٹ اپنے ہمراہ لئے تھے اور کل آدمی جو ساتھ تھے اُن کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام

www.poetrymania.com©

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾	اس کے سوا کچھ نہیں کہ آباد کرتے ہیں اللہ کی مسجدوں کو وہ جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور اخیر دن پر اور قایم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور نہیں ڈرتے مگر اللہ سے پھر امید ہے کہ یہ لوگ ہونگے راہ پانیوالوں میں سے ﴿۱۸﴾

پرپہنچے تو قریش مکہ کو اندیشہ ہوا اور مکہ میں آنے سے روکا دونوں طرف سے پیغام سلام ہوئے اور لوگ آئے گئے مگر قریش نے نہ مانا۔ آخرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش مکہ کے پاس بھیجا قریش اُن کی فہمایش پر بھی راضی نہ ہوئے بلکہ اُن کو بھی قید کر رکھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا اس پر آنحضرت نے لڑنے کا ارادہ کیا اور سب لوگوں سے لڑنے پر اور مارنے مرنے پر بیعت لی۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی اور بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور رہے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے قتل ہونے کی جو خبر مشہور ہوئی تھی وہ غلط تھی۔

اس کے بعد قریش مکہ نے سہیل ابن عمرو کو صلح کا پیغام دیکر بھیجا اور صلح اس بات پر منحصر تھی کہ اس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں حج اور عمرہ کرنے کو نہ آویں اور واپس چلے جاویں۔ بعد لمبی گفتگو کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پر راضی ہوگئے اور حضرت علی مرتضےٰ کو عہدنامہ لکھنے کو بُلایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ لکھ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا کہ ہم تو اس کو نہیں جانتے صرف یہ لکھو" باسمک اللہم "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی لکھو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ کو فرمایا کہ لکھ" ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ "سہیل نے کہا کہ اگر ہم اس بات کو قبول کرتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو آپ سے لڑتے ہی کیوں آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے آنحضرت نے فرمایا لکھ" ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ " غرضکہ اس سال واپس چلے آنے کے علاوہ اس بات پر صلح ہوئی کہ دس برس تک لڑائی موقوف رہے سب لوگ امن میں رہیں اور لڑائی نہ ہو۔ اور یہ بھی معاہدہ ہوا کہ اگر کوئی شخص قریش مکہ میں کا بلا اجازت اپنے ولی کے آنحضرت پاس چلا آوے تو آپ اُس کو قریش مکہ کے پاس بھیجد یجئے۔ اور اگر آنحضرت کے ساتھی قریشیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں قریشیوں کے پاس چلا جاوے تو اُس کو قریش مکہ واپس نہیں دینگے۔ بہرحال دونوں طرف سے عہدنامہ کی تصدیق ہوگئی۔ آنحضرت نے اُسی مقام پر

www.poetrymania.com©

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۹﴾

کیا تم نے کیا ہے پانی پلانا حاجیوں کا اور آباد رکھنا مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کا اُس شخص کی مانند کہ ایمان لایا ہے اللہ اور آخیر دن پر اور جہاد کیا ہے اللہ کی راہ میں نہیں برابر ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالموں کی قوم کو ﴿۱۹﴾

قربانی کے اونٹ ذبح کئے اور ارادہ حج و عمرہ کا موقوف کیا اور مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

غزوہ خیبر جمادی الآخر سال ہفتم ہجری

خیبر۔ ایک معروف و مشہور بہت بڑا شہر ہے۔ وہاں میں متعدد قلعے نہایت مستحکم تھے۔ مدینہ سے آٹھ منزل شام کی طرف ہے۔

اہل خیبر جن میں وہ تمام یہودی بھی جا ملے تھے جو مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تھے ہمیشہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں کرتے رہتے تھے اور انہوں نے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف کر لیا تھا۔ وہ اپنے مضبوط قلعوں پر نازاں تھے۔ جب اُن لوگوں کی آمادگی جنگ نے زیادہ شہرت پائی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فساد کے مٹانے کا ارادہ کیا اور مدینہ سے مع لشکر کے خیبر کی طرف کوچ کیا۔ بنی اسد جن کا سردار طلیحہ بن خویلد اسدی تھا اور بنی غطفان جن کا سردار عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھا خیبر والوں کی مدد کو پہنچے خیبر والوں کے پاس دس[1] مستحکم قلعے تھے اور ان سب نے اپنے قلعوں کو بند کر لیا اور لڑائی پر مستعد ہو گئے۔ آنحضرت صلعم بھی مع لشکر کے وہاں پہنچے اور ایک مہینہ تک لڑائی جاری رہی۔ سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا اور پھر بعض اور قلعے بھی فتح ہوئے اس درمیان میں بنی اسد اور بنی غطفان خیبر والوں سے علیحدہ ہو گئے اور صرف اہل خیبر برابر لڑتے رہے۔ اور سخت لڑائیاں ہوتی رہیں حصن الوطیح اور حصن السلالم نہایت مضبوط قلعے تھے جن کو حضرت علی مرتضےٰ نے فتح کیا۔ اُس وقت یہودیوں نے امن چاہا اور تین امر پر صلح ہوئی کہ تمام اہل خیبر کو اور اُن کے اہل و عیال کو جان کی امان دیجاوے دوسرے یہ کہ تمام اہل خیبر اپنا مال و اسباب بطور معاوضہ جنگ کے دیدیں لیکن اگر کوئی شخص اپنا مال چھپا رکھے تو اس سے یہ معاہدہ یعنی جان کے اور اہل و عیال کے امن کا قایم نہ رہیگا تیسرے یہ کہ تمام زمینیں خیبر کی اُن کی ملکیت نہ رہینگی مگر وہ لوگ اپنے گھروں میں آباد رہینگے اور زمینوں

[1] حصن نطاۃ حصن الصعبہ حصن ناعم حصن قلعہ الزبیر حصن الشق حصن ابی حصن البراء۔ حصن القموص حصن الوطیح حصن السلالم یا حصن ابی الحقیق۔

www.poetrymania.com©

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۲۰﴾	جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بہت بڑے ہیں درجے میں اللہ کے نزدیک اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے ﴿۲۰﴾

پر بھی قابض رہینگے اور اُن کی پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج کے دیا کرینگے۔ اور کسی وقت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہوگا کہ اُن کو جلا وطن فرما دیں۔ صرف کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے مال کے دینے میں دغا بازی کی اور نہایت بیش قیمت مال چھپا رکھا جو کہ بعد تلاش کے دستیاب ہوا وہ مارا گیا اور اُس کے اہل و عیال قید ہو گئے +

غزوہ وادی القرے جمادی الآخر سال ہفتم ۷ھ

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے مراجعت کی تو وادی القرے میں پہنچے اور وہاں چار دن خیمے اور اہل تیما نے اسلام قبول نہیں کیا اور جزیہ دینے پر صلح کر لی +

سریہ تربہ شعبان سال ہفتم ۷ھ

تربہ۔ مکہ کے قریب دو منزل پر ایک جگہ ہے +

حضرت عمر تیس آدمی لیکر اس طرف کو گئے مگر وہاں کے لوگ بھاگ گئے کوئی نہیں ملا اور حضرت عمر واپس آ گئے +

سریہ حضرت ابوبکر شعبان سال ہفتم ۷ھ

اس سریہ میں حضرت ابوبکر کچھ آدمی لیکر بنی کلاب کی طرف گئے کچھ خفیف سی لڑائی ہوئی کچھ آدمی مرے کچھ قید ہو گئے +

سریہ بشیر ابن سعد شعبان سال ہفتم ۷ھ

اس سریہ میں بشیر ابن سعد بنی مرہ پر جو فدک میں رہتے تھے تیس آدمی لیکر گئے اور خفیف لڑائی کے بعد واپس آ گئے +

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رمضان سال ہفتم ۷ھ

یہ سریہ نجد کی طرف منقعہ پر جو مدینہ سے آٹھ منزل ہے بھیجا گیا تھا اور دو سو تیس آدمی لشکر

www.poetrymania.com©

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾	خوشخبری دیتا ہے اُن کو اُن کا پروردگار رحمت کی اپنی طرف سے اور رضامندی کی اور بہشتوں کی۔ اُن کے لیئے ہے اُس میں نعمت ہمیشہ قایم رہنے والی ﴿٢١﴾

میں تھے مگر وہاں بہت ہی خفیف سی لڑائی ہوئی اور پھر لوگ واپس آگئے ✦

سریہ اسامہ بن زید رمضان سال ہفتم ۵۷

یہ سریہ خربہ کی طرف بھیجا گیا تھا جو حضریہ کی طرف ہے۔ یہاں کسی سے لڑائی نہیں ہوئی مگر ایک شخص اسامہ کو ملا جس پر اُنہوں نے تلوار کھینچی مگر اُس نے کلمہ پڑھا اور کہا لا الہ الا اللہ مگر اسامہ نے اُس کو مار ڈالا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اس بات پر نہایت خفگی ظاہر فرمائی ✦

سریہ بشیر بن سعد الانصاری شوال سال ہفتم ۵۸

یہ سریہ یمن اور جبار جس کو قرارہ اور عذرہ کہتے ہیں اور بنی غطفان سے علاقہ رکھتے ہیں جو خیبر والوں کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوئے تھے بھیجا گیا تھا مگر وہاں کے لوگ بھاگ گئے اور اُن کا مال و اسباب ہاتھ آیا اور صرف دو آدمی قید کئے گئے ✦

بعد اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لے گئے اور عمرۃ القضا ادا کیا ✦

سریہ ابن ابی العوجاء السلمی ذی الحجہ سال ہفتم ۵۹

یہ سریہ بنی سلیم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ وہاں سخت لڑائی ہوئی اور دشمن چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور سب لوگ مارے گئے اور ابن ابی العوجاء بھی زخمی ہوئے اور مُردوں میں پڑے رہ گئے تھے اور پھر اُن میں سے اُٹھا لائے گئے ✦

سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی صفر سال ہشتم ۶۰

یہ سریہ بنی الملوح پر جو کدید میں بستے تھے کیا گیا تھا۔ وہاں کچھ لڑائی نہیں ہوئی مگر کچھ اسباب ہاتھ آیا ✦

اسی مہینے میں خالد بن الولید اور عثمان بن ابی طلحہ اور عمرو بن العاص مکہ سے مدینہ میں

www.poetrymania.com©

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۲۲)	ہمیشہ رہیں گے اُس میں ہمیشہ۔ بیشک اللہ اُس کے پاس ہے اجر بڑا (۲۲)

چلے آئے اور مسلمان ہو گئے +

سریہ غالب بن عبداللہ صفر سال ہشتم ۶۱

یہ سریہ بھی فدک کی جانب بھیجا گیا تھا اُنہیں لوگوں پر جن پر بشیر بن سعد بھیجے گئے تھے اُن سے لڑائی ہوئی کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ اسباب لوٹ لیا گیا +

سریہ شجاع بن وہب الاسدی ربیع الاول سال ہشتم ۶۲

یہ سریہ ذات عرق کی طرف بھیجا گیا تھا جو مدینہ سے پانچ منزل ہے اور جہاں ہوازن نے لوگ جمع کئے تھے۔ وہاں کچھ لڑائی نہیں ہوئی مگر اُن کے اونٹ لوٹ لائے +

سریہ کعب ابن عمیر الغفاری ربیع الاول سال ہشتم ۶۳

یہ سریہ ذات اطلع کی طرف بھیجا گیا تھا جو ذات القرے کے قریب ہے۔ ذات اطلع میں نہایت کثرت سے لوگ لڑنے کے لئے جمع تھے نہایت سخت لڑائی ہوئی اور جو لوگ بھیجے گئے تھے وہ سب مار ڈالے گئے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو ایک بڑا لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ اور سمت کو چلے گئے +

سریہ موتہ یا سریہ زید ابن حارثہ جمادی الاول سال ہشتم ۶۴

موتہ۔ ایک قصبہ ہے شام کے علاقہ میں دمشق سے ورے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر الازدی کو ہرقل شہنشاہ روم کے نام ایک خط دیکر بصرے کو روانہ کیا تھا جب وہ موتہ میں پہنچے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی نے تعرض کیا اور اُن کو مار ڈالا۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار آدمیوں کا لشکر جس کے سردار زید بن حارثہ تھے موتہ پر روانہ کیا وہاں نہایت سخت لڑائی ہوئی اور زید ابن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ جن کے ہاتھ میں فوج کا نشان تھا یکے بعد دیگرے لڑکر مارے گئے اُس پر فوج کا نشان خالد بن ولید نے لیا اور نہایت سخت لڑائی کے بعد خالد نے فتح پائی۔ اس لڑائی میں تمام عیسائی قومیں جو اس نواح میں رہتی تھیں شامل تھیں اور ہرقل کی فوج بھی جو

www.poetrymania.com©

اردو	عربی
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست اگر وہ دوست رکھتے ہیں کفر کو ایمان پر۔ اور جو کوئی دوست رکھے اُن کو تم میں سے تو یہ لوگ وہی ہیں ظالم ﴿٢٣﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾

اُس زمانہ میں روم یعنی قسطنطنیہ کا شہنشاہ تھا اور تمام صوبہ شام پر اس کی حکومت تھی اور اُسی زمانہ میں فارس کو بھی فتح کر چکا تھا اُن لوگوں کے ساتھ لڑائی میں شریک تھی +

٦٥ سریہ عمرو بن العاص جمادی الآخر سال ہشتم

یہ سریہ ذات السلاسل کے نام سے مشہور ہے سلسل ایک چشمہ کا نام تھا وات القرنے کے نزدیک مدینہ سے دس منزل پر +

بنی قضاعہ نے کچھ لوگ لڑنے کے لئے جمع کئے تھے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمرو بن العاص کو تین سو آدمی دیکر اُس طرف روانہ کیا۔ جب وہ سلاسل کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمنوں نے بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اس کی خبر آنحضرت کو بھیجی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو بھی روانہ کیا اور دو سو آدمی اور بھیجے مگر بنی قضاعہ آخر کار بھاگ گئے اور جمعیت متفرق ہو گئی +

٦٦ سریہ ابی عبیدہ بن جراح رجب سال ہشتم

اس سریہ کا نام سریہ خبط بھی ہے۔ کیونکہ اُس میں بسبب نہ رہنے رسد کے خبط کو جو غالباً کسی درخت کا پھل ہے پانی میں بھگو کر کھایا تھا۔ اسی سریہ میں لوگوں کو دریا کے کنارہ سے ایک بڑی مچھلی ہاتھ آگئی تھی جس کو لوگوں نے کئی دن تک کھایا تھا۔ بخاری نے اس غزوہ کا نام سیف البحر بیان کیا ہے مگر تمام تاریخوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیف البحر جو سال اول میں ہوا تھا وہ علحدہ سریہ ہے اور یہ علحدہ سریہ ہے +

اس سریہ میں تین سو آدمی تھے اور دریا کے کنارہ پر چند روز ٹھیرے رہے کسی سے کچھ لڑائی نہیں ہوئی اور سب لوگ واپس آگئے +

٦٧ سریہ ابی قتادۃ الانصاری شعبان سال ہشتم

اس سریہ میں صرف پندرہ آدمی تھے اور بمقام خضرہ جو نجد میں ہے بنی غطفان کے لوگوں

www.poetrymania.com©

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (۲۴)	کہدے اے پیغمبر اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری جوروئیں اور تمہارا کنبہ اور مال جو کمایا ہے تم نے اور سوداگری کہ ڈرتے ہو اُس کے مندے ہوجانے سے اور گھر جن کو پسند کرتے ہو زیادہ دوست تمہارے نزدیک اللہ اور اُس کے رسول سے اور جہاد سے اُس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ اپنا حکم اور اللہ نہیں ہدایت کرتا فاسقوں کی قوم کو (۲۴)

کی طرف بھیجا گیا تھا کچھ لڑائی ہوئی اور کچھ لوگ قید کر لئے گئے اور دو سو اونٹ اور ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں ✦

سریہ ابی قتادہ رمضان سال ہشتم ۶۸

اس سریہ میں صرف آٹھ آدمی تھے اور یہ اضم کی طرف بھیجا گیا تھا جو ایک چشمہ ہے درمیان مکہ اور یمامہ کے اور مدینہ سے تین منزل ہے ✦

یہ سریہ صرف اس لئے بھیجا گیا تھا کہ قریش مکہ کی کچھ خبر ملے اور نیز مکہ والے خیال کریں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس طرف تشریف لیجاوینگے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قریش پر حملہ کرنے کا تھا۔ اُن آٹھ آدمیوں میں محلم بن جثامہ بھی تھا اُس سے ایک شخص نے مسلمانوں کی طرح سلام علیک کی اُس نے اس کو مار ڈالا اس پر خدا تعالےٰ کی خفگی ہوئی اور حکم ہوا جو کوئی مسلمانوں کی طرح سلام علیک کرے اُس کو کافر نہ سمجھو۔ بعض کتابوں میں اس سریہ کو ابن ابی حدرد کی طرف منسوب کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے ✦

غزوہ فتح مکہ رمضان سال ہشتم ۶۹

حدیبیہ میں جو قریش مکہ سے صلح ہوئی تھی اور یہ بات ٹھیری تھی کہ دس برس تک آپس میں لڑائی نہ ہو اور امن رہے اُس وقت یہ بھی معاہدہ ہوا تھا کہ جو قومیں چاہیں اِس معاہدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو جاویں اور جو قومیں چاہیں قریش کے معاہدہ میں داخل ہو جائیں۔ بنو خزاعہ جو مسلمان ہو گئے تھے یا اسلام کی طرف راغب تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہوئے اور بنو بکر قریش کے معاہدہ میں

www.poetrymania.com©

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ
وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا
وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (۲۵)

بیشک تم کو مدد دی اللہ نے بہت سی جگہوں میں اور
حنین کے دن جبکہ تم کو گھمنڈ میں ڈالا تمہاری
کثرت نے پھر بے پرواہ نہ رکھی تم کو کچھ بھی اور تنگ
ہوگئی تم پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے پھر تم
پھرے پیٹھ پھیر کر (۲۵)

داخل ہوئے۔ اسلام سے پہلے ان دونوں قوموں میں نہایت عداوت اور جنگ و جدل تھی مگر شروع زمانہ اسلام میں وہ جنگ و جدل موقوف ہو چکی تھی +

اس معاہدہ کے بعد بنو بکر نے اور اُن کے ساتھ قریش نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا اور نوفل بن معاویۃ الدیلمی ایک جماعت لیکر نکلا اور بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور کچھ آدمی مارے گئے اور باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ قریش مکہ نے علانیہ بنو بکر کو ہتھیاروں کے بھیجنے سے مدد کی اور قریش کے لوگ بھی خفیہ جاکر لڑائی میں شریک ہوئے۔ منجملہ اُن کے صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزٰے اور مکرز بن حفص بھی تھا بنو خزاعہ نہایت عاجز ہوگئے اور اُنھوں نے حرم کعبہ میں پناہ لی اور نوفل نے وہاں بھی اُن کا تعاقب کرنا چاہا۔ بنو بکر کے قبیلہ کے لوگوں نے نوفل سے کہا کہ اللہ کے حرم کا پاس کرنا ضرور ہے۔ نوفل نے کہا کہ آج کے دن خدا کوئی چیز نہیں ہے ہم کو اپنا بدلہ لینا چاہئے بنو خزاعہ نے لاچار بدیل بن ورقاء کی پناہ لی اور ایک شخص عمرو بن سالم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عہد کے توڑنے کے حالات بیان کئے اور بنی خزاعہ کی امداد کا خواہاں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا اور قریش سے لڑنے اور اُن کو اُن کی عہد شکنی کی سزا دینے کو آمادہ ہوئے۔ یہ خبر سُن کر ابو سفیان مدینہ میں آیا اور یہ بات چاہی کہ اُس عہد شکنی سے درگذر کی جائے اور پھر نیا عہدنامہ کیا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا تھا اور اُن پر بے انتہا زیادتی کی تھی پس ممکن نہیں تھا کہ اُس ظلم سے درگذر کی جاتی اور اُس کی سزا نہ دیجاتی اور تمام خونریزی سے جو بنی خزاعہ نے کی تھی درگذر کر کے نیا عہدنامہ کیا جاتا +

تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب ابو سفیان کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ پر ضرور لشکر کشی ہوگی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو دیکھ کر وہ حیران ہوگیا تو اُس کو یقین ہوا کہ قریش مارے جاوینگے اور مکہ فتح ہوجاویگا غالباً اسی خوف سے اُس نے اپنا مسلمان ہوجانا بھی ظاہر کیا اور شاید دل میں بھی باتیں سُننے سے اور حضرت عباس کی نصیحت سے کچھ کچا پکا مسلمان

www.poetrymania.com©

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی
رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ
جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾

پھر نازل کی اللہ نے اپنی سکینہ اپنے رسول پر
اور مسلمانوں پر اور نازل کئے لشکر کہ تم نے اُن
کو نہیں دیکھا اور عذاب کیا اُن لوگوں کو جو کافر
تھے اور یہی ہے سزا کافروں کی ﴿۲۶﴾

ہو بھی گیا ہو مگر جب وہ مکہ کو واپس جانے لگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کہ دیا کہ لڑائی کے زمانہ میں جو شخص تیرے گھر میں پناہ لیگا اُس کو امن دیا جاویگا +

غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا اور تمام لشکر روانہ ہوا۔ جب لشکر قریب مکہ کے پہنچا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشتہر کر دیا اور مکہ میں بھی لوگوں نے مشتہر کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیگا اور جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لیگا اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اپنے گھر میں بیٹھا رہیگا اُن سب کو امن دیا جاویگا مگر نو آدمیوں کے نام بتائے کہ وہ قتل کئے جاوینگے اُن نو آدمیوں کے یہ نام ہیں (۱) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (۲) عکرمہ بن ابی جہل (۳) عبدالعزےٰ بن خطل (۴) الحارث بن نقیل بن وہب (۵) مقیس بن صبابہ (۶) ہبار ابن الاسود (۷ و ۸) دو گانے والی عورتیں ابن خطل کی (۹) سارہ مولاۃ بنی عبدالمطلب +

غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خداتعالے نے اپنے فضل و کرم سے فتح عظیم عنایت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ فتح و نصرت مکہ میں داخل ہوئے۔ جو تکلیفیں کہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دی تھیں اُن کے سبب لوگوں کو خیال تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ کیا کرینگے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو امن دیا اور کسی سے بدلہ نہیں لیا اور ایک ایسا فصیح اور بلیغ اور رحم کا بھرا ہوا خطبہ پڑھا جو زمانہ میں یادگار ہے +

جن نو آدمیوں کے قتل کا حکم دیا تھا اُن میں سے ابن ابی سرح کو حضرت عثمان لیکر آئے اور امن کی درخواست کی اُس کو امن دیا اور وہ مسلمان ہو گیا عکرمہ بن ابی جہل کو جو مفرور ہو گیا تھا امن دینے کے لئے اُس کی جورو نے عرض کیا آپ نے اُس کو بھی امن دیا وہ واپس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ ہبار ابن الاسود بھی بھاگ گیا تھا اور یہ وہ شخص تھا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کو دھکا دیا تھا اور وہ ایک پتھر پر گر پڑی تھیں اور اسقاط حمل ہو گیا تھا اُس کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امن دیا۔ اور سارہ اور اُن دو گانے والیوں میں سے ایک کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امن دیا اور وہ دونوں مسلمان ہو گئیں۔ اور اُن میں سے صرف چار شخص مارے گئے۔ ایک ابن خطل۔ ایک الحارث۔ ایک مقیس۔ اور ایک دونوں گانیوالیوں میں سے۔ عبداللہ ابن خطل پہلے مسلمان ہو گیا تھا پھر مرتد ہو گیا اُس نے حالت اسلام میں ایک

www.poetrymania.com©

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾	پھر معافی کریگا اللہ اس کے بعد جس پر چاہیگا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۲۷﴾

مسلمان غلام کو مار ڈالا تھا اور اُس کا خون اُس پر تھا۔ اور مقیس بن صبابہ بھی پہلے مسلمان ہوگیا تھا پھر مرتد ہوگیا تھا اور کافروں سے جا ملا تھا اور اُس نے ایک انصاری کو مار ڈالا تھا اور اُس کا خون اُس پر تھا۔ الحارث اور اُن دونوں گانے والیوں میں سے ایک گانے والی کے مارے جانے کی وجہ ہم کو معلوم نہیں ہوئی۔ بعض علما سے مَیں نے سُنا کہ اُن دونوں کو بھی بعوض کسی خون کے قصاصًا مار ڈالا گیا الاّ ہم کو کہیں اس کی تصریح نہیں ملی۔ مگر یقین ہے کہ ان دونوں پر کوئی ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا بجز قتل کے اَور کچھ نہ تھی خصوصًا اُن دونوں گانے والیوں میں سے ایک کے مارے جانے کی ضرور کوئی ایسی وجہ ہوگی جس سے اُس کا قتل کرنا لازمی ہوگا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ہدایت تھی کہ کوئی عورت بجز قصاص کے اَور کسی طرح پر نہ ماری جائے۔

فتح مکہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا" جس نے تمام انسانوں کو لونڈی اور غلام ہونے سے آزادی دی ہے اور لڑائی کے تمام قیدیوں کی جانوں کو بچایا ہے کہ اس کے بعد لڑائی کا کوئی قیدی قتل نہیں ہوسکتا اور کوئی قیدی زن و مرد لڑکا اور لڑکی لونڈی اور غلام نہیں بنائے جا سکتے اور لڑائی کے قیدیوں کے ساتھ بجز اس کے کہ اُن پر احسان کرکے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کے لئے یہ ایک ایسا فخر ہے کہ کسی اَور مذہب کے لئے نہیں ہے۔

سریہ خالد بن الولید رمضان سال ہشتم ۸۰

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزیٰ بت کے توڑنے کیلئے جو بنی کنانہ کا بت تھا بھیجا اور وہ توڑ کر چلے آئے۔

سریہ عمرو بن العاص رمضان سال ہشتم ۸۱

سواع جو ہذیل کی قوم کا ایک بت مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اُس کے توڑنے کو عمرو بن العاص مقرر ہوئے اور وہ توڑ کر چلے آئے۔

www.poetrymania.com©

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦٓ إِن شَآءَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۸﴾	اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشرک نجس ہیں پھر نزدیک آویں مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کے اُن کو یہ برس ہے اُس کے بعد۔ اور اگر تم ڈرتے ہو مفلسی سے تو دولتمند کریگا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہیگا۔ بیشک اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۲۸﴾

سریہ سعد بن زید الاشہلی رمضان سال ہشتم ۷۲

منات جو ایک نہایت مشہور بُت ہے بنی اَوس اور خزرج کا مسلل میں تھا اُس کے توڑنے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد کو مقرر کیا او ر وہ بیس سوار لیکر وہاں گئے اور اس کو توڑ کر چلے آئے ✦

ان بتوں کے توڑنے کے وقت جو قصے کتابوں میں لکھے ہیں وہ محض کہانیاں ہیں اور نہ اُن کی کوئی معتبر سند ہے اور مطلق اعتبار کے لائق نہیں ہیں ✦

سریہ خالد بن ولید شوال سال ہشتم ۷۳

جب کہ خالد بن ولید عزے بت کو توڑ کر مکہ میں واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو پچاس آدمیوں کے ساتھ اُن کو بنی جذیمہ کی طرف اسلام کی ہدایت کرنے کے لئے بھیجا لڑنے کیلئے نہیں بھیجا تھا۔ مگر بنی جذیمہ پہلے سے مسلمان ہو گئے تھے اور اُنہوں نے ایک آدھ مسجد بھی اپنے ہاں نماز پڑھنے کے لئے بنالی تھی مگر وہ ہتھیار بند ہو کر مقابلہ کو آئے۔ جب اُن سے پوچھا کہ تم مسلح ہو کر کیوں آئے ہو تو اُنہوں نے کہا کہ عرب کی ایک قوم سے اور ہم سے دشمنی ہے ہم کو خوف ہؤا کہ وہی قوم ہم پر چڑھ کر نہ آئی ہو اُن سے کہا گیا کہ ہتھیار رکھ دو اُنہوں نے ہتھیار رکھ دیئے ✦

جب اُن سے پوچھا گیا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو تو اُنہوں نے بجائے اس کے کہ کہتے «اسلمنا» اُنہوں نے کہا «صبانا صبانا»۔ اس کہنے سے اُن کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنا پہلا مذہب چھوڑ دیا ہے لیکن جب کوئی مسلمان اس لفظ کو کہے تو اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم کافر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے بھی اس کا مطلب سمجھا اور اُن کو قید کر لیا اور رات کے وقت مسلمانوں کے ہر گروہ نے علحدہ علحدہ چند چند قیدی اپنی اپنی حفاظت میں کر لئے صبح کو

www.poetrymania.com©

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾	مار و اُن لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ اخیدن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اُس کو جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور نہ دین میں آتے ہیں دین حق کے اُن لوگوں میں سے جن کو دیگئی ہے کتاب یہانتک کہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے اور وہ چھوٹے ہو کر (یعنی دبے ہوئے) رہیں ﴿۲۹﴾

خالد ابن ولید نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہیں اُن کو مار ڈالے۔ بنو سلیم کے پاس جتنے قیدی تھے اُن کو اُنہوں نے مار ڈالا۔ مگر مہاجرین اور انصار کے پاس جس قدر قیدی تھے اُنہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اُن سب کو چھوڑ دیا جب یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ خالد بن ولید کے کام سے نہایت ناراض ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ اے خدا جو کچھ خالد نے کیا میں اس سے بری ہوں اور حضرت علی مرتضے کو مقرر فرمایا کہ جو لوگ مارے گئے ہیں اُن کی دیت ادا کریں ❖

غزوہ حنین یا غزوہ اوطاس یا غزوہ ہوازن شوال سال ہشتم ۷۷

حنین اور اوطاس دو مقاموں کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے بیچ میں ہیں اور ہوازن کی قوم سے اس مقام پر لڑائی ہوئی تھی اسی سبب سے اس غزوہ کے یہ نام ہوئے ہیں ❖

فتح مکہ کے بعد مالک ابن عوف نضری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور ہوازن اور بنی ثقیف اور بنی مضر اور بنی جشم اور کچھ لوگ بنی ہلال کے اور آور بہت سے لوگ مختلف قبائل کے اُس کے پاس جمع ہو گئے۔ یہ خبر سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی لڑائی کی تیاری کی اور بارہ ہزار آدمیوں کا لشکر لیکر کوچ فرمایا۔ مالک ابن عوف نضری بھی اپنا لشکر لیکر چل چکا تھا اور اوطاس کے میدان میں پہنچ گیا تھا۔ وہ ایک ایسی تنگ اور پتھریلی اور ریتلی زمین تھی کہ وہاں گھوڑوں کا جانا اور لڑنا نہایت مشکل تھا۔ اُنہوں نے وہیں اپنا لشکر ڈالا اور اُس کے گڑھوں میں اور اُن تنگ رستوں کے ادھر اُدھر جن میں گذرنا نہایت مشکل تھا چھپ بیٹھے ❖

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لشکر جب وہاں پہنچا تو بغیر ترتیب لڑائی کے اور بغیر کسی خیال کے اُس دشوار گذار رستہ میں سے گذرنا شروع کیا اور کچھ لوگ اُس سے آگے بڑھ گئے اور ہوازن والوں کی جہاں بھیڑ اور عورتیں اور مال واسباب تھا اُس طرف جانے کا ارادہ کیا

www.poetrymania.com©

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ بْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾	اور کہا یہود نے کہ عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ ہے اُن کا کہنا اپنے مُنہوں سے مشابہ ہوگئے ہیں اُن لوگوں کی بات سے جو کافر ہوئے اس سے پہلے مارے اُن کو اللہ کس طرح بھٹکائے جاتے ہیں ﴿۳۰﴾

اُس وقت دشمن اپنے کمینگاہوں میں سے جہاں وہ چھپے ہوئے تھے نکل پڑے اور دفعتہً سب نے ملکر حملہ کیا اور مارنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کے لشکر میں نہایت ابتری پڑی اور لوگ بھاگ نکلے یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بہت تھوڑے آدمی رہگئے۔ غالباً لوگوں کو یہ خیال ہوا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی قتل ہوگئے۔ جب یہ حال دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک طرف اونچی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور لوگوں کو پکارا کہ میں موجود ہوں اور حضرت عباس نے بھی نہایت بلند آواز سے لوگوں کو ڈانٹا اور کہا کہ کہاں بھاگے جاتے ہو۔ حضرت عباس نے یہ بھی کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اُن کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل ہو جانیکا خیال کیا تھا۔ غرضکہ سب لوگ پھر پڑے اور اکٹھے ہوگئے اور نہایت سخت لڑائی کے بعد دشمنوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے ✦

سریہ ابی عامر الاشعری شوال سال ہشتم ۸ھ

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو اُن لوگوں کے تعاقب میں بھیجا جو اوطاس کی جانب بھاگے تھے ان لوگوں سے بھی کچھ لڑائی ہوئی اور ابو عامر ایک تیر کے زخم سے مرگئے۔ اور مالک بن عوف نے ثقیف کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی اور بہت سے قیدی اور مال و اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا قیدیوں کی تعداد چھ ہزار لکھی ہے اور اونٹوں اور بکریوں کی تعداد بہت زیادہ بیان کی گئی ہے ✦

قیدیان حنین کی رہائی ۸ھ

کئی دن بعد ہوازن کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور چاہا کہ اُن کے تمام قیدی "منّاً" یعنی احسان رکھ کر بغیر کسی معاوضہ لینے کے چھوڑ دئیے جائیں۔ یہ بات

www.poetrymania.com©

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾

اُنہوں نے پکڑ لیا ہے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو پروردگار اللہ کے سوا اور مسیح بیٹے مریم کو۔ اور اُن کو نہیں حکم کیا گیا بجز اس کے کہ پوجیں اللہ واحد کو نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ۔ پاک ہے وہ اس سے کہ اُس کا شریک ٹھیراتے ہیں ﴿٣١﴾

کسی قدر مشکل تھی کیونکہ تمام لڑنے والوں کا جیسا حق غنیمت کے مال میں حصہ لینے کا تھا ویسا ہی اُن قیدیوں کے معاوضہ میں فدیہ لینے کا حق تھا اور وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ فدیہ نہ دیکھتے ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو بغیر فدیہ لئے چھوڑ دینے کی خواہش رکھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل نماز کے وقت سب لوگ آؤ۔ غالباً یہ اس لئے فرمایا کہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہونگے اور جب نماز ہو چکے تو تم قیدیوں کے چھوٹنے کی درخواست کرو۔ اُن لوگوں نے اسی طرح پر کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ کہ میرا اور بنی عبدالمطلب کا ہے یعنی اُن کا حصہ ہے وہ تمہارے لئے ہے۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی رسول اللہ کے لئے ہے۔ بعض لوگوں نے اس طرح پر قیدیوں کے دیدینے سے انکار کیا مگر آخر کو سب لوگ راضی ہو گئے اور تمام قیدی بغیر معاوضہ لئے احساناً چھوڑ دئے گئے +

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی شوال سال ہشتم ۷۷

ذوالکفین نام لکڑی کا ایک بت عمرو بن حممہ کا تھا اُس کے توڑنے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طفیل ابن عمرو کو روانہ کیا وہ وہاں گئے اور اُس بت کو توڑ دیا اور جلا دیا +

غزوہ طائف شوال سال ہشتم ۷۸

حنین سے واپس آنے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف کوچ فرمایا کیونکہ بنی ثقیف نے طائف کے قلعوں میں جا کر پناہ لی تھی اور لڑائی کا سامان کیا تھا۔ ایک مہینہ تک یا کچھ زیادہ طائف کا محاصرہ رہا اور لڑائی بھی ہوتی رہی مگر ابھی فتح نہیں ہوئی تھی کہ ذیقعدہ کا مہینہ کا چاند دکھائی دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عمرہ ادا کرنا منظور تھا اس لئے محاصرہ اُٹھا لیا اور فرمایا کہ ماہ حرام گذر جانے کے بعد پھر آ جاوینگا اور مکہ کو واپس تشریف لائے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے +

www.poetrymania.com©

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾	چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مُنہوں سے اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ پورا کرے اپنے نور کو اور گو کہ مکروہ جانیں کافر ﴿۳۰﴾

کئی مہینوں کے بعد طائف کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم تو آنحضرت صلعم سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بہتر ہے کہ ہم اطاعت قبول کریں۔ پھر اُنہوں نے چھ شخصوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں بھیجا اور چار باتوں پر صلح چاہی ایک یہ کہ "لات" جو اُن کا بُت ہے وہ تین برس تک نہ توڑا جاوے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا تو اُنہوں نے چاہا کہ ایک برس تک نہ توڑا جاوے جب اس کو بھی منظور نہ فرمایا تو اُنہوں نے چاہا کہ ایک مہینے تک جب سے کہ یہ لوگ واپس جاویں نہ توڑا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی نامنظور فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اُن کیلئے نماز معاف کردی جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس دین میں نماز نہیں ہے اُس میں کچھ بھلائی نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں۔ چوتھے یہ کہ جو عامل محصول وصول کرنے کے لئے مقرر ہو اُس کے سامنے وہ نہ بلائے جائیں اور نہ اُن کی زمینوں کا عشر لیا جاوے اور نہ کوئی جرمانہ۔ ان پچھلی دو شرطوں کو آپ نے منظور فرمایا اور اسی پر صلح ہوگئی ؁

بھیجا جانا ابوسفیان ابن حرب و مغیرہ بن شعبہ کا واسطے توڑنے لات کے طائف کو ۷۹

اس صلح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو طائف میں لات بت کے توڑنے کے لئے بھیجا اور مغیرہ بن شعبہ نے اپنے ہاتھ سے اُس کو توڑ دیا۔ جب وہ توڑا جاتا تھا تو بنی ثقیف کی عورتیں اُس کے گرد جمع ہوگئی تھیں اور لات کی موت پر گریہ و زاری کرتی تھیں ؁

سریہ عیینہ بن حصن الفزاری محرم سنہ نہم ۸۰

اس سریہ میں پچاس سوار تھے اور بنی تمیم پر جنہوں نے ابھی تک اطاعت نہیں قبول کی تھی بھیجا گیا تھا وہ لوگ جنگل میں اپنے مویشی کو چرا رہے تھے کہ دفعۃً عیینہ معہ اپنے سواروں کے اُن پر جا پڑے وہ لوگ بھاگ گئے اور گیارہ مرد و اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے اُن کو مدینہ

www.poetrymania.com©

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾	وہ وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اُس کو غالب کرے اوپر ہر دین کے اور گو کہ مکروہ جانیں مشرک ﴿۳۳﴾

میں لے آئے ✦

اس کے بعد بنی تمیم کے چند سردار ملکر مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اطاعت قبول کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کو "منّا" یعنی بغیر کسی معاوضہ کے اُن کو دیدیا ✦

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ صفر سال نہم ۸۱

یہ سریہ قبیلہ خثعم پر بھیجا گیا تھا مورخین لکھتے ہیں کہ اس سریہ کو حکم تھا کہ بنی خثعم کو لوٹ لیں مگر کسی نے نہیں لکھا کہ ایسا حکم دینے کی کیا وجہ تھی۔ وہ قبیلہ کچھ مالدار نہ تھا نہ اُن کے پاس بہت سا اسباب یا مویشی تھے کہ کوئی بدظنی سے کہ سکے کہ مال اور لوٹ کے لالچ سے ایسا حکم دیا تھا۔ بہرحال اگر درحقیقت ایسا حکم دیا گیا تھا تو ضرور اُس کے لئے کوئی جائز سبب ہوگا۔ اس سریہ میں کل بیس آدمی بھیجے گئے تھے اور جو واقعہ ہوا اُس کا بیان بھی مختلف ہے۔ زاد المعاد میں لکھا ہے کہ قبیلہ خثعم کے گاؤں کا ایک آدمی ملا اُس سے کچھ حال پوچھا وہ چلایا غالباً اس غرض سے کہ گاؤں والوں کو خبر ہو جاوے اُس کو لوگوں نے مار ڈالا۔ مگر مواہب لدنیہ میں اُس کے قتل ہونے کا کچھ ذکر نہیں۔ پھر زاد المعاد میں لکھا ہے کہ رات کو سوتے میں گاؤں پر حملہ کیا مگر مواہب لدنیہ میں رات کو حملہ ہونا بیان نہیں ہوا ✦

بہرحال یہ لوگ اُس گاؤں پر جا پڑے گاؤں والے خوب لڑے اور طرفین کے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور کچھ بھیڑ بکریاں جو ہاتھ لگیں اور کچھ عورتیں جو گرفتار ہوئیں تھیں اُن کو مدینہ میں لے آئے۔ کسی نے نہیں لکھا کہ اُن عورتوں کی نسبت کیا ہوا اور اُس کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چھوڑ دی گئیں کیونکہ اگر وہ بطور لونڈیوں کے تقسیم کی جاتیں تو اس کا ضرور ذکر ہوتا ✦

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ربیع الاول سال نہم ۸۲

یہ سریہ بنو کلاب پر بھیجا گیا تھا اُنہوں نے بھی اطاعت نہیں کی تھی۔ وہاں پہنچ کر اول اُن کو مسلمان ہو جانے کو سمجھایا گیا اُنہوں نے نہ مانا اور لڑے اور شکست کھا کر بھاگ گئے ✦

www.poetrymania.com©

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا
مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ
نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا
مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بیشک بہت سے
یہودی عالموں میں سے اور عیسائی درویشوں میں سے
کھاتے ہیں لوگوں کے مال دغا سے اور روکتے ہیں اللہ
کے رستہ سے۔ اور وہ لوگ جو خزانہ میں رکھتے ہیں سونے
اور چاندی کو اور اُس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی
راہ میں تو مژدہ دے اُن کو دکھ دینے والے
عذاب کا ﴿۳۴﴾ جس دن گرم کیا جاویگا اُن پر دوزخ
کی آگ میں تو اُس سے داغی جاویں گی اُن کی پیشانیاں
اور اُن کی پسلیاں اور اُن کی پیٹھیں۔ یہ ہے جو خزانہ
میں رکھا تھا تم نے اپنے لئے پھر چکھو جو کچھ کہ تم خزانہ
میں رکھتے تھے ﴿۳۵﴾

سریہ عبد اللہ ابن حذافہ یا سریہ علقمہ بن المجزز المدلجی ربیع الاول سال نہم ۸۶

اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سریہ کے سردار عبد اللہ تھے یا علقمہ سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ علقمہ کے بھائی وقاص بن مجزز المدلجی ذو قرد کی لڑائی میں مارے گئے تھے اس لئے علقمہ نے آنحضرت سے اجازت چاہی کہ وہ حبشہ کی قوم سے جنہوں نے اُن کو مارا تھا اُن کے خون کا بدلہ لے۔ اور کچھ عجیب نہیں ہے کہ آنحضرت نے پہلے عبد اللہ کو سردار قرار دیا ہو اور پھر علقمہ کو سردار کر دیا یہ سریہ قوم حبشہ کی طرف بھیجا گیا تھا جن کی بغرض فساد کے جمع ہونے کی خبر پہنچی تھی تین سو آدمی اس سریہ میں تھے۔ یہ لوگ دریا کی طرف جمع تھے اور جب علقمہ دریا کے ایک جزیرے میں جا کر اُترے تو وہ لوگ بھاگ گئے اور علقمہ معہ اپنے لوگوں کے بغیر کسی جنگ کے واپس آ گئے ✦

سریہ حضرت علی بن ابی طالب الی بنی طے سال نہم ۸۷

قبیلہ بنی طے کا سردار عدی بن حاتم تھا اور اس قبیلہ میں بطور بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا اور سب سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرتا تھا اور کسی قسم کی اطاعت بھی نہیں کی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ کو متعین کیا کہ اُس قبیلہ میں جاویں اور اُن کے پوجنے کا بت جس کا نام فلس تھا توڑ دیں یہ بت حاتم کے محلہ میں تھا۔ یہ لوگ دفعتہ

www.poetrymania.com©

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا
عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا
أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ
فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ
وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا
يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۶﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ
زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ
كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ
عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ
فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿۳۷﴾

بیشک گنتی مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے
ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیا آسمانوں کو
اور زمین کو اُن میں سے چار (مہینے) حرام ہیں
یہ ہے دین درست۔ پھر نہ ظلم کرو اُن میں اپنے پر
اور سارے مشرکوں کو اکٹھے ہو کر جس طرح کہ وہ تم کو لڑتے
ہیں اکٹھے ہو کر اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ
ہے ﴿۳۶﴾ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ نسی (یعنی آگے بڑھا دینا
یا پیچھے ہٹا دینا اُن چار مہینوں میں سے کسی مہینے کا) زیادتی
ہے کفر میں اُس سے گمراہ کئے جاتے ہیں لوگ جو کافر ہوئے
حلال کر لیتے ہیں اُس کو ایک برس اور حرام کر لیتے ہیں اسکو کسی اور برس تاکہ برابر
کر لیں گنتی اُسکی جو حرام کیا ہے اللہ نے پھر حلال کر لیتے ہیں اُسکو جسے حرام
کیا ہے اللہ نے اچھے دکھائے گئے ہیں اُنکے لئے اُنکے بُرے اعمال اور
اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو ﴿۳۷﴾

وہاں پہنچے عدی ابن حاتم بھاگ گیا اور اُن لوگوں نے اُس محلہ کو گھیر لیا اور لوٹ لیا اور بُت کو توڑ ڈالا اور کچھ قیدی پکڑ لئے اور مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اُنہیں قیدیوں میں حاتم کی بیٹی بھی تھی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس طرف گذرے تو حاتم کی بیٹی نے اپنا حال عرض کیا آپ نے کہا کہ عدی تیرا بھائی ہے جو بھاگ گیا ہے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسرے دن پھر اُس نے کہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مَیں اس بات کا منتظر ہوں کہ کوئی شخص تیری قوم کا ملے تو مَیں اُس کو تیرے ساتھ کر کے آرام سے تیرے گھر تجھ کو بھیجدوں۔ عدی اس کا بھائی عیسائی تھا اور شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اُنہیں دنوں میں ایک قافلہ شام کو جاتا تھا۔ حاتم کی بیٹی نے درخواست کی کہ اُس کو اس قافلہ کے ساتھ شام میں اُس کے بھائی کے پاس بھیجدیا جاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منظور کیا اور اُس کو زاد راہ اور کپڑے عطا کئے اور روانہ کر دیا وہ اپنے بھائی پاس پہنچ گئی۔ اُس کے چند روز بعد عدی ابن حاتم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ قبیلہ طے کے جس قدر قیدی تھے وہ سب چھوڑ دئے گئے +

غزوہ تبوک رجب سال نہم ۹ھ

تبوک۔ ایک قصبہ ہے شام اور وادی القرے کے درمیان +

www.poetrymania.com©

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ
بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ
فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ
اِلَّا قَلِيْلٌ (۳۸) اِلَّا تَنْفِرُوْا
يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا
تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳۹) اِلَّا تَنْصُرُوْهُ
فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ
اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ
لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۴۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہو گیا ہے تم کو جب تم
کو کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تم بوجھل ہو کر
جھکے پڑتے ہو زمین کی طرف۔ کیا تم راضی ہو دنیا کی
زندگی کے ساتھ آخرت (کی زندگی) سے۔ پھر نہیں ہے
سامان دنیا کی زندگی کا آخرت میں مگر تھوڑا (۳۸) اگر
تم نہ نکلو گے عذاب کریگا تم کو ایک عذاب بہت دکھ
دینے والا اور بدل دیگا ایک قوم کو تمہارے سوا اور
اس کو نہ ضرر پہنچاؤ گے کچھ بھی اور اللہ ہر چیز
کے قدرت رکھنے والا ہے (۳۹) اگر تم اس کی
(یعنی پیغمبر کی) مدد نہ کرو گے (تو کیا پرواہ ہے)
تو بیشک اس کی مدد کی ہے اللہ نے جب اس کو نکالا
ان لوگوں نے جو کافر ہیں۔ دوسرا[۱] دو میں سے جبکہ
وہ دونوں غار میں تھے جب کہتا تھا اپنے ساتھی کو
غمگین مت ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اتاری
اللہ نے اپنی سکینہ اس پر اور اس کی تائید کی لشکروں
سے کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا اور کیا ان لوگوں کے
بول کو نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب
ہے حکمت والا (۴۰)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ اہل روم نے شام میں بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اور ہرقل نے ایک برس کے خرچ کے لائق رسد ان کو دیدی ہے اور بنی لخم اور بنی جذام اور بنی عاملہ اور بنی غسان سب ان کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ اہل روم سے مراد ہرقل کے لشکر سے ہے جو قسطنطنیہ کا شہنشاہ تھا اور شام اسی کے تحت حکومت میں تھا اور اسی زمانہ کے قریب اس نے ایران کو بھی فتح کر لیا تھا۔ اس خبر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کے جمع ہونے اور لڑائی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا اور مدینہ سے معہ لشکر کے روانہ ہوئے مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں پہنچے تو جس قدر مجمع کی خبر سنی تھی اس قدر کا

۱؎ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق ساتھ تھے جبل ثور کے غار میں چھپ رہے تھے اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے +

www.poetrymania.com©

انْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا
بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴۱) لَوْ كَانَ
عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا
لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ
الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ
يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۴۲) عَفَا اللّٰهُ
عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ
الْكٰذِبِيْنَ (۴۳)

نکلو ٹرت پھرت کر کر اور کسمسا کر اور جہاد کرو
اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی
راہ میں یہ ہے بہتر تمہارے لئے اگر تم جانتے
ہو (۴۱) اگر ہوتا مال قریب اور سفر ہلکا تو البتہ
تیری پیروی کرتے لیکن دور آن پڑی اُن
پر رستہ کی مسافت اور وہ قسم کھائینگے اللہ کی
کہ اگر ہم کر سکتے تو ہم نکلتے تمہارے ساتھ ۔
ہلاک کرتے ہیں اپنے آپ کو اور اللہ جانتا ہے
کہ بیشک وہ جھوٹے ہیں (۴۲) معاف کرے
اللہ تجھ کو کیوں اجازت دی تو نے اُن کو
یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھ کو وہ لوگ
جو سچ کہتے ہیں اور تو جان لیتا جھوٹ بولنے
والوں کو (۴۳)

مجمع ہونا صحیح نہیں تھا۔ بہرحال آپ نے تبوک میں قیام فرمایا۔ یوحنا بن روبہ جو ایلہ کا سردار اور عیسائی تھا۔ اور اذرح اور جربا اور مقنا کے لوگ وقتاً فوقتاً آئے اور جزیہ دینے پر راضی ہوئے اور اُن کو عہدنامہ لکھ دیا گیا۔ یوحنا کے نام ایلہ والوں کے لئے جو فرمان لکھا گیا تھا اُس کا یہ مطلب تھا کہ " ایلہ والوں کو خدا اور رسول خدا نے پناہ دی ہے اُن کی کشتیوں کو اُن کے مسافروں کو خشکی و تری میں اُن کے لئے اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے اور جو لوگ اہل شام و اہل یمن اور اہل بحرین اُن کے ساتھ ہوں وہ بھی اُن کے ساتھ امن میں ہیں اور اگر اُن سے کوئی نئی بات پیدا ہوگی (یعنی دشمنی و عداوت کی) تو اُن کا مال (یعنی جزیہ دینا) اُنکو بچا نہیں سکے گا اور ہر ایک شخص کو اُن کا پکڑ لینا جائز ہوگا اور (اس حالت کے سوا) کسی کو جائز نہیں ہے کہ جہاں وہ جانا چاہیں اور جس رستہ سے جانا چاہیں تری کے یا خشکی کے اُن کو منع کرے " غالباً اسی قسم کا یا اُس کی مانند باقی لوگوں سے بھی جنہوں نے جزیہ قبول کیا تھا معاہدہ ہوا ہوگا ۔

دومۃ الجندل کا سردار جس کا نام اکیدر بن عبدالملک تھا اور اُس نواح کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اور عیسائی مذہب رکھتا تھا اور کندہ کی قوم کا تھا جو عرب کی ایک قوم ہے حاضر نہیں ہوا اُس کے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ وہ اپنے محل سے ٹہلنے

www.poetrymania.com©

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ
فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ
اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً
وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ
وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾
لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ
اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ
لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾
لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ
قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ
الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ
كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

تجھ سے اجازت نہیں چاہتے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور آخیر دن پر کہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو ﴿۴۴﴾ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اجازت چاہتے ہیں تجھ سے وہ لوگ جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخیر دن پر اور دھوکہ کرتے ہیں انکے دل سو وہ اپنے شک میں متردد ہوتے ہیں ﴿۴۵﴾ اور اگر ارادہ کرتے نکلنے کا تو تیار کرتے انکے لئے (یعنی سفر کے لئے) سامان لیکن ناپسند کیا اللہ نے انکا اُٹھنا پھر باندھ دیا اُن کو اور کہا گیا بیٹھے رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ ﴿۴۶﴾ اگر وہ نکلتے تم میں (ملکر) تو کچھ نہ زیادہ کرتے تم کو مگر فساد کو اور البتہ سواریاں دوڑاتے (یعنی اونٹوں اور گھوڑوں کو دوڑاتے پھرتے) درمیان تمہارے چاہتے تمہارے لئے فتنہ اٹھانے کو اور تم میں ہیں کتنے سننے والے انکے لئے اور اللہ جاننے والا ہے ظالموں کو ﴿۴۷﴾ بیشک انہوں نے چاہا تھا فتنہ اٹھانے کو اس سے پہلے اور الٹ دیا تھا تیرے لئے کاموں کو یہانتک کہ آیا حق (یعنی جو حق بات تھی وہ واقع ہوئی) اور ظاہر ہوا خدا کا حکم اور وہ کراہیت کرنے والے تھے ﴿۴۸﴾

بھائی حسان کے گھوڑوں پر سوار ہوکر نکلا اور اُس کے ساتھ اُس کے سوار بھی تھے خالد کے سواروں سے مقابلہ ہوا حسان اُس کا بھائی مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہوگیا جب اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس لائے تو اُس نے بھی جزیہ دینے پر صلح کر لی اور اُس کو چھوڑ دیا۔ اور غزوہ تبوک ختم ہوگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے کو واپس تشریف لے آئے ٭

تبوک ہی کے مقام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل شہنشاہ روم کے نام خط روانہ کیا اور اپنا ایلچی بھیجا جسکی نسبت مسٹر گبن نے اپنی معروف و مشہور تاریخ میں یہ فقرہ لکھا ہے کہ "جب ہرقل جنگ فارس سے تزک احتشام کے ساتھ لوٹا تو اُس نے مقام حمص میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ایلچیوں میں سے ایک کی ضیافت کی جو روئے زمین کے شہزادوں اور اقوام کو دین اسلام کی دعوت کرتے پھرتے تھے۔ اسی بنا پر عرب والوں نے تعصب سے

www.poetrymania.com©

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَ
لَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا
وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (۴۹)
إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ
وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ
أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا
وَهُمْ فَرِحُونَ (۵۰) قُلْ لَنْ
يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ
مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُونَ (۵۱) قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ
بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ
نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ
بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا
فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ (۵۲)
قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ
مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا
فَاسِقِينَ (۵۳)

اور ان میں سے وہ ہے جو کہتا ہے کہ اجازت دے
مجھ کو اور نہ فتنہ میں ڈال مجھ کو۔ خبردار ہو کر وہ فتنہ میں
پڑے ہیں اور بیشک جہنم البتہ گھیر لینے والی ہے کافروں کو (۴۹)
اگر پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی تو اُن کو بُری لگتی ہے اور
اگر پہنچے تجھ کو کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بیشک لے لیا
ہم نے اپنا کام اس سے پہلے اور پھر جاتے ہیں اور وہ
خوش ہوتے ہیں (۵۰) کہدے اے پیغمبر! کہ ہرگز نہیں
پہنچے گا ہم کو مگر وہ جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے لئے
وہی ہمارا کام بنانے والا ہے اور اللہ پر پھر توکل کرنا چاہیے
ایمان والوں کو (۵۱) کہدے اے پیغمبر (کافروں سے) کہ تم نہیں ٹھہر
چھ ہمارے لئے مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کے (یعنی
فتح یا شہادت) اور ہم منتظر ہیں تمہارے لئے کہ تم پر ڈالیگا
اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس انتظار
کرو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں (۵۲) کہدے
اے پیغمبر (منافقوں سے) کہ تم خرچ کرو خوشی سے
یا ناخوشی سے ہرگز نہ قبول کیا جاویگا تم سے بیشک
تم ہو ایک قوم فاسقوں کی (۵۳)

یہ خیال کیا کہ اس عیسائی بادشاہ نے خفیہ اسلام قبول کر لیا۔ اُدھر یونانی یہ شیخی بگھارتے ہیں کہ ہرقل سے خود بادشاہ مدینہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نے آکر ملاقات کی اور روم کے بادشاہ یعنی ہرقل نے فیاضی سے سوریہ شام میں ایک عمدہ مقام آپ کو عطا کیا ۔ مسٹر گبن نے بھی یہ مضمون یونانیوں کی نسبت بطور طعن کے لکھا ہے اور ہر مورخ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہرقل کے پاس تشریف لیجانا اور اُس کا کسی زمین کو دینا محض غلط ہے مگر ایشیا کے مورخوں اور رومی مورخوں کے بیان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کا ہرقل سے ملنا اور اُس کا ایلچی کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا ثابت ہوتا ہے ۔

بحث نسبت جزیہ

جو لوگ مسلمان نہیں ہوتے تھے اور اپنے قدیم مذہب پر قائم رہتے تھے اُن پر جزیہ مقرر

www.poetrymania.com©

وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾

اور نہیں مانع ہوا اُن کو کہ قبول کیے جاویں اُن کے خرچ کیے ہوئے مگر یہ کہ اُنہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ اور نہیں آتے نماز کو مگر ایسی حالت میں کہ وہ کاہلی کرتے ہوتے ہیں اور نہیں خرچ کرتے مگر ایسی حالت میں کہ وہ کراہت کرتے ہوتے ہیں ﴿٥٤﴾ پھر نہ تعجب میں ڈالے تجھ کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اُن کو عذاب دے اُنہیں سے دنیا کی زندگی میں اور نکلیں اُن کی جانیں اور وہ کافر ہوں ﴿٥٥﴾ اور وہ قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں اور وہ نہیں ہیں تم میں سے ولیکن وہ ایک قوم ہیں کہ ڈرتے ہیں ﴿٥٦﴾ اگر وہ پاویں کوئی جائے پناہ یا پہاڑ کی کھوئیں یا اور کوئی جگہ گھس جانے کی تو البتہ پلٹ جاویں اُس کی طرف اور وہ ڈگیں بھرتے جاتے ہوں ﴿٥٧﴾ اور اُن میں سے وہ ہیں جو تجھ پر عیب پکڑتے ہیں خیرات بانٹنے میں پھر اگر اُن میں سے اُنکو دیا جاوے تو راضی ہو جاویں اور اگر اُن میں سے نہ دیا جاوے تو یکایک وہ غصہ ہو جاتے ہیں ﴿٥٨﴾ اور وہ اگر راضی ہوتے اُس چیز سے جو دیا اُنکو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ اور عنقریب دیگا ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ﴿٥٩﴾

ہوتا تھا اُس کا مقصد سمجھنے میں لوگوں نے بڑی غلطی کی ہے اور جو لوگ مخالف اسلام کے ہیں اُنہوں نے جزیہ مقرر کرنے پر بہت سا طعن کیا ہے۔ مسٹر لین نے اپنی کتاب مد القاموس میں لکھا ہے کہ جزیہ قتل سے محفوظ رہنے کا معاوضہ تھا اور یہ اُن کی نہایت غلطی ہے کیونکہ امن کا ہو جانا یعنی لڑائی کا موقوف ہونا یا صلح کا ہو جانا یا کسی قسم کا معاہدہ ہونا گو کہ اُس میں جزیہ کا دینا نہ قرار پایا ہو قتل سے محفوظی کا سبب ہوتا تھا نہ کہ جزیہ دینا۔ جزیہ اُن لوگوں سے لیا جاتا تھا جو مسلمانوں کی زیر حکومت بطور رعیت کے رہنا قبول کرتے تھے۔ جو لوگ رعیت

www.poetrymania.com©

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ
وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ
وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ
السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۶۰) وَمِنْهُمُ
الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ
هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ
لِلْمُؤْمِنِينَ (۶۱) وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ
آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ
يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ (۶۲) يَحْلِفُونَ
بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ
وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ
إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ (۶۳) أَلَمْ يَعْلَمُوا
أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا
فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ
الْعَظِيمُ (۶۴)

سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ خیرات فقیروں کے لئے اور مسکینوں
کے لئے اور اس پر کام کرنے والوں کے لئے اور جن کے
دلوں کو الفت دلائی گئی ہے اور جو غلامی میں ہیں
اور مقروضوں کے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے
اور مسافروں کے لئے ہے فرض کیا گیا اللہ
کی طرف سے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۶۰)
اور اُن میں سے وہ ہیں جو ایذا دیتے ہیں نبی کو اور
کہتے ہیں کہ وہ تو ایک کان کا ہے۔ کہہ سلائے پیغمبر
کہ ایک کان بھلائی کے سننے کے لئے ہے تمہارے
لئے یقین کرتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے ایمان والوں
کا (۶۱) اور رحمت ہے اُن کے لئے جو ایمان
لائے ہیں تم میں سے اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ
کے رسول کو اُن کے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا (۶۲)
قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے لئے تاکہ راضی
کریں تم کو اور اللہ اور اُس کا رسول احق ہے کہ راضی
کریں اُس کو اگر ہیں ایمان والے (۶۳) کیا وہ
نہیں جانتے جو برخلافی کرے اللہ کی اور اُس کے
رسول کی تو ضرور اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے
ہمیشہ رہنے والا ہوگا اُس میں یہ ہے خواری
بڑی (۶۴)

ہو کر رہتے تھے وہ ذمی کہلاتے تھے یعنی مسلمانوں کی حکومت میں ان کے امن سے رہنے
کے ذمہ دار ہیں۔ جیسے کہ اہل ایلہ کے نام فرمان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھا تھا
کہ "ھم ذمۃ اللہ و محمد النبی" پس جزیہ قتل سے محفوظ رہنے کا معاوضہ نہیں ہے بلکہ
جزیہ دینے والے مسلمانوں کے ساتھ ہو کر مخالفوں سے لڑائی کر جانے سے بالکل بری تھے
لڑائی کی ضرورت سے جو خاص جہاد یعنی نقد و جنس مسلمانوں سے مانگا جاتا تھا اور لیا جاتا تھا اس سے
وہ بری تھے مسلمانوں سے نہایت سخت سالانہ ٹیکس یعنی چالیسواں حصہ مال کا لے لیا جاتا تھا اس سے
وہ لوگ بری تھے ان سب امور کے عوض ایک نہایت خفیف سالانہ ٹیکس جو فی کس تین روپے کے آتے

www.poetrymania.com©

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ
سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا
تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ
نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ
وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ
تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۶﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ
اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ
عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ
طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۷﴾

ڈرتے ہیں منافق کہ نازل کی جاوے اُن پر (یعنی مسلمانوں
پر) کوئی سورۃ خبر دیتی اُن کو (یعنی مسلمانوں کو)
اُس چیز سے جو اُن کے (یعنی منافقوں کے) دلوں
میں ہے۔ کہدے کہ ٹھٹھا کرو بیشک اللہ ظاہر کرنے
والا ہے اُس کا جس سے تم ڈرتے ہو ﴿۶۵﴾ اور اگر تو
اُن سے پوچھے تو کہینگے کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں
کہ ہم دل لگی کرتے تھے اور ٹھٹھا کرتے تھے۔ کہدے
کہ کیا اللہ اور اُس کی نشانیوں اور اُس کے
رسول کے ساتھ تم ٹھٹھا کرتے تھے ﴿۶۶﴾ مت
عذر کرو بیشک تم کافر ہو گئے اپنے ایمان کے
بعد۔ اگر ہم معاف کریں ایک گروہ کو تم میں سے
تو ہم عذاب کرینگے ایک گروہ کو اِس لئے کہ وہ
گنہگار تھے ﴿۶۷﴾

سال ہوتا ہے اُن سے لیا جاتا تھا۔ پس اُس تخفیف و رعایت کی جو ذمیوں کے ساتھ کی گئی تھی حد نہیں۔ فرض کرو کہ ایک ذمی کے پاس چالیس ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اُس کو اَور قسم کی آمدنیاں تجارت وغیرہ سے بھی ہیں اور ایک مسلمان پاس بھی چالیس ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اُس کے پاس اَور کوئی آمدنی تجارت وغیرہ سے نہیں ہے سال بھر کے بعد اُس ذمی کو تو صرف تین روپے کئی آنے اور اگر اُس کی جورو یا اور کنبہ ہے جس کی پرورش اُس کے ذمہ ہے تو ہر ایک کی طرف سے بھی اُسی قدر دینا ہوگا جس کی مقدار ایک عام طریقہ پر بیس چالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ مگر مسلمان کو بلا عذر اپنے صندوق خزانہ میں سے ایک ہزار روپیہ نقد نکال کر دینا ہوگا۔ جزیہ مسلمان ہونے پر کسی طرح رغبت دلا نہیں سکتا۔ بلکہ جس کسی کو ایمان سے زیادہ مال کی محبت ہو تو اُس کو مسلمان ہونے سے باز رہنے پر رغبت دلا سکتا ہے۔ باینہمہ جو ذمی غریب و مسکین تھے وہ جزیہ سے بھی معاف کر دئے جاتے تھے ✦

جو خیال کہ مخالفین اسلام نے جزیہ کی نسبت کیا ہے اُس کے غلط ہونے کی شہادت ایک حال کے زمانہ کے بڑے عیسائی عالم کی کتاب سے ثابت ہوتی ہے وہ عالم عیسائی "معلم بطرس البستانی" ہے اور اُس کی کتاب کا نام محیط المحیط ہے جو عربی زبان کی لغت میں اُس نے

www.poetrymania.com©

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۶۸)
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۶۹)

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک اُن میں کے دوسرے ہی سے ہیں حکم کرتے ہیں بُرائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے خدا کو پھر بھول گیا خدا اُن کو بیشک منافق وہی ہیں فاسق (۶۸)
وعدہ کیا ہے اللہ نے منافقین مردوں اور منافقین عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں بس کافی ہے اُن کو اور لعنت کی ہے اُن کو اللہ نے اور اُن کے لئے ہے عذاب قایم رہنے والا (۶۹)

لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ " الجزیۃ خراج الارض وما یؤخذ من اھل الذمۃ قیل لانھا تجزی عنھم ای تکفیھم معاملۃ الحربیین وقیل لانھا تکفیھم مؤنۃ الجهاد کالمسلمین "۔

بحث نسبت محاربات کے

ان تمام واقعات سے جو بیان ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لڑائیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئیں وہ چار طرح پر ہوئیں تھیں یا تو دشمنوں کے حملہ کے روکنے اور اُن کے حملوں کے دفعہ کرنے کے لئے تھیں۔ یا دشمنوں کا ارادہ لڑنے اور حملہ کرنے اور لڑائی کے لئے لوگوں کے جمع کرنے کی خبر پاکر اُس فساد کے مٹانے اور اُن لوگوں کے منتشر کرنے کے لئے ہوئی تھیں۔ یا اُن لوگوں پر حملہ کیا گیا تھا جنہوں نے عہد شکنی یا دغا بازی یا بغاوت کی تھی۔ یا خبر رسانی یا دریافت ملک کی اور قوموں کے حالات دریافت کرنے کو جو لوگ بھیجے جاتے تھے اُن سے لڑائی ہوگئی تھی۔ پس تمام لڑائیاں ایسی تھیں جو عموماً ملکی انتظام میں اور امن و امان کے قایم کرنے میں واقع ہوتی ہیں اور دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ جس نے ملکی انتظام تھام میں لیا ہو اور اُس کو اس قسم کی لڑائیاں نہ پیش آئی ہوں۔ ان لڑائیوں کی نسبت یہ کہنا کہ زبردستی سے ہتیار ۔ دول کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے تھیں ایک ایسا غلط قول ہے جس کو کوئی ذی عقل بجز اُس کے جس کے دل میں تعصب بھرا ہو سچ تسلیم نہیں کرسکتا۔

یہ سچ ہے کہ جس قوم کی کسی ملک میں سلطنت اور حکومت ہوجاتی ہے قدرتی طور پر اُس قوم کے مذہب کو اور نہ صرف مذہب کو بلکہ رسم و رواج و عادات و اطوار کو ترقی ہوتی ہے اور

www.poetrymania.com©

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۹

مانند اُن لوگوں کی جو تھے تم سے پہلے وہ تھے بہت زیادہ تم سے قوت میں اور بہت زیادہ مال میں اور اولاد میں پھر فائدہ اُٹھایا اُنھوں نے اپنے بخرے سے پھر تم نے بھی فائدہ اُٹھا لیا اپنے بخرے سے اور تم دل لگی کرنے لگے جیسے کہ اُن لوگوں نے دل لگی کی تھی۔ یہی لوگ ہیں کہ مٹ گئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ ہیں نقصان پانے والے ۝۶۹

لوگ اُس طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور یہ مقولہ کہ "الملک والدین توامان" ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب پر صادق آتا ہے اسی طرح اسلامی حکومت کے سبب اُسی قدرتی قاعدہ سے اسلام کی ترقی کو بھی مدد پہنچی۔ مگر اُن لڑائیوں کو جو ملکی ضرورت اور امن قایم کرنے کیلئے ہوئیں یہ کہنا کہ وہ اسلام پھیلانے کے لئے اور بجبر ہتیاروں کے زور سے اسلام قبول کرانے کے لئے تھیں محض غلط ہے۔ بلکہ صرف اسلام ہی کی تاریخ میں ایک نہایت عجیب واقعہ پایا جاتا ہے جو اور کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں ہے کہ فاتح قوم نے فتح کامل حاصل کرنے اور استقلال کامل پانے کے بعد اپنی مفتوح قوم کا دفعتہً مذہب اختیار کر لیا ہو۔[1] مذہب اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مفتوح ملک کے باشندوں کی مذہبی آزادی کی مانع ہو۔ جزیہ جو ایک قسم کا ٹیکس ہے اُس کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ مسلمان سے بہ نسبت اُس کے بہت زیادہ ٹیکس لیا جاتا تھا جو زکوٰۃ کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس لئے مسلمانی سلطنت میں غیر مذہب والے مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ آسودہ حال اور دولتمند رہتے تھے اور لڑائی میں شریک ہونے کی مصیبتوں سے بالکل محفوظ تھے۔ تسلیم کیا جاوے کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے غیر مذہب والوں پر ظلم کیا اور اُن کی مذہبی آزادی کو برباد کر دیا مگر ایسا کرنا اُن کا ذاتی فعل تھا جس کے وہ خود ملزم ہیں نہ مذہب اسلام +

بلاشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد قوم عرب کے بتوں کو توڑ دیا مگر اُس بُت شکنی کی نظیر محمود غزنوی کی یا عالمگیر کی یا اور کسی بادشاہ کی بت شکنی کی نہیں ہو سکتی۔ کعبہ ایک مسجد تھی حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی خدائے واحد کی عبادت کے لئے اُس کے بعد جب عرب بُت پرست ہو گئے تو اُس مسجد میں اُنھوں نے بُت رکھ دیئے تھے جن کا

[1] یعنی ترکوں نے + (احمد پاشا)

www.poetrymania.com©

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧٢﴾

کیا نہیں آئی اُن کے پاس خبر اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور مدین کے لوگوں کی (یعنی قوم شعیب) اور دھنس گئی ہوئی بستی والوں کی (یعنی قوم لوط) اُن کے پاس آئے اُن کے رسول دلیلوں کے ساتھ پھر نہیں تھا اللہ کہ ظلم کرنے اُن پہ ولیکن وہ آپ اپنے پر ظلم کرتے تھے ﴿٧١﴾ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک اُن میں کے دوست ہیں دوسرے کے حکم کرتے ہیں ساتھ نیکی کے اور منع کرتے ہیں بُرائی سے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول کی رحمت کرے گا اُن پر اللہ بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ﴿٧٢﴾

برباد کرنا اور دین ابراہیم کا اُس میں جاری کرنا ابراہیم کے پہلونٹے بیٹے کے بیٹے کا لازم تھا قوم عرب جس کا غالب حصہ ابراہیم کی نسل سے تھا اور جس قوم و نسل میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی تھے اُس قوم کو بتوں کی پرستش سے چھڑانا اور ابراہیم کے خدا کی پرستش سکھلانا ضرور تھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی قوم کے بت توڑے تھے اُس سے دیگر اقوام کے مذہب کی آزادی کو ضائع کرنا لازم نہیں آتا +

مسلمانوں کی تاریخ میں جہاں بت شکنی اور غیر مذہب کے معبدوں کے برباد کرنے کی مثالیں ملتی ہیں اُسی طرح ہزاروں مثالیں اُس کے برخلاف بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کی سلطنت دنیا کے ایک بہت بڑے وسیع حصے میں پھیلی ہوئی تھی اُس کی حکومت میں مختلف مذہب کی قومیں رہتی تھیں تمام سنیگاگ[ل] اور تمام گرجے جو زیادہ تر رومن کیتھلک مذہب کے تھے بدستور قرنا اور گھنٹے بجاتے تھے تمام ملک میں ناقوس کی آواز گونجتی تھی مندروں میں بت موجود تھے ہر ایک قوم اپنے مذہب میں آزاد تھی پس ان تمام حالات کو جو نہایت کثرت سے تھے بھولجانا اور چند واقعات کو جو اُس کے برخلاف شخصی طبیعت سے واقع ہوئے تھے پیش کرکے یہ کہنا کہ اسلام نے مذہبی آزادی کو مٹایا تھا محض ناانصافی ہے اور اصول مذہب اسلام کے بالکل برخلاف ہے +

ل یہودیوں کے معابد + (١٢منہ)

www.poetrymania.com©

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ
اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ (۷۳) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۷۴) يَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ
كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا
بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ
يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۷۵)

وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان
والی عورتوں سے بہشتوں کا بہتی ہیں اُن کے
نیچے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں۔ اور پاکیزہ
رہنے کی جگہ کا ہمیشہ قائم رہنے والی بہشتوں میں
اور خوشنودی خدا کی طرف سے سب سے بڑی یہ ہے
وہی مراد پانی بڑی (۷۳) اے نبی جہاد کر کافروں سے
اور منافقین سے اور درشتی کر اُن پر اور انکی جگہ ہے
جہنم اور بُری ہے جگہ جانے کی (۷۴) قسم کھاتے
ہیں اللہ کی کہ نہیں کہا اور بیشک انہوں نے کہا
کلمہ کفر کا اور کافر ہوئے اپنے اسلام کے بعد اور
قصد کیا اُس کا (یعنی رسول کی ایذا کا) جس کو نہ پایا۔
اور نہیں عیب لگایا یہ کہ دولتمند کیا اُن کو اللہ نے
اور اُس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ پھر اگر وہ توبہ
کریں تو بہتر ہو اُن کے لئے اور اگر پھر جاویں عذاب
کریگا اُن کو اللہ عذاب دکھ دینے والا دنیا میں
اور آخرت میں اور نہیں اُن کے لئے زمین میں
کوئی دوست اور نہ مددگار (۷۵)

رہی یہ بات کہ انبیا کو اس قسم کی لڑائیاں کرنی زیبا ہیں یا نہیں۔ اس سے انکار کرنا اور اُس کو نا زیبا قرار دینا قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ تمام انبیا جب کہ قوم کی اصلاح اور اُن کے مذہب کی درستی کو کھڑے ہوتے ہیں تو ابتدا میں عموماً اُن کے دشمن چاروں طرف ہوتے ہیں اگر وہ اپنی حفاظت اور مخالفوں سے محفوظ رہنے کی کوشش نہ کرتے تو دنیا میں نہ آج یہودی مذہب کا وجود ہوتا اور نہ اَور کسی مذہب کا اور نہ عیسائی مذہب کا اگر بعد حضرت مسیح کے اُس کے لئے ایسا زمانہ نہ آتا جس میں اُس کے پیرووں کی مخالفوں سے حفاظت کیگئی اور بزور حکومت اُس کو ترقی دیگئی +

قرآن مجید میں نہایت عمدہ اور بالکل سچ بات خدا نے فرمائی ہے کہ ”اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا آدمیوں کو ایک دوسرے سے تو ضرور ڈھادیجاتیں عیسائیوں اور یہودیوں کی خانقاہیں

ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا۔ (سورۂ حج ۲۲۔ آیت ۴۰) +

www.poetrymania.com©

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۹﴾

اور ان میں سے کوئی وہ بھی ہیں کہ عہد کیا اللہ سے کہ اگر دیگا ہم کو اپنے فضل سے تو البتہ ہم خیرات دینگے اور ہونگے نیکوں میں سے ﴿۷۶﴾ پھر جب دیا انکو اپنے فضل سے تو اُس سے ساتھ بخل کیا اور پھر گئے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں ﴿۷۷﴾ پھر دور پڑا اُن پر نفاق اُنکے دلوں میں اُس دن تک کہ ملینگے اُس سے بسبب اُسکے کہ خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اُس سے اور بسبب اسکے کہ جھوٹ بولتے تھے ﴿۷۸﴾ کیا نہیں جانتے اللہ جانتا ہے اُن کے بھید اور اُن کی صلاحیں اور اللہ جاننے والا ہے چھپی باتوں کا ﴿۷۹﴾

اور گرجے اور یہودیوں کے معبد اور تمام نمازگاہیں اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں بہت زیادہ خدا کا ذکر کیا جاتا ہے پس یہ کہنا کہ انبیا کو ایسی لڑائیاں نازیبا ہیں ایک ایسا قول ہے جس کو قانون قدرت مردود کرتا ہے ✦

لوگ حضرت موسےٰ کے کاموں کو تو بھول جاتے ہیں اور غریبی اور مسکینی اور مظلومی کی مثال میں حضرت مسیح کو پیش کرتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح نے جب اپنے تئیں خلقت کے سامنے پیش کیا اُس وقت سے اور حضرت مسیح کی وفات تک نہایت قلیل زمانہ قریب تین برس کے گذرا تھا اور صرف ستر آدمیوں کے قریب اُن پر ایمان لائے تھے اُن کو مطلق ایسی قوت جس سے وہ اپنے دشمنوں کو دفع کرسکیں حاصل نہیں ہوئی تھی اور اسی سبب سے کاڈوری کی پہاڑی پر وہ افسوس ناک واقع ہوا۔ اُس کے بعد اگر اُس کے ایسے حامی پیدا ہو جاتے جو دشمنوں کو دفع کرسکتے تو آج دنیا میں ایک بھی گرجا اور ایک بھی خانقاہ نہ دکھائی دیتی ✦

علاوہ اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو روحانی بادشاہی کے سوا سلیمان کیسی سلطنت کے انتظام میں داخل ہو جانے میں ایک بہت بڑی مجبوری تھی۔ عرب میں بادشاہت کا وجود نہ تھا ہر ایک قبیلہ کا سردار اُن کا حاکم ہوتا تھا اور جس کو سب لوگ بڑا سمجھتے تھے اُس کو مجبوری افسر بنانا اور تمام ملکی انتظام کرنا لازم تھا جب کہ تمام قبائل رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے تو امکان سے خارج تھا کہ وہ لوگ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اپنا سردار تسلیم کرتے اور تمام معاملات ملکی بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے اور کسی کے حکم سے تعمیل پاتے۔ پس ہر بات پر انصاف سے غور کرنا چاہئے نہ تعصب سے ✦

www.poetrymania.com©

ٱلَّذِينَ يَلْمِزُونَ ٱلْمُطَّوِّعِينَ
مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ فِى ٱلصَّدَقَٰتِ
وَٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ
فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ ٱللَّهُ مِنْهُمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٨٠﴾
ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱللَّهُ
لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿٨١﴾

جو لوگ کہ عیب لگاتے ہیں رغبت کرنے والوں کو
مسلمانوں میں سے خیرات دینے میں اور اُن لوگوں کو
جو کچھ نہیں پاتے مگر اپنی محنت۔ پھر ٹھٹھا کرتے ہیں
اُن سے ٹھٹھا کریگا اللہ اور اُن کے لئے عذاب
ہے دکھ دینے والا (۸۰) معافی چاہ اُن کے لئے
یا نہ معافی چاہ اُن کے لئے اگر تو معافی چاہے
اُن کے لئے ستر دفعہ تو بھی ہرگز نہ معاف کریگا
اللہ اُن کے لئے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے
کفر کیا اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اللہ
نہیں ہدایت کرتا فاسقوں کی قوم کو (۸۱)

(۳۰) (وقالت الیہود) ہمارے علمائے مفسرین اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے توریت مقدس کو ضائع کر دیا تھا یعنی بخت نصر نے جب بیت المقدس کو ویران کیا ہے اور جلایا ہے اُس وقت ضائع ہوگئی تھی مگر حضرت عزیر کے دعا مانگنے پر اللہ تعالےٰ نے توریت اُن کو یاد کروادی اور اُنہوں نے اُس کو لکھ دیا اُس وقت یہودیوں نے کہا کہ یہ بات جو عزیر کو حاصل ہوئی تو بیشک وہ ابن اللہ ہے ؀

اس کے بعد علمائے مفسرین نے یہ بحث کی ہے کہ حضرت عزیر کو ابن اللہ کس نے کہا۔ عبید ابن عمیر کا یہ قول ہے کہ صرف ایک یہودی نے یہ بات کہی تھی جس کا نام فنحاص بن عازورا تھا۔ سعید بن جبیر اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک گروہ یہودیوں کی تھی جنہوں نے یہ کہا تھا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ یہ مذہب یہودیوں میں رائج تھا مگر پھر اُنہوں نے اُس کو چھوڑ دیا تھا۔ تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود کہ مدینہ میں رہتے تھے اُن میں سے چند آدمیوں کا یہ مذہب تھا۔ کل یہودیوں کا یہ مذہب نہیں تھا۔ یہ سب اقوال ہمارے علمائے مفسرین کے ہیں مگر یہودی اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہودی عزیر کو کبھی ابن اللہ نہیں کہتے تھے ؀

علمائے مفسرین نے جو کچھ اس کی نسبت بیان کیا مورخانہ طریقہ پر اس کا ماخذ تلاش نہیں کیا ہے اور نہ یہودی مذہب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ پس ہم کو علمائے مفسرین کے اقوال کا ماخذ تلاش کرنا ہے اور وہ صرف دو قول ہیں۔ اول یہ کہ بعد ضائع ہو جانے توریت کے حضرت عزیر پیغمبر نے از سر نو توریت کو لکھا۔ دوم یہ کہ یہودیوں کے کسی فرقہ نے حضرت عزیر کو ابن اللہ کہا ؀

www.poetrymania.com©

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ
جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۲﴾
فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۳﴾
فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ
مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ
فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا
وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ
رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ
فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا
تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ
اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ
اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

خوش ہوئے جو پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے اپنے بیٹھ رہنے سے پیچھے رسول اللہ کے اور کراہیت کی کہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے رستے میں اور کہا کہ مت نکلو گرمی میں ۔ کہہ دے اے پیغمبر کہ جہنم کی آگ بہت زیادہ ہے گرمی میں اگر وہ سمجھتے ہوتے ﴿۸۲﴾ پھر چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور رودیں بہت بدلے میں اسکی جو انہوں نے کمایا تھا ﴿۸۳﴾ پھر اگر تجھ کو پھیر لاوے اللہ کسی گروہ کے پاس اُن میں سے پھر وہ اجازت مانگیں تجھ سے نکلنے کے لئے تو کہہ دے تم ہرگز مت نکلو میرے ساتھ کبھی اور ہرگز نہ لڑو میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے بیشک تم راضی ہوئے بیٹھ رہنے پر پہلی دفعہ پھر بیٹھ رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ﴿۸۴﴾ اور نہ نماز پڑھ اوپر کسی ایک کے اُن میں سے کہ جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اُس کی قبر پر بیشک اُنہوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسول سے اور مر گئے اور وہ فاسق تھے ﴿۸۵﴾

پہلے قول کی سند ہم یہودی کتابوں سے بیان کرتے ہیں ۔ واضح ہو کہ تین کتابیں ایسی جو حضرت عزیر کی طرف منسوب ہیں ۔ ایک کتاب موسوم بہ کتاب "عزرا" ہے جو موجودہ عہد عتیق کی کتابوں میں شامل ہے اور سب لوگ اُس کو صحیح اور معتبر جانتے ہیں ۔ علاوہ اس کے دو کتابیں اور ہیں جو کتاب اول "عیزڈراس" اور کتاب دوم "عیزڈرس" کے نام سے موسوم ہیں ۔ عزرا کا نام یونانی زبان میں "عیزڈراس" کہا جاتا ہے اور چونکہ ان دونوں کتابوں کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ یونانی زبان میں لکھی گئی تھیں اس لئے اُن دونوں کتابوں کو اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے +

اُن کتابوں میں سے دوسری کتاب کے چودھویں باب میں یہ ورس ہیں ۔ "دیکھ لے خدا میں جاؤنگا جیسا کہ تو نے مجھ کو حکم دیا ہے اور جو لوگ موجود ہیں میں اُن کو فہمایش کرونگا لیکن جو لوگ کہ بعد کو پیدا ہونگے اُن کو کون فہمایش کریگا ۔ اس طرح دنیا تاریکی میں ہے اور جو لوگ اس میں رہتے ہیں بغیر روشنی کے ہیں" (ورس ۲۰) +

www.poetrymania.com©

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور نہ تعجب میں ڈالیں تجھ کو اُن کے مال اور نہ اُنکی اولاد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اُن کو عذاب دے اُنہیں سے دنیا میں اور نکل جاویں اُن کی جانیں اور وہ کافر ہوں (۸۶) اور جب اُتاری جاتی ہے کوئی سورۃ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اُس کے رسول کے ساتھ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے وسعت والے اُن میں سے اور کہتے ہیں کہ چھوڑ دے ہم کو تاکہ ہم رہیں بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ (۸۷)

"کیونکہ تیرا قانون جل گیا ہے پس کوئی نہیں جانتا اُن چیزوں کو جو تو نے کی ہیں اور اُن کاموں کو جو شروع ہونے والے ہیں" (ورس ۲۱) ✦

"میں اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے تو تو روح القدس کو مجھ میں بھیج اور میں لکھونگا تمام جو کچھ کہ دنیا میں ابتدا سے ہوا ہے اور جو کچھ تیرے قانون میں لکھا تھا تاکہ لوگ تیری راہ کو پاویں اور وہ لوگ جو آخیر زمانہ میں ہونگے زندہ رہیں" (ورس ۲۲) ✦

"اور اُس نے مجھ کو یہ جواب دیا کہ جا اپنے راستہ سے لوگوں کو اکٹھا جمع کر اور اُن سے کہہ کہ وہ چالیس دن تک تجھ کو نہ ڈھونڈیں" (ورس ۲۳) ✦

"لیکن دیکھ تو بہت سے صندوق کے تختے تیار کر اور اپنے ساتھ "ساریا" و "دبریا" "سیلیا" ۔ "اکینیین" اور "ایشیل" کو لے ۔ ان پانچوں کو جو بہت تیزی سے لکھنے کو تیار ہیں" (ورس ۲۴) ✦

"اور یہاں آ اور میں تیرے دل میں سمجھ کی شمع روشن کرونگا جو کہ نہ بجھیگی تاوقتیکہ وہ چیزیں پوری نہ ہوں جو تو لکھنی شروع کریگا" (ورس ۲۵) ✦

"اور جب کہ تو پورا کر چکیگا تو بعض چیزوں کو تو مشتہر کریگا اور بعض چیزوں کو تو خفیہ عقلمندوں کو دکھادیگا ۔ کل اسی وقت تو لکھنا شروع کریگا" (ورس ۲۶) ✦

"پس میں نے اُن پانچ آدمیوں کو لیا جیسا کہ اُس نے حکم دیا تھا اور میدان میں گئے اور وہاں رہے" (ورس ۲۷) ✦

"اور دوسرے دن دیکھو ایک آواز نے مجھ کو پکارا اور کہا اے "عیزدراس" اپنا منہ کھول اور میں جو کچھ پینے کو دیتا ہوں اُس کو پی" (ورس ۳۰) ✦

www.poetrymania.com©

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۸﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۹﴾	راضی ہوئے اس پر کہ رہ دیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور مہر کی گئی ہے اُن کے دلوں پر پھر وہ نہیں سمجھتے ﴿۸۸﴾ لیکن رسُول نے اور اُن لوگوں نے جو ایمان لائے ہیں اُس کے ساتھ جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور یہ لوگ ہیں کہ اُنہیں کے لئے ہیں نیکیاں اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے ﴿۸۹﴾

" تب مَیں نے اپنا مُنہ کھولا اور دیکھو اُس نے ایک بھرا ہُوا پیالہ میرے مُنہ تک پہنچایا اور جو کہ مثل پانی کے ایک چیز سے بھرا ہُوا تھا لیکن اُس کا رنگ مثل آگ کے تھا " (درس ۳۹) ✦

" اور مَیں نے اُس کو لیا اور پیا اور جب میں پی چکا میرے دل میں سمجھ آئی اور میرے سینے میں عقل پیدا ہوئی کیونکہ میری روح نے میرے ذہن کو قوت بخشی " (درس ۴۰) ✦

" اور میرا مُنہ کھلا اور پھر بند نہ ہُوا " (درس ۴۱) ✦

" خدا نے اُن پانچ آدمیوں کو بھی سمجھ دی اور اُنہوں نے رات کے عجیب خوابوں کو جو بیان کئے گئے لکھا اور جو اُن کو معلوم نہ تھے اور وہ چالیس دن تک بیٹھے اور اُنہوں نے دن میں کھا اور رات کو روٹی کھائی " (درس ۴۲) ✦

" لیکن میں دن کو بولتا تھا اور رات کو اپنی زبان بند نہیں کرتا تھا " (درس ۴۳) ✦

" چالیس دن میں اُنہوں نے دو سو چار (یا نو سو چار) کتابیں لکھیں " (درس ۴۴) ✦

" اور یا ایسا ہُوا کہ جب چالیس دن پورے ہو گئے تو خدا بولا اور اُس نے کہا کہ جو تو نے پہلے لکھا ہے اُس کو عام طور سے مشتہر کر تا کہ لائق اور نالائق سب پڑھیں " (درس ۴۵) ✦

لیکن پچھلی ستر جو ہیں اُن کو پوشیدہ رکھ تا کہ تو صرف اُن کو دیوے جو تیرے لوگوں میں عقلمند ہوں " (درس ۴۶) ✦

" کیونکہ اُن میں سمجھ کا چشمہ ہے اور عقل کا ذخیرہ ہے اور علم کی روشنی ہے " (درس ۴۷) ✦

" اور مَیں نے ایسا ہی کیا " (درس ۴۸) ✦

کتاب عزرا جو عہد عتیق میں داخل ہے اور جس کو سب معتبر جانتے ہیں اُس میں لکھا ہے کہ

" ایں عزرا از بابل برآمد کاو در شریعت موسے کہ خداوند کہ خدائے اسرائیل دادہ بود کاتب ماہر بود " (باب ۷، درس ۶) ✦

www.poetrymania.com©

أَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۹۰﴾ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۱﴾	تیار کر رکھی ہیں اللہ نے اُن کے لئے جنتیں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے اُن میں یہ ہے بہت بڑی مراد پانی ﴿۹۰﴾ اور آئے عذر والے گنوار دعربوں میں سے تاکہ اجازت دی جاوے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ کہا اللہ اور اس کے رسول سے۔ البتہ پہنچیگا اُن لوگوں کو جو کافر ہیں اُن میں سے عذاب دکھ دینے والا ﴿۹۱﴾

"زاں رو کہ عزرا قلب خود را بخصوص طلبیدن و بجا آوردن شریعت خداوند و بخصوص تعلیم نمودن فرائض و احکام بہ اسرائیل حاضر کرد" باب ۷ درس ۱۰) +

جارج سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ " یہ رائے کہ عزرا نے نہ صرف کتب خمسہ موسٰے کو بلکہ عہد عتیق کی اور کتابوں کو بھی خدا کی وحی سے دوبارہ تیار کیا۔ متعدد عیسائی فادرز[1] کی بھی یہی رائے ہے جن کا ذکر ڈاکٹر پریڈیوز نے کیا ہے اور اور مصنفوں کی بھی یہ رائے ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اس رائے کی اصل بنا عیزڈراس کے باب دوسرے کے ایک حصہ پر ہے۔ ڈاکٹر پریڈیوز نے بیان کیا ہے کہ اس باب میں عیسائیوں نے عزرا کی طرف بہ نسبت یہودیوں کے بہت زیادہ باتیں منسوب کی ہیں کیونکہ یہودیوں کا یقین ہے کہ عزرا نے صرف موسٰے کی کتابوں کا ایک صحیح نسخہ تیار کیا تھا اور اُس پر بہت محنت کر کے اُس کو بہت مکمل کیا تھا۔ اس میں بہت کم شبہ ہے کہ یہ خیال ابتداءً یہودیوں سے شروع ہوا گو اب اُن کی رائے اور ہو" ہمارے نزدیک یہ سندیں جو ہم نے بیان کیں اُن سے ہمارے مفسرین کے پہلے قول کی تصدیق ہوتی ہے +

دوسرے قول کی تصدیق کے لئے ہم " عیزڈراس " کی اُس دوسری کتاب سے استدلال کرتے ہیں۔ اُس کے چودھویں باب میں یہ درس ہیں:-

"اور اب میں (خدا) تجھ سے کہتا ہوں" (درس ۷)

"کہ تو اپنے دل میں وہ نشانیاں جمع رکھ جو میں نے دکھائی ہیں اور اُن خوابوں کو جو تو نے دیکھے ہیں اور اُن تعبیروں کو جو تو نے سُنی ہیں" (درس ۸) +

"کیونکہ تو سب سے علیحدہ کر دیا جاویگا اور اب سے تو میرے بیٹے کے ساتھ رہیگا اور ایسے لوگوں کے ساتھ جو تیری ہی مانند ہیں یہاں تک کہ زمانہ کا خاتمہ ہو جاوے" (درس ۹) +

[1] پادری (محمد احمد بابا)

www.poetrymania.com©

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ
وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ
مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا
لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۹۲)
وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ
لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا
أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا
يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ (۹۳)

نہیں ہے ناتوانوں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ
اُن لوگوں پر جو نہیں پاتے کوئی چیز کہ خرچ کریں کچھ
حرج جب کہ خیرخواہی کریں اللہ کی اور اُس کے
رسول کی نہیں ہے اچھوں پر کوئی راہ (یعنی کوئی وجہ
کی) اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۹۲) اور
نہ اُن لوگوں پر جس وقت کہ آئے تیرے پاس
تاکہ تو اُن کو سواری دے تو تے کہا کہ میں
نہیں پاتا کچھ کہ میں تم کو اُس پر سوار کروں وہ جاتے
ہیں اور اُن کی آنکھیں بہتی ہیں آنسوؤں سے غم کے مارے
کہ نہیں پاتے کچھ کہ خرچ کریں (۹۳)

یہ ترجمہ جو ہم نے لکھا ہے انگریزی زبان کے ترجمہ کا اردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب "عیزڈراس" موجود نہیں ہے۔ اگر بیٹے کے ساتھ رہنے سے حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو یہ ورس محض مہمل و بے معنی ہو جاتا ہے بلکہ سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کلمہ کا اطلاق خود حضرت عزرا کی طرف ہے کہ اب سے تو میرا بیٹا رہیگا یعنی مقبول و مقرب +

اس کتاب کا عربی زبان میں بھی ترجمہ موجود تھا اور کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہی عربی ترجمہ عرب میں اور بالتخصیص مدینہ میں جہاں کثرت سے یہودی رہتے تھے مروج ہوگا اور نہایت قرین قیاس ہے کہ وہ ترجمہ ایسے لفظوں میں ہوگا جس سے لوگ حضرت عزرا کو ابن اللہ تعبیر کرتے ہونگے جس طرح کہ عیسائی اسی قسم کے لفظوں کے سبب سے حضرت مسیح کو ابن اللہ تعبیر کرتے ہیں۔ پس یہ قول ہمارے علما کا کہ مدینہ کے یہودیوں کا یہ خیال تھا نہایت صحیح اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے +

اب ہم کو "عیزڈراس" کی دوسری کتاب پر جس کے حوالے ہم نے دئیے ہیں بحث کرنی باقی ہے یہ کتاب مجموعہ کتب عہد عتیق میں شامل نہیں ہے اور اُس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ ایک جھوٹی یا نامعتبر کتاب ہے گو کہ اس میں بہت سی باتیں عمدہ اور صحیح بھی موجود ہیں +

اس کتاب کے نامعتبر ہونے کی دلیلیں پیش ہوتی ہیں اول۔ یہ کہ اس کتاب کا کوئی عبری یا یونانی نسخہ نہیں پایا جاتا صرف لیٹن زبان کے چند نسخے اور ایک عبری زبان کا نسخہ ہے مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ عبری یا یونانی نسخہ کا نہ پایا جانا خصوصاً ایسی حالت میں کہ

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۹۳﴾ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۵﴾

اس کے سوا کچھ نہیں کہ راہ (یعنی غصہ کی وجہ) اُن لوگوں پر ہے جو اجازت چاہتے ہیں تجھ سے اور وہ دولتمند ہیں راضی ہوئے اُس پر کہ رہویں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ مہر کر دی اللہ نے اُن کے دلوں پر پھر وہ نہیں جانتے ﴿۹۳﴾ عذر کریں گے تمہارے آگے جب پھر آؤ گے اُن کی طرف۔ کہہ کہ مت عذر کرو ہم ہرگز یقین نہیں کرتے تمہارا بیشک ہم کو بتا دی ہیں اللہ نے تمہاری خبریں اور دیکھیگا اللہ تمہارے عمل اور اُس کا رسول پھر لوٹائے جاؤ گے چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے کے پاس پھر بتا دے گا تم کو جو کچھ کہ تم کرتے تھے ﴿۹۵﴾

سب لوگ اُس کا یونانی میں لکھا جانا تسلیم کرتے ہیں اُس کے نامعتبر ہونے کی کیا کم دلیل ہو سکتی ہے +

دوسری دلیل یہ پیش ہوتی ہے کہ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ابتدا ہی میں یہ کتاب یونانی زبان میں لکھی گئی تھی جس کا یہ مفاد ہے کہ حضرت عزرا نے نہیں لکھی کیونکہ اگر وہ لکھتے تو عبری زبان میں لکھتے مگر اس کا یونانی زبان میں ابتداءً لکھا جانا صرف خیال کیا گیا ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ علاوہ اس کے بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت متی کی انجیل در اصل عبری زبان میں لکھی گئی تھی جو اب دنیا میں موجود نہیں ہے اور موجودہ انجیل یونانی زبان کی اُس کا ترجمہ ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ عزرا کی کتاب کے اُس نسخہ کو جس کا یونانی میں لکھا جانا خیال کیا گیا ہے عبری کا ترجمہ نہ تصور کیا جاوے +

تیسری سب سے بڑی دلیل اس کتاب کی عزرا کی لکھی ہوئی نہ ہونے کی ڈاکٹر گوے کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ "اس کتاب کے مختلف مقامات کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن مسئلوں اور خیالات اور فقروں کی طرح ہے جو عہد جدید میں پائے جاتے ہیں اور یہ بات کہ ہمارے مسیح[1] یعنی حضرت مسیح کا ذکر اُن کا نام لے کر اس میں بہت صاف الفاظ میں کیا ہے ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کل نہیں تو اکثر حصہ اُس کا انجیل کے بعد لکھا ہوا ہے +

جن دو رسولوں میں ایسے الفاظ ہونے کا خیال کیا گیا ہے وہ ستہ رجز دوسرا دوسرے میں

[1] نفعی حتی نجات دہندہ + ۱۰ احمد ۱۱

www.poetrymania.com©

سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۹۶﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۷﴾

قریب ہے کہ قسمیں کھاوینگے اللہ کی تمہارے آگے جب کہ تم اُن کی طرف پھرو گے تاکہ تم مُنہ پھیرو اُن سے پھر تم مُنہ پھیرو اُن سے بیشک وہ ہیں نجس اور جگہ ہے جہنم سزا میں اُس کی جو وہ کماتے تھے ﴿۹۶﴾ قسمیں کھاوینگے تمہارے لئے تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ تو بیشک اللہ راضی نہیں ہوتا فاسقوں کی قوم سے ﴿۹۷﴾

مذکور ہیں ◆

"اور اس لئے مَیں تم سے کہتا ہوں اے کفار تم میں سے جو سُنتے اور سمجھتے ہیں کہ تم ڈھونڈو اپنے گڈریا کو کہ وہ تم کو ہمیشہ کا آرام دیگا کیونکہ اب وہ قریب ہے اور دنیا کے اخیر میں آنے والا ہے" (باب ۲ ورس ۳۴) ◆

"بادشاہ کے انعام کے لئے تیار رہو کیونکہ ہمیشہ کی روشنی تم پر چمکنے والی ہے" (باب ۲ ورس ۳۵) ◆

"اس دنیا کے سایہ سے بھاگو اور اپنے جلال کی خوشی کو حاصل کرو میں اپنے سیویر کی تصدیق صاف طور سے کرتا ہوں" (باب ۲ ورس ۳۶) ◆

عیسائی حضرت عیسےٰ پر سیویر کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور اسی خیال سے ڈاکٹر گرے نے خیال کیا ہے کہ اس سے حضرت عیسےٰ مراد ہیں اور یہ کتاب انجیل کے بعد لکھی گئی ہے۔ مگر وہ عبری لفظ [illegible] جس کا ترجمہ سیویر یعنی نجات دہندہ کیا جاتا ہے وہ عہد عتیق میں اشعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۳ ورس ۳ و ۱۱ و باب ۴۵ ورس ۲۱ و باب ۴۹ ورس ۲۶ و باب ۶۰ ورس ۱۶ میں آیا ہے اور خدا کی طرف اُس کا اطلاق کیا گیا ہے پھر یہاں بھی سیویر سے خدا کیوں نہیں سمجھا جاتا ◆

"تب میں نے فرشتہ سے پوچھا کہ یہ جوان شخص کون ہے جو اُن لوگوں کے سروں پر تاج رکھتا ہے اور اُن کے ہاتھ میں شاخیں دیتا ہے" (باب ۲ ورس ۴۶) ◆

"پس اُس نے جواب دیا کہ یہ خدا کا بیٹا ہے جس کو انہوں نے دنیا میں قبول کیا ہے" (باب ۲ ورس ۴۷) ◆

مگر بزرگ اور مقدس آدمی کو خدا کا بیٹا کہنا ایک عام محاورہ کتب عہد عتیق کا ہے حضرت موسےٰ

www.poetrymania.com©

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۹﴾

گنوار عرب نہایت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اس کے لائق ہیں کہ نہ جانیں حدیں اُس کی جو اُتارا ہے اللہ نے اپنے رسول پر اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۹۸﴾ اور گنوار عربوں میں سے وہ ہیں جو سمجھتے ہیں اُس کو جس کو خرچ کرتے ہیں ایک ڈنڈ اور انتظار کرتے ہیں تم پر گردشوں کا انہیں پر ہے گردش بُرائی کی اور اللہ سُننے والا ہے جاننے والا ﴿۹۹﴾

کی دوسری کتاب یعنی سفرِ خروج کے چوتھے باب کی بائیسویں آیت میں خدا نے حضرت یعقوب کو اپنا پہلا بیٹا کہا ہے اور وہ آیت یہ ہے:۔ "و بہ فرعون بگوے کہ خدا: چنیں می فرماید کہ اسرائیل پسر اول زادۂ من است" زادہ کا لفظ اصل عبری میں نہیں ہے +

ہوشیع نبی کی کتاب کے پہلے باب کی دسویں آیت میں بنی اسرائیل پر خدا کے بیٹوں کا اطلاق ہوا ہے اور وہ آیت یہ ہے:۔ "معہذا تعداد بنی اسرائیل مثل ریگ دریا کہ پیمودنی و شمردنی نیست خواہد بود بلکہ واقع می شود در تمامی مقامے کہ بایشاں گفتہ شد کہ شما قوم من نیستید بایشاں گفتہ خواہد شد کہ پسران خدا حی اید" +

"اور جو شخص کہ مندرجہ بالا برائیوں سے بچیگا وہ میرے عجائبات کو دیکھیگا" (باب ورس ۲۷) +

"کیونکہ میرا بیٹا جیسس اُن لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو اس کے ساتھ ہونگے اور جو لوگ باقی رہینگے وہ چار سو برس کے اندر خوش ہونگے" (باب ورس ۲۸) +

بعد ان برسوں کے میرا بیٹا کرائسٹ مرجاویگا اور تمام لوگ جو جان رکھتے ہیں وہ بھی" (باب ورس ۲۹) +

جیسس اور جیسو اور جوشیو یہ تینوں صورتیں یونانی نام جوشوا اور جیشوا کی ہیں جو مخفف ہے جیہوشوا کا۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مقام میں جو جیسس نام ہے ڈاکٹر گرے نے کس دلیل پر اُس کو حضرت مسیح کا نام سمجھا ہے۔ کیونکہ اسی عیزڈراس کی پہلی کتاب کے پانچویں باب ورس ۵ میں یہی نام آیا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بنی اسرائیل کے ساتھ بیت المقدس میں آیا تھا مذکورہ بالا ورس میں اسی شخص کا نام معلوم ہوتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ جیسس اُن لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو اس کے ساتھ ہونگے اور اس سے صاف اشارہ انہیں لوگوں کی طرف ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بیت المقدس

www.poetrymania.com©

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۰﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۱﴾

اور عربوں میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور آخیر دن پر اور سمجھتے ہیں اُس کو جس کو خرچ کرتے ہیں قربت نزدیک اللہ کے اور رسول کی دعائے خیر۔ ہاں بیشک وہ قربت ہے اُن کیلئے داخل کریگا اللہ اُن کو اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۱۰۰﴾ اور سبقت ہونے والے پہل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی پیروی کی نیکی سے راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے اور تیار کیں اُن کیلئے جنتیں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے اُن میں ہمیشہ ہمیشہ یہ ہے بڑی مراد پانی ﴿۱۰۱﴾

میں آئے تھے +

اس شخص نے بہت سی نیکی اور خدا پرستی کے کام کئے ہیں جن کا ذکر عیزرا کی پہلی کتاب کے باب ۶ ورس ۸ و ۲۲ و ۴۸ و ۵۹ و ۶۸ و ۷۰ و باب ۷ ورس ۲ و باب ۹ ورس ۱۹ میں مندرج ہے اور انہیں نیک کاموں کے سبب سے اُس کو خدا نے اپنا بیٹا کہا ہے +

مسیح اور کرائسٹ کے ایک ہی معنی ہیں۔ یہ لفظ ہر ایک کے لئے استعمال ہوتا تھا جس پر ایک خاص رسم میں تیل ملا جاتا تھا (دیکھو سفر لویان باب ۴ ورس ۳ و ۵ و ۱۶) ان ورسوں میں مسیح یا کرائسٹ کا لفظ ہائی پریسٹ[1] کے لئے استعمال ہوا ہے اور بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو بھی تیل ملا جاتا تھا اور وہ بھی اس لقب سے بولے جاتے تھے (دیکھو پہلا سموئل باب ۲ ورس ۱۰ و ۳۵ و باب ۱۲ ورس ۳ و ۵ و باب ۱۶ ورس ۶ و باب ۲۴ ورس ۶ و ۱۰ و باب ۲۶ ورس ۹ و ۱۱ و ۲۳۔ دوسرا سموئل باب ۱ ورس ۱۴ و ۱۶ و باب ۱۹ ورس ۲۱ و باب ۲۳ ورس ۱) +

یہودیوں میں پریسٹ کو بھی تیل ملا جاتا تھا جس وقت کہ وہ اپنے کام پر مقرر ہوتے تھے (دیکھو پہلی کتاب تواریخ الایام باب ۱۶ ورس ۲۲ و زبور ۱۰۵ ورس ۱۵) پس اس مقام پر کرائسٹ سے وہی جیسس مراد ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بیت المقدس میں آیا تھا اور بطور پریسٹ کے اُس نے بہت سے کام کئے ہیں +

[1] اعلیٰ پادری +

www.poetrymania.com©

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ
مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ
مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ
نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ
مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ
عَظِيْمٍ (١٠١) وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا
بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (١٠٢)

اور اُن لوگوں میں جو تمہارے گرد میں گنوار عرب ہیں
میں سے منافق ہیں اور مدینہ والوں میں سے
بعضے جمے ہوئے ہیں نفاق پر تو اُنکو نہیں جانتا
ہم اُن کو جانتے ہیں اب ہم اُن کو عذاب دینگے
دوہرا پھر پلٹائے جائینگے طرف عذاب عظیم کی (١٠١)
اور اَور لوگ اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا
اُنہوں نے ملایا ہے عمل نیک کو اور دوسرے عمل بد کو
امید ہے کہ اللہ التفات کرے اُن پر بیشک اللہ
بخشنے والا ہے مہربان (١٠٢)

مسٹر آرنلڈ ان اخیر دو درسوں کی نسبت جن میں جیسس اور کرائسٹ کا لفظ آیا ہے یہ لکھتے ہیں کہ " اس ورس اور اس کتاب کے اور چند فقروں سے جیسس کرائسٹ کا نام اور اُن کے کام اور موت وغیرہ کا حال صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کسی یہودی نے جس نے اس کتاب کو تسلیم کر لیا ہو وہ عیسائی نہ ہو گیا ہو " مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کسی یہودی نے جس نے اس کتاب کو تسلیم کر لیا ہو اُن لفظوں کے وہ معنی سمجھے ہوں جو مسٹر آرنلڈ نے سمجھے ہیں ●

اس کے بعد مسٹر آرنلڈ لکھتے ہیں کہ " اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ کتاب ہمارے سیویر[1] یعنی حضرت مسیح کے تھوڑے زمانہ بعد لکھی گئی ہوگی اور جس کے حالات اور جس کے حواریوں کی تحریرات سے مصنف نے چند فقرے لکھے ہیں " اگرچہ ہم نے تشریح کر دی ہے کہ اُن ورسوں کے وہ معنی نہیں ہو سکتے جو عیسائی مصنف سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم اُن کے اس قول کو تسلیم کر لیں کہ یہ کتاب حضرت مسیح کے تھوڑے زمانہ بعد لکھی گئی تھی تو بھی یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ قبل نزول قرآن مجید کے یہ کتاب تحریر ہو چکی تھی اور چونکہ اُس میں متعدد جگہ انسانوں کو ابن اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اس واسطے یہودیوں کا بعض فرقہ حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا ہوگا جیسا کہ ہمارے مفسروں نے لکھا ہے کہ مدینہ کے یہودیوں کا یہ اعتقاد تھا۔ چنانچہ سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہودی تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کو ابن اللہ بھی نہیں سمجھتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ شام کے یہودیوں کا یہ اعتقاد نہیں تھا اور اسی وجہ سے وہ لوگ اس بات سے کہ وہ عزیر کو ابن اللہ سمجھتے تھے

[1] انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ نجات دہندہ (محمد ...) ●

www.poetrymania.com©

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ
سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (١٠٣)
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ
التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ
الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ (١٠٤)

لے اُن کے مالوں میں سے خیرات پاک کرے تو
اُن کو اور پاکیزہ کرے تو اُن کو بسبب اس کے
کہ دعائے خیر کر اُن پر بیشک تیری دعائے خیر تسکین
ہے اُن کے لئے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (١٠٣)
کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ وہی قبول کرتا ہے توبہ کو
اپنے بندوں سے اور لیتا ہے خیراتیں اور
یہ کہ اللہ وہی ہے توبہ قبول کرنے
والا (١٠٤)

ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں مگر اُن کے انکار کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی فرقہ بھی اس اعتقاد کا نہ تھا۔ اگر اس وقت عیسائیوں سے پوچھو تو سب عیسائی اس بات سے کہ وہ حضرت مریم کو بھی خدا سمجھتے تھے انکار کرینگے حالانکہ چوتھی صدی کے اخیر میں عیسائیوں میں ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جو کولی ری ڈینس پکارا جاتا تھا۔ موشیم اکلیزیاسٹکل ہسٹری صفحہ ١٧٠ میں لکھا ہے کہ اُن لوگوں نے باپ اور بیٹے (یعنی خدا اور حضرت مسیح) کے سوا حضرت مریم کو بھی خدا مانا تھا یہ فرقہ چند روز رہا اور مدت سے معدوم ہوگیا۔ اسی طرح یہودیوں کا بھی ایک خاص فرقہ تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اب وہ معدوم ہے ✦

مسلمان عالموں کی یہ دلیل کہ قرآن مجید علانیہ مدینہ میں پڑھا جاتا تھا اور آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ سب یہودی سنتے تھے اگر اُن کا یہ اعتقاد نہ ہوتا تو ضرور الزام دیتے کچھ کم مضبوط نہیں ہے ✦

(١١٢) (ان اللہ اشتری) اس آیت میں خدا تعالےٰ نے دو چیزیں بیاحت کے بدلے میں مول لینی فرمائی ہیں۔ ایک مسلمانوں کی جان کو جب کہ خدا کی راہ میں کافروں سے لڑتے ہیں اور اُن کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ گویا اُنھوں نے اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ دوسرے مسلمانوں کے مال کو جب کہ وہ اپنا مال خدا کی راہ میں دیتے ہیں ✦

پھر فرمایا کہ یہی وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے اور سب سے اخیر قرآن کا نام لیا اس لئے کہ پہلے امر کی نسبت یعنی دشمنوں کے مقابلہ میں جان دینے کے عوض میں اس کی جزا ملنے کا وعدہ توریت میں ہے اور دوسرے امر یعنی خدا کی راہ میں مال دینے یا خیرات کرنے کے عوض میں اس کی جزا ملنے کا وعدہ انجیل میں ہے۔ اور مجموعاً دونوں امر کی نسبت جزا ملنے کا وعدہ قرآن مجید میں ہے پس جس ترتیب سے وہ دونوں کام بیان کئے ہیں اسی

www.poetrymania.com©

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾	کہہ دے اے پیغمبر عمل کرو پھر اللہ دیکھیگا تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول اور ایمان والے۔ اور پھیرے جاؤ گے ڈھکے اور کھلے کاموں کے جاننے والے کے پاس۔ پھر تم کو خبردار کریگا اس سے جو تم کرتے تھے ﴿۱۰۵﴾ اور اور لوگ ہیں جو چھوڑے گئے ہیں اللہ کے حکم کیلیے یا تو ان کو عذاب کریگا اور یا ان پر معافی کریگا اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۱۰۶﴾

ترتیب سے اُن کتابوں کو بھی بتایا جن میں اُن کاموں کی جزا بیان ہوئی ہے ✦

حضرت موسےٰ نے جب بحر احمر سے عبور کرکے اُس ملک کو چلے جس کے دینے کا خدا نے وعدہ کیا تھا تو تمام کفار سے خدا کے حکم کے مطابق لڑتے رہے اور خدا کے حکم کے مطابق لڑنے اور مرنے اور مارے جانے میں جو اجر تھا اور جن الفاظ میں خدا کے احکام بجالانے کا اجر کا توریت میں بیان ہوتا تھا اُنہی الفاظ میں اس طرح پر لڑنے اور مارنے اور مارے جانے کا اجر بیان ہوا ہے جس کو قرآن مجید میں مختصر الفاظ "بان لهم الجنه" سے تعبیر کیا ہے چنانچہ کافروں سے لڑنے کے جو احکام خدا نے دئے تھے اور جس طرح حضرت موسےٰ کافروں سے لڑے اور اُن کو قتل کیا وہ بالتفصیل توریت کی کتاب خروج میں مندرج ہیں۔ قرآن مجید میں بھی خدا تعالےٰ نے کافروں سے لڑنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کی جانوں کے بدلے جنت یعنی آخرت میں جزا کا وعدہ کیا اور فرمایا "وعدا علیه حقا فی التوریة" یعنی توریت میں بھی اس طرح جان دینے پر جزا کا وعدہ ہے ✦

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خدا کے واسطے مال دینے پر زیادہ توجہ فرمائی اور بہت بڑا حصہ اُن کی نصیحت کا مال خیرات کر دینا تھا چنانچہ اُنہوں نے اُس شخص سے جو ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہونا چاہتا تھا فرمایا کہ "جا اور جو کچھ تیرا ہو بیچ کر غریبوں کو دے تو آسمان پر دولت پاویگا" مگر جب اس نے اُس کو قبول نہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ "خدا کی بادشاہت میں دولتمند کا داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے" (مارک باب ۱۰ ورس ۱۷ لغایت ۲۳) قرآن مجید میں بھی خدا تعالےٰ نے خیرات کرنے میں جنت یعنی آخرت میں جزا کا وعدہ کیا اور فرمایا "وعدا علیه حقا فی الانجیل" یعنی انجیل میں بھی خیرات کرنے پر جزا کا وعدہ ہے ✦

قرآن مجید میں ان دونوں کاموں پر جزا کا متعدد جگہ وعدہ ہے اس لئے اخیر کو فرمایا۔ "وعدا علیه حقا فی القرآن" اور پھر فرمایا کہ خدا سے زیادہ کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے پس تم

www.poetrymania.com©

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور جن لوگوں نے کہ بنائی ہے مسجد ضرر پہنچانے کو اور کفر کرنے کو اور تفرقہ ڈالنے کو درمیان ایمان والوں کے اور اُن لوگوں کی گھات لگانے کو جو لڑتے اللہ سے اور اسکے رسول سے اس سے پہلے، اور تاکہ قسمیں کھاویں کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا بجز نیکی کے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں ﴿۱۰۸﴾

خوش ہو اپنی چیز کو اس کے بدلے بیچنے سے جس کے بدلے تم نے بیچا +

توریت و انجیل و قرآن میں جزاے آخرت کے بیان میں الفاظ مصطلحہ جدا جدا طرز پر بیان ہوئے ہیں مگر سب کا مقصد آخرت کی جزاے ہے خواہ آسمان کی دولت سے اُس کو تعبیر کیا جائے خواہ لفظ جنت سے +

﴿۱۱۴﴾ (ماکان للنبی) - ﴿۱۱۵﴾ - (وما کان استغفار ابراھیم لابیہ) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی دعاے مغفرت کا چار جگہ ذکر ہے ایک سورہ ابراہیم میں - جہاں حضرت ابراہیم نے مکہ کے لئے اور حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق کے لئے برکت کی دعا مانگی ہے اُسی دعا کے ساتھ یہ بھی دعا کی ہے کہ "ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب" یعنی اے ہمارے پروردگار بخش دے مجھ کو اور میرے والد اور والدہ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن کہ قایم ہو حساب +

اس آیت کو ان دونوں آیتوں سے جن کی ہم تفسیر لکھ رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اس امر کے لئے بہت سی دلیلیں ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد اور والدہ مشرک نہ تھے چنانچہ اس آیت سے بھی اس کا اشارہ نکلتا ہے جہاں حضرت ابراہیم نے کہا ہے "ولوالدی وللمومنین" جس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے والدین کو بھی مومنین میں شمار فرماتے تھے پس اگر تسلیم کیا جاوے تو سورہ ابراہیم کی آیت میں مشرکین کے حق میں دعاے مغفرت نہ تھی +

دوسرا مقام سورہ مریم میں ہے جہاں حضرت ابراہیم نے اپنے چچا آذر کو بت پرستی چھوڑنے اور خدا پر ایمان لانے کی نصیحت کی ہے مگر اُن کے چچا نے نہ مانا اور خفا ہو کر کہا اگر تو بس نہیں کرتا تو میں تجھ کو سنگسار کروں گا اور تو میرے پاس سے چلا جا اُس وقت حضرت ابراہیم نے کہا "سلام علیک ساستغفرلک ربی" چنانچہ اُس کے بعد حضرت ابراہیم اُور کلدانیان سے جو اُن کا وطن تھا جلا وطن ہو گئے - یہ وہ آیت ہے جس میں حضرت ابراہیم نے اپنے چچا آذر کے حق میں دعاے مغفرت کا وعدہ کیا تھا +

www.poetrymania.com©

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿۱۰۹﴾	مت کھڑا ہو اُس میں کبھی البتہ ایک مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی ہے پرہیزگاری پر پہلے دن سے احق ہے کہ تو کھڑا ہو اُس میں۔ اس میں لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں کہ پاکیزگی کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزگی کرنے والوں کو ﴿۱۰۸﴾

تیسرا مقام سورہ شعرا میں ہے جہاں حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کو باپ کہکر اور نیز اُس کو گمراہ قرار دیکر اُس کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا "واغفر لابی انہ کان من الضالین" +

چوتھا مقام سورہ ممتحنہ میں ہے جہاں خدا تعالٰے نے حضرت ابراہیم کی پیروی کی بت پرستی کے برا جاننے میں تاکید کرکے فرمایا کہ "الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک وما املک لک من اللہ من شئ" یعنی حضرت ابراہیم کے اِس قول کی پیروی نہیں چاہیئے جو انھوں نے اپنے چچا سے اُن کی مغفرت کی دعا کی نسبت کہا تھا اور اسی وعدہ کے مطابق انہوں نے دعا بھی کی تھی +

اس اخیر آیت کا اور سورہ توبہ کی آیت کا ایک ہی مطلب ہے۔ سورہ ممتحنہ کی آیت سے بطور دلالت النص ظاہر ہوتا ہے کہ مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنی نہیں چاہیئے اور سورہ توبہ کی آیت میں بنص صریح بیان ہوا ہے کہ مشرکین کے لئے گو وہ کیسے ہی قریب کے قرابت مند ہوں دعائے مغفرت نہ کی جاوے +

حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کے لئے اس لئے دعائے مغفرت کی تھی کہ اُن کو اپنے چچا کے ایمان لانے کی توقع تھی مگر جب اُن کو یقین ہوگیا کہ وہ ایمان نہیں لانے کا تو انھوں نے اُس سے اپنی بیزاری ظاہر کی جیسے کہ اسی آیت میں بیان ہوا ہے کہ "فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ ان ابراھیم لاواہ حلیم" +

بعض مخالفین اسلام نے ان آیتوں سے اسلام پر بے رحمی کا الزام لگایا ہے کہ اسلام نے نہایت بے رحمی سے مشرک والدین کے لئے بھی دعائے مغفرت کی مخالفت کی ہے مگر یہ اُن کی غلطی ہے اس لئے کہ اسلام نے جس قدر والدین کے ادب کی گو وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں اور مشرکوں کے ساتھ بھی صلہ رحم کی تاکید فرمائی ہے جس کی بنا محض رحم اور انسانیت پر ہے شاید ہی کسی مذہب میں نہیں ہے مگر مغفرت یا عدم مغفرت کو رحم یا عدم رحم سے کچھ تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مغفرت کا مدار صرف ایمان پر ہے اگر کوئی بیٹا اپنے باپ پر جو ایمان نہیں لایا کیسا ہی رنج وغم و افسوس و رحم کیا کرے اور دعا مانگا کرے اُس سے کیا ہوتا ہے اس کی مغفرت

www.poetrymania.com©

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۱۰

بھلا یا وہ شخص جس نے نیاو رکھی اپنی عمارت کی ڈر نے پر اللہ سے اور رضامندی پر بہتر ہے یا وہ شخص جس نے نیاو رکھی اپنی عمارت کی ریتلے گرنے والے کنارے پر پھر لے گرا اُس کو جہنم کی آگ میں اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالموں کی قوم کو ۱۱۰

نہیں ہوسکتی اور جب کہ یہ بات محقق قرار پاچکی کہ مشرکین کی مغفرت نہیں ہونے کی تو انبیاء کو اور نیز تمام مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ مشرکین کے لئے وہ زندہ ہوں یا مردہ دعاے مغفرت کریں کیونکہ ایسا کرنے میں اس بات کا شبہ ہوتا ہے کہ اُن کو خدا کے اس وعدہ پر کہ مشرکین کو نجات نہیں دینے کا پورا پورا یقین نہیں ہے باقی رہی مشرکین کے لئے دعاے خیر کہ وہ ایمان لے آویں اور کفر و شرک سے نجات پاویں جو اُن کے ساتھ اصلی محبت و رحم ہے اُس کی ممانعت نہیں ہے خود انبیاء نے ایسا کیا ہے اور ہر ایک مسلمان کو ایسا کرنا چاہئے بلکہ مشرکین سے جو زیادہ تر قرابت قریبہ رکھتا ہو اُن کے لئے اور زیادہ اور دلی اضطرار اور رنج و غم سے ایسی دعا کرنی لازم ہے +

۱۱۸ (لقد تاب اللہ علی النبی) اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے اُن مشکلات کا بیان فرمایا ہے جو مسلمانوں کو غزوہ تبوک میں پیش آئی تھیں۔ اُسی کے ساتھ منافقین کے نفاق کو جتلایا تھا یہ آیتیں بھی اُسی سے متعلق ہیں +

ہم نے غزوات کے حالات میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تھی کہ اہل روم نے جو عیسائی تھے شام میں مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اور بنی لخم اور بنی جذام اور بنی عاملہ اور غسان تمام قبیلے اُن سے مل گئے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حملہ کے روکنے کی غرض سے اُن پر حملہ کرنے کا حکم دیا +

اس حکم کی تعمیل سے منافق تو بالکل بچنا چاہتے تھے اور جو لوگ درحقیقت سچے مسلمان تھے اُن میں سے بھی بہت سوں کو نہایت شاق گذرا تھا +

شام جہاں جاکر لڑنے کا ارادہ تھا مدینہ سے بہت دور تھا اور سامان سفر کچھ نہ تھا۔ دس آدمیوں میں ایک اونٹ سواری کے لئے ملا تھا کہ باری باری سے چڑھتے اُترتے چلیں۔ گرمی کا موسم تھا اور نہایت شدت سے گرمی پڑ رہی تھی۔ پانی بھی نایاب تھا اور پانی کے نہ ملنے سے لوگوں کو حد سے زیادہ تکلیف تھی۔ سامان رسد کچھ نہ تھا صرف تھوڑی تھوڑی کھجوریں کسی کسی کے

www.poetrymania.com©

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١١﴾

ہمیشہ رہیگی اُن کی عمارت جس کو اُنھوں نے بنایا ہے شک ڈالنے والی اُن کے دلوں میں مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اُن کے دل اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿١١١﴾

پاس تھیں اور جو کے آنے کی جو چیز توقع ہوئی تھی وہ گرمی کے سبب سے سڑ گئی تھی۔ اس غزوہ میں یاس قدر تنگی تھی کہ یہ غزوہ غزوۃ العسرۃ اور جو لوگ اس غزوہ میں لڑائی کو گئے تھے جیش العسرۃ کے نام سے موسوم ہو گیا تھا ◆

مسلمان بھی اس غزوہ میں جانے سے کس سا تے تھے خدا نے فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض " یعنی اے ایمان والو تم کو کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم بوجھل بنکر زمین پر جھک پڑتے ہو ◆

خدا نے منافقوں کی نسبت فرمایا " لوکان عرضاً قریباً وسفراً قاصداً لاتبعوک ولکن بعدت علیھم الشقۃ " یعنی " اگر نفع قریب الحصول ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ تیرے ساتھ چلتے لیکن مسافت اُن کو بعید معلوم ہوئی " ◆

بعضے منافق آنحضرت سے آکر عرض کرتے ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم یہیں رہ جاویں سفر میں نہ جاویں خدا نے فرمایا " انما یستاذنک الذین لایومنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون " یعنی اے پیغمبر تجھ سے وہی لوگ اجازت چاہتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور اُن کے دل میں تردد ہے اور اُسی تردد میں مبتلا ہیں ◆

منافقین یہ بھی سمجھتے تھے کہ جن لوگوں سے لڑنے کو جاتے ہیں وہ قوی اور زبردست ہیں اُن کے پاس کثرت سے جمعیت ہے اُن سے لڑ کر مصیبت میں پڑ جاوینگے خدا نے فرمایا " ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی " ۔ یعنی مجھ کو رہ جانے کی اجازت دو اور بلا میں مت ڈالو ◆

بعض منافقین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رہ جانے کی اجازت چاہی ۔ آپ نے اجازت دیدی ، خدا نے فرمایا کہ " عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین " یعنی خدا تجھ کو معاف کرے تو نے اُن کو کیوں اجازت دی تاکہ تو جان لیتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں ◆

www.poetrymania.com©

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ
حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ
وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ
مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۲﴾ التَّائِبُوْنَ
الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ
الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ
كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۴﴾
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ
لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا
إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ أَنَّهٗ عَدُوٌّ
لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ
لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

بیشک اللہ نے خرید لیا ہے ایمان والوں سے
اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو اس کے بدلہ
میں کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ
کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں وعدہ
اُس پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور
کون ہے (زیادہ) پورا کرنے والا اپنے عہد کا اللہ سے
پس خوش ہو اپنے بیچنے سے جس کو بیچا ہے تم
نے بدلے میں اُس کے اور یہ وہی ہے بڑی
مراد پانی ﴿۱۱۲﴾ وہ توبہ کرنے والے ہیں عبادت
کرنے والے ہیں (خدا کی) حمد کرنے والے ہیں
(خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے ہیں رکوع کرنے والے
ہیں سجدہ کرنے والے ہیں حکم کرنیوالے ہیں نیکی کا اور منع
کرنے والے ہیں برائی سے اور نگاہ رکھنے والے
خدا کے حکموں کو اور خوشخبری دے مسلمانوں کو ﴿۱۱۳﴾
نہیں چاہیئے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے
ہیں کہ بخشش مانگیں مشرکوں کے لئے اور گو کہ وہ ہوں
قرابت والے بعد اس کے کہ ظاہر ہو گیا ان کو کہ وہ
دوزخ میں پڑنے والے ہیں ﴿۱۱۴﴾ اور نہیں تھا
بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مگر
بسبب ایک وعدہ کے کہ اُس سے کر چکا تھا۔
پھر جب اُس کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے
تو اُس سے بیزار ہوا۔ بیشک ابراہیم درد مند
تھا تحمل والا ﴿۱۱۵﴾

غرضکہ یہ غزوہ نہایت سخت اور عسرت کا تھا آنحضرت کا بعضوں کو رہ جانے کی اجازت
دینا خدا تعالے نے پسند نہیں فرمایا تھا گو کہ جن کو اجازت دی تھی اگر ان کو اجازت نہ دیجاتی
جب بھی جانے والے نہ تھے مگر اجازت دینے سے اُن کا نفاق پوشیدہ رہ گیا تھا اور
اسی بات کو خدا نے ناپسند کیا تھا۔ ورنہ بہت سے مسلمانوں کا دل بھی رہ گیا تھا مگر مسلمان

www.poetrymania.com©

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ
إِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ
مَّا يَتَّقُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۱۶) إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يُحْيٖ
وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۱۱۷)
لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ
مَا كَادَ تَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ
مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهٗ بِهِمْ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۱۸) وَعَلَى الثَّلٰثَةِ
الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ
عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ
ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا
أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ
تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۱۹) يٰٓأَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا
مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۲۰)

اور نہیں ہے کہ خدا گمراہ کرے کسی قوم کو بعد
اس کے کہ ہدایت کیا ہو اُن کو یہاں تک کہ ظاہر
کردے اُن کے لئے وہ چیزیں جن سے کہ وہ پرہیز
کریں بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۱۱۶)
بیشک اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی
اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارے لئے نہیں ہے
سوا اللہ کے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار (۱۱۷)
بیشک مہربانی کی اللہ نے نبی پر اور مہاجرین و
انصار پر جنہوں نے اُس کی پیروی کی مشکل کے
وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ڈگمگا جاویں
اُن میں سے ایک فریق کے دل پھر التفات کی
(اللہ نے) اُن پر بیشک وہ اُن پر شفقت
کرنے والا ہے مہربان (۱۱۸) اور اُن تینوں پر (بھی) جو
پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب
تنگ ہوئی اُن پر زمین باوجود فراخی کے اور
تنگ ہوئیں اُن پر اُن کی جانیں اور انہوں نے
جانا کہ نہیں پناہ کی جگہ اللہ سے مگر اسی کے پاس۔
پھر التفات کی (اللہ نے) اُن پر تاکہ وہ توبہ کریں۔
بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے (۱۱۹)
اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور
ہو سچوں کے ساتھی (۱۲۰)

کہ دل کو خدا نے مضبوط کیا اور باوجود تمام شکوں اور مصیبتوں کے خدا کی راہ میں جان دینے
اور لڑنے اور مرنے کو چل نکلے اور جو وسوسے دل میں آئے تھے اور جس امر کی ناپسندیدگی
خدا نے ظاہر کی تھی اُس سب کے مٹانے اور اُس سبب سے جو رنج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دل میں اور مسلمانوں کے دل میں تھا اُس کے دور کرنے اور اپنی رضامندی کی خوشخبری
سُنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا "لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والانصار الذين
اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد تزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه رءوف رحيم"

www.poetrymania.com©

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ
حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن
يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَ
لَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن
نَّفْسِهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ
ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ
مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا
يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا
إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ
صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَلَا يُنفِقُونَ
نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً
وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَمَا كَانَ
الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٣﴾

نہیں چاہئے مدینہ والوں کو اور اُن کو جو اُن کے
آس پاس رہتے ہیں گنوار دیہاتیوں سے کہ پیچھے
رہجاویں اللہ کے رسول سے (یعنی لڑائی میں رسول کے
ساتھ لڑنے کو نہ جائیں) اور نہ یہ کہ رغبت کریں
اپنی جانوں کے بچانے کا بدلے اس کی (یعنی رسول
کی) جان کے۔ یہ اس سبب سے اُن کے لئے ہے کہ
نہیں لگتی اُن کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ
کی راہ میں اور نہیں چلتے کسی جگہ کہ کافروں کو غصہ میں
لائے اور نہیں لیتے دشمن سے کوئی دست برد مگر لکھا
جاتا ہے اُن کے لئے اس کے بدلے میں عمل نیک۔
بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیک کام کرنے
والوں کا ﴿١٢١﴾ اور نہیں خرچ کرتے کچھ خرچ چھوٹا
اور بڑا اور نہیں طے کرتے کسی جنگل کو مگر لکھا جاتا ہے اُن
کے لئے (یعنی عمل صالح) تاکہ جزا دے اُن کو اللہ اُس
اچھے کام کی جو وہ کرتے تھے ﴿١٢٢﴾ اور ممکن نہیں ہے
مسلمانوں کو کہ نکلیں (لڑنے کے لئے) سب کے
سب پھر کیوں نہ نکلا ہر ایک فرقہ میں سے ایک
گروہ تاکہ سمجھدار ہوتے دین میں اور تاکہ ڈراتے
(بری باتوں سے) اپنی قوم کو جب کہ
پھر آتے اُن کے پاس شاید کہ
وہ ڈرتے ﴿١٢٣﴾

یعنی بیشک مہربان ہوا اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیغمبر کی پیروی کی مشکل
کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ڈگمگا جاویں اُن میں سے ایک فریق کے دل پھر
مہربانی کی اللہ نے اُن پر بیشک وہ اُن پر شفقت کرنے والا ہے مہربان +

﴿١١٩﴾ (وعلى الثلاثة الذين خلفوا) یعنی اللہ مہربان ہوا اُن تین شخصوں پر بھی جو
پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے۔ تمام مفسرین اور اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ وہ تین شخص کعب ابن مالک
ہلال ابن امیہ۔ مرارۃ ابن الربیع تھے اُن کے پیچھے رہ جانے کی نسبت مختلف روایتیں

www.poetrymania.com©

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا
الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ
وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذَا
مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ
اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ
رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ
كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ
اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً
اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ
وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَاِذَا
مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ
اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ
ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ
قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو اُن لوگوں سے
جو تمہارے قریب ہیں کافروں سے اور چاہئے
کہ وہ پاویں تم میں مضبوطی اور جان لو کہ اللہ
پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۱۲۴) اور جب کہ
اُتاری جاتی ہے کوئی سورۃ تو اُن میں سے
(یعنی منافقوں میں سے) کوئی کہتا ہے کہ تم میں
سے کس کا زیادہ کیا اس نے ایمان پھر جو لوگ
کہ ایمان لائے ہیں تو زیادہ کیا اُن کا ایمان
اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۵) اور وہ لوگ
کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو زیادہ کیا
اُن کی بُرائی کو اُن کی بُرائی کے ساتھ اور
وہ مر گئے اور وہ کافر تھے (۱۲۶) کیا نہیں
دیکھتے کہ وہ فتنہ میں ڈالے جاتے ہیں ہر
برس میں ایک بار یا دو بار پھر توبہ نہیں کرتے
اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۷) اور جب
اُتاری جاتی ہے کوئی سورۃ دیکھتا ہے اُن
میں کا دوسرے کی طرف۔ کیا دیکھتا ہے
تم کو کوئی پھر پھر جاتے ہیں۔ پھیر دیا اللہ
نے اُن کے دلوں کو اس سبب سے کہ وہ
ایک قوم ہے کہ نہیں سمجھتی (۱۲۸) بیشک آیا
ہے تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے
اُس کو ناگوار ہے کہ تم ایذا میں پڑو حرص
کرنے والا ہے تمہاری بھلائی پر مسلمانوں
کے ساتھ شفقت کرنے والا ہے مہربان (۱۲۹)

ہیں مگر بلحاظ الفاظ قرآن مجید کے یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں کی نیت یہ نہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں نہ جائیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوچ فرمانے کے وقت اُن کا سامان سفر درست نہیں ہوا تھا اور کوچ ہو گیا اور یہ تینوں اس لئے پیچھے چھوڑے

www.poetrymania.com©

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾	پھر اگر پھر جاویں تو کہدے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اُس کے اسی پر میں نے توکل کیا اور وہ مالک ہے عرش یعنی بادشاہت بڑی کا ﴿۱۲۹﴾

گئے کہ سامان سفر درست کر کے لشکر میں آ ملیں مگر بدبختی سے کچھ ایسے اسباب پیش آ گئے کہ وہ نہ مل سکے۔ اس پر اُن کو نہایت رنج تھا دنیا اُن پر تنگ ہو گئی تھی جیسے کہ کمال رنج و غم کی حالت میں انسان کا ایسا ہی حال ہو جاتا ہے اور اُن کی زندگی بھی اُن پر دو بھر ہو گئی تھی اس رنج و غم میں وہ یقین کرتے تھے کہ بغیر خدا کے سوا اُن کے لئے کہیں پناہ نہیں ہے۔ اُن کے اس سچے ایمان اور سچی ندامت کے سبب خدا تعالےٰ نے اُن کو بھی معاف کیا۔

www.poetrymania.com©

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾
اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ
اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ
قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ
قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ
بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾
اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ
حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ
وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً
وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾

خدا کا نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الرٰ ۔ یہ نشانیاں (یعنی احکام) ہیں حکمت والی
کی کتاب کی ﴿۱﴾ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے
وحی بھیجی ایک آدمی کے پاس ان میں سے کہ ڈرائے
لوگوں کو اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے
ہیں اس بات کی کہ ان کا سچا قدم ہے ان کے
پروردگار کے نزدیک کافروں نے کہا کہ بیشک یہ
جادوگر ہے علانیہ ﴿۲﴾ بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے
جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پھر
ٹھہرا عرش پر سنوارتا ہے کاموں کو نہیں کوئی
شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے
بعد یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پھر اس کی عبادت
کرو پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ﴿۳﴾ اسی کے
پاس تم کو پھر جانا ہے سب کو، خدا کا وعدہ سچا ہے
بیشک وہ ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر دوبارہ
اس کو کرے گا تاکہ جزا دے ان لوگوں کو جو ایمان
لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں انصاف سے اور جو لوگ
کافر ہوئے ان کے پینے کے لئے ہے کھولتا ہوا پانی
اور عذاب دکھ دینے والا اس لئے کہ وہ کافر تھے ﴿۴﴾
وہ وہ ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو
نور اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ تم جان لو
برسوں کا شمار اور حساب نہیں پیدا کیا اس کو اللہ
نے مگر حق مفصل بیان کرتا ہے نشانیوں کو ان
لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ﴿۵﴾

www.poetrymania.com©

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا
خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ (٦) إِنَّ
الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا
بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ
آيَاتِنَا غَافِلُونَ (٧) أُولَٰئِكَ
مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ (٨) إِنَّ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ
رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ
النَّعِيمِ (٩) دَعْوَاهُمْ فِيهَا
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
فِيهَا سَلَامٌ (١٠) وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ
أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (١١) وَلَوْ يُعَجِّلُ
اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ
فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (١٢)
وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ
دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا
أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ
مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ
كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٣)

بیشک رات اور دن کے مختلف ہونے میں اور
اُن میں جن کو پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں
میں اور زمین میں البتہ نشانیاں ہیں اُن
لوگوں کے لئے جو پرہیزگار ہیں (۶) بیشک
جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیا
ہی کی زندگی سے خوش ہیں اور اُسی سے اُن کی
خاطر جمع ہے اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے
غافل ہیں (۷) یہی لوگ ہیں کہ اُن کے رہنے کی
جگہ آگ ہے بسبب اُس کے جو وہ کرتے تھے (۸)
بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کو
پہنچاویگا اُن کو پروردگار اُن کے ایمان کے سبب
جنتی ہونگی اُن کے نیچے نہریں نعمت والی جنتوں
میں (۹) اُن کی دعا اُس میں ہوگی اے بار خدایا
تو پاک ہے، اور اُن کی دعا اس میں ایک دوسرے
سے ملنے کی ہوگی سلام (۱۰) اور اخیر اُن کی دعا
ہوگی کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو پروردگار
عالمونکا (۱۱) اور اگر اللہ جلد بھیجے لوگوں کو برائی
جیسے کہ وہ جلد چاہتے ہیں بھلائی کو تو البتہ پورا کیا
جائے اُن کے حق میں اُنکا وقت پھر ہم چھوڑتے
ہیں اُن لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں
رکھتے اُن کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے (۱۲) اور
جب پہنچتی ہے انسان کو برائی تو ہم کو پکارتا ہے
کروٹ پر پڑے یا بیٹھے یا کھڑے ہوئے پھر
جب ہم نے دور کردی اُس سے اُس کی برائی تو
نکل جاتا ہے گویا کہ ہم کو برائی پر جو اُسے پہنچی
تھی پکارا ہی نہ تھا اسی طرح آراستہ کردیا گیا حد
سے گذرنے والوں کو جو کچھ وہ کرتے تھے (۱۳)

www.poetrymania.com©

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۶﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور البتہ ہم نے ہلاک کیا تم سے پہلے زمانے کے لوگوں کو جب کہ انہوں نے ظلم کیا اور آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ اور وہ نہ تھے کہ ایمان لاویں اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ﴿۱۴﴾ پھر ہم نے تم کو کیا خلیفہ زمین میں اُن کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح پر کرتے ہو ﴿۱۵﴾ اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن کو سامنے ہماری کھلی ہوئی نشانیاں (یعنی احکام) تو کہتے ہیں وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی لا ایک قرآن اس کے سوا یا اُس کو بدل ڈال کہہ دے (اے پیغمبر) کہ نہیں ہوگا مجھ سے کہ میں اُس کو بدل دوں اپنی طرف سے میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کی گئی ہے مجھ پر بےشک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے پروردگار کی عذاب سے بڑے دن کے ﴿۱۶﴾ کہہ دے (اے پیغمبر) اگر چاہتا اللہ تو نہ پڑھتا میں اسے سامنے اور (خدا) نہ خبردار کرتا تم کو اس سے۔ پھر بےشک میں رہا تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم نہیں سمجھتے ﴿۱۷﴾ پھر کون بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے اس کی نشانیوں کو بےشک بات یہ ہے کہ نہیں فلاح پاویں گے گنہگار ﴿۱۸﴾ اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اس کی جو نہ ان کو نقصان پہنچاتی ہے اور نہ ان کو نفع پہنچاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہیں ہمارے شفیع اللہ کے پاس کہہ دے (اے پیغمبر) کیا تم خبردار کرتے ہو اللہ کو اس چیز سے جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں لہ پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں ﴿۱۹﴾

لہ یعنی تمہارا یہ کہنا کہ یہی ہمارے شفیع اللہ کے پاس غلط ہے کیونکہ اللہ اس کو نہیں جانتا اگر ایسا ہوتا تو اللہ ضرور جانتا۔ یہ ایک محاورہ ہے جب کوئی آپ کسی بات سے انکار کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں ما علم اللہ هذا منی یعنی اللہ کو میری اس بات کی خبر نہیں ہے مطلب یہ کہ میں یہ بات نہیں کہتا ہوں

www.poetrymania.com©

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۲۰﴾
وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿۲۱﴾
وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿۲۲﴾
هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۲۳﴾
فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۴﴾

اور نہ تھے سب لوگ مگر ایک گروہ پھر انہوں نے اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتا ایک کلمہ جو پہلے کہا جا چکا تیرے پروردگار کی طرف سے تو فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان اس میں جس میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ﴿۲۰﴾
اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتاری گئی اس پر (یعنی پیغمبر پر) کوئی نشانی اُس کے پروردگار سے کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ غیب کا علم خدا ہی کو ہے پھر انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۲۱﴾
اور جب کہ ہم مزا چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت کا بعد اس کے کہ پہنچی تھی اُن کو بُرائی تو یکایک اُن کے لیے مکر ہوتا ہے ہماری نشانیوں میں کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اللہ بہت تیز ہے مکر میں بیشک ہمارے رسول لکھ لیتے ہیں جو کچھ تم مکر کرتے ہو ﴿۲۲﴾
وہ وہ ہے جو تم کو لے چلاتا ہے میدان میں اور دریا میں یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتی میں اور کشتیاں ان کو لے کر چلتی ہیں اچھی ہوا سے اور وہ خوش ہوتے ہیں اس سے آ جاتی ہے کشتیوں پر ہوا جھکڑ کی اور آن پہنچتی ہے موج ہر طرف سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ گھیر لئے گئے پکارتے ہیں اللہ کو مخلص بن کر اسی کی عبادت کو کہ اگر تو ہم کو نجات دیگا اس آفت سے تو ہم ضرور ہونگے شکر کرنے والوں میں سے ﴿۲۳﴾
پھر جب ان کو نجات دی تو اس کے ساتھ ہی سرکشی کرتے ہیں زمین میں ناحق اے لوگو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری سرکشی تمہاری ہی جانوں پر ہے لے لو فائدہ دنیا کی زندگی کا پھر ہمارے ہی پاس تمہارا پھر آنا ہے پھر ہم تم کو خبردار کر دینگے اس سے جو تم کرتے تھے ﴿۲۴﴾

www.poetrymania.com©

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ
أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ
وَالْأَنْعَامُ حَتّٰى إِذَا أَخَذَتِ
الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ
أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا
أَتٰهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا
فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ
بِالْأَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَاللّٰهُ
يَدْعُوْا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ
مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۶﴾
لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ
وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ
لَا ذِلَّةٌ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَالَّذِيْنَ
كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ
بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا
أُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ
الَّيْلِ مُظْلِمًا أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ
النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَوْمَ
نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ
وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ
وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ
إِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۹﴾

اس کے سوا کچھ نہیں کہ مثال دنیا کی زندگی کی اس
کی مانند ہے کہ ہم نے گرایا پانی آسمان سے پھر
ملی اُس سے اُگی ہوئی چیزیں زمین کی اس چیز
سے جس کو کھاتے ہیں آدمی اور مویشی یہاں تک
کہ جب لے لیا زمین نے اپنا سنگار اور بن سنور گئی
اور اُس کے لوگوں نے جانا کہ اب وہ اس پر قادر
ہیں آیا اُس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر دیا
ہم نے اُس کو جڑ سے کاٹ پھینکی ہوئی کھیتی گویا
کہ کل تھی ہی نہیں اس طرح ہم مفصل بیان کرتے
ہیں نشانیوں کو اُن کے لئے جو سوچتے ہیں ﴿۲۵﴾
اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور رہنما
کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی
طرف ﴿۲۶﴾ اُن لوگوں کے لئے جو نیکی کرتے
ہیں نیکی ہے اور اُس پر کچھ زیادہ اور نہ چڑھے گی
اُن کے مُنہوں پر کوئی سیاہی اور نہ کوئی خواری یہ
لوگ ہیں جنت والے وہ اُسی میں رہیں گے ہمیشہ ﴿۲۷﴾
اور جن لوگوں نے کمائیں بُرائیاں بدلا بُرائی کا اُسی
کی مانند ہے اور چڑھے گی اُن کو خواری نہیں
کوئی اُن کے لئے اللہ سے بچانے والا گویا کہ
ڈھانک دیئے گئے ہیں اُن کے مُنہ اندھیری رات
کے ٹکڑے سے وہ لوگ ہیں آگ میں پڑنے والے
وہ اُسی میں رہیں گے ہمیشہ ﴿۲۸﴾ اور جس دن ہم اُن
سب کو اکٹھا کریں گے پھر کہیں گے اُن لوگوں کو جو
شریک کرتے تھے کھڑے رہو اپنی جگہ پر تم اور تمہارے
شریک پھر تفرقہ کر دیں گے ہم ان کے درمیان اور
کہیں گے اُن کے شریک کہ تم ہماری عبادت
نہیں کرتے تھے ﴿۲۹﴾

www.poetrymania.com©

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۳۰﴾
هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ
وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ
مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ
اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ فَذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ
اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۳﴾
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۴﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۵﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ
يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ
اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى
فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا
يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ
لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۷﴾

پھر کافی ہے خدا گواہ ہم میں اور تم میں بیشک ہم
تمہاری عبادت سے بے خبر تھے ﴿۳۰﴾ اُس جگہ
آزمائیگا ہر شخص جو کچھ کہ پہلے کیا تھا اور لوٹائے
جاوینگے اللہ کے پاس اُن کے مالک حقیقی کے اور
کھویا جاویگا اُن سے جو کچھ کہ وہ افترا کرتے تھے ﴿۳۱﴾
کہدے اے پیغمبر کون روزی دیتا ہے تم کو آسمانوں
اور زمین سے یا کون ہے مالک کانوں سے سنائی دینے
اور آنکھوں سے دکھائی دینے کا اور کون نکالتا ہے
زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے[1]
اور کون درست کرتا ہے کام کو پھر کہینگے کہ اللہ
تب کہدے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے ﴿۳۲﴾ پھر یہی ہے
اللہ پروردگار تمہارا سچ پھر کیا ہے سچ کے بعد مگر
گمراہی پھر کہاں سے پلٹائے جاتے ہو ﴿۳۳﴾ اسی
طرح محقق ہو گیا حکم تیرے پروردگار کا اُن لوگوں
پر جو نافرمان ہوئے کہ بیشک وہ ایمان نہیں لانے
کے ﴿۳۴﴾ کہدے اے پیغمبر کیا ہے کوئی تمہارے
شریکوں میں سے جو ابتدا کرے پیدائش کی پھر دوبارہ
اُس کو کرے کہدے اللہ ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر دوبارہ اُس کو
کریگا پھر کہاں سے الٹے جاتے ہو ﴿۳۵﴾ کہدے اے پیغمبر کیا ہے
کوئی تمہارے شریکوں میں جو ہدایت کرے سچ کی طرف کہدے
اللہ ہدایت کرتا ہے سچ کی پھر کیا جو ہدایت کرتا ہے سچ کی
طرف زیادہ مستحق ہے کہ پیروی کیا جاوے یا وہ جو خود رہنمائی
نہیں پاتا مگر اس وقت تک کہ ہدایت کیا جاوے
پھر کیا ہوا تم کو کس طرح حکم کرتے ہو ﴿۳۶﴾ اور
نہیں پیروی کرتے اُن میں کے مگر گمان کی بیشک
گمان نہیں بے پروا کرتا سچ بات کے جاننے سے کچھ بھی بیشک
اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿۳۷﴾

[1] لعل المراد منه انه یخرج المؤمن من الکافر والکافر من المؤمن (تفسیر کبیر)

www.poetrymania.com©

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ
الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ
يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ
تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ
بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ
وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۱﴾
وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّىْ
عَمَلِىْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ
مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِىْٓءٌ
مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ
اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ
وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا
وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور نہیں ہے یہ قرآن کہ بنایا گیا ہو خدا کے سوا
کسی اَور سے ولیکن تصدیق کرتا ہے اُس کی جو اس
کے آگے ہے اور تفصیل کرتا ہے کتاب کی اس
میں شک نہیں کہ پروردگار عالموں کی طرف سے
ہے ﴿۳۸﴾ کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ بنایا ہوا ہے کہدے
(اے پیغمبر) تو لاؤ کوئی سورۃ اُس کی مانند اور بلاؤ
جس کو تم بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو ﴿۳۹﴾
بلکہ انہوں نے جھٹلایا اُس چیز کو کہ اُس کے سمجھنے
تک وہ پہنچے نہ تھے اور نہ اُن کے پاس پہنچی تھی
اُس کی دلیل اسی طرح جھٹلایا تھا اُن لوگوں نے
جو اُن سے پہلے تھے پھر دیکھ کیا حال ہوا آخر کو
ظالموں کا ﴿۴۰﴾ اور اُن میں سے (یعنی یہودیوں
میں سے) بعضے ہیں جو اس پر (یعنی قرآن پر)
ایمان لاوینگے اور اُن میں سے بعضے ہیں جو اس
پر ایمان نہیں لاوینگے اور تیرا پروردگار خوب جانتا
ہے مفسدوں کو ﴿۴۱﴾ اور اگر وہ تجھ کو جھٹلاویں
تو کہدے میرے لئے ہے میرا عمل اور تمہارے لئے ہے
تمہارا عمل تم بری ہو اُس سے جو میں کرتا ہوں اور
مَیں بری ہوں اُس سے جو تم کرتے ہو ﴿۴۲﴾ اور
اُن میں سے کون ہے جو کان لگاتا ہے تیری طرف
پھر کیا تو سنا دیگا بہروں کو اور گو کہ وہ نہ سمجھتے
ہوں ﴿۴۳﴾ اور اُن میں سے کون ہے جو دیکھتا
ہے تیری طرف پھر کیا تو راہ دکھلاویگا
اندھوں کو گو کہ وہ نہیں دیکھتے ﴿۴۴﴾
بے شک اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر
کچھ لیکن لوگ اپنے آپ پر آپ ظلم
کرتے ہیں ﴿۴۵﴾

www.poetrymania.com©

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا
اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ
بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ
اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۶﴾
وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ
اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا
مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۱﴾
اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا
بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ
لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۴﴾

جس دن (خدا) اُن کو اکٹھا کریگا گویا کہ وہ نہیں
رہے تھے مگر ایک ساعت دن کی پہچانینگے آپس
میں ۔ بیشک نقصان اُٹھایا اُن لوگوں نے جنہوں
نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور وہ نہ تھے ہدایت
پانیوالے ﴿۴۶﴾ اگر ہم تجھ کو دکھلادیں بعضی چیز
جس کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں یا (اُس کے
بغیر دکھائے) ہم تجھ کو موت دیں آخر ہمارے پاس
اُن کو پھر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے اُس پر جو وہ کرتے
ہیں ﴿۴۷﴾ اور ہر گروہ کے لئے رسول ہے پھر جب
آیا اُن کا رسول فیصلہ کیا گیا اُن میں ساتھ انصاف
کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے ﴿۴۸﴾ اور کہتے ہیں
کہ کیا ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ﴿۴۹﴾ کہدے
(اے پیغمبر) کہ میں نہیں مالک ہوں اپنی جان کے
لئے نقصان کا اور نہ نفع کا مگر جو چاہے اللہ ۔
ہر گروہ کے لئے وقت مقرر ہے جب آتا ہے اُن کا
وقت تو پیچھے رہتے ہیں ایک ساعت اور نہ آگے
بڑھتے ہیں ﴿۵۰﴾ کہدے (اے پیغمبر) کیا سوچا تم نے
اگر آوے تم پر اُس کا عذاب رات کو یا دن کو کس کو
اس میں سے جلد چاہتے ہیں گنہگار ﴿۵۱﴾ پھر کیا
جس وقت وہ آپڑیگا تم اُس پر ایمان لاؤگے ۔ کیا
اُس آن (مانوگے) اور ہاں تم تو اُس کا آنا جلد چاہتے
تھے ﴿۵۲﴾ پھر کہا جاویگا اُن لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے
چکھو ہمیشہ کا عذاب کیا تم کو بدلا دیا جاویگا (اور کچھ)
بجز اُس کے جو تم کماتے تھے ﴿۵۳﴾ اور پوچھتے ہیں
تجھ سے کیا یہ سچ ہے کہدے ہاں قسم میرے
پروردگار کی بیشک وہ البتہ سچ ہے اور تم
عاجز کرنے والے نہیں ہو ﴿۵۴﴾

www.poetrymania.com©

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا
فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّوا
النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُونَ (۵۵) أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا
فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَلَا إِنَّ
وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ (۵۶) هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۵۷) يَا أَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ
وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (۵۸) قُلْ بِفَضْلِ
اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا
هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (۵۹) قُلْ
أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ
مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا
قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ (۶۰)
وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ
عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ (۶۱)
وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو
مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ
مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا
إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ
رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَ
لَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۶۲)

اور اگر ہو ہر جان کے لئے جس نے ظلم (یعنی شرک)
کیا ہے جو کچھ کہ زمین میں ہے تو ضرور وہ اُس کو
بدلے میں دیدے اور پشیمانی کو چھپاویں جب کہ وہ
دیکھیں عذاب کو اور فیصلہ کیا جاویگا اُن میں انصاف
سے اور اُن پر ظلم نہ کیا جاویگا (۵۵) سُن بیشک
اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین
میں سُن بیشک وعدہ اللہ کا برحق ہے ولیکن اُن میں کے
بہت سے نہیں جانتے (۵۶) وہی جِلاتا ہے اور وہی مارتا ہے
اور اُسی کے پاس پہنچ جاؤ گے (۵۷) اے لوگو بیشک آئی
ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کے پاس سے
اور شفا اُس بیماری کی جو دلوں میں ہے اور ہدایت و رحمت
مسلمانوں کیلئے (۵۸) کہدے (اے پیغمبر) کہ اللہ کے فضل
سے اور اُسکی رحمت سے اور اُسکے ساتھ چاہیئے کہ خوش
ہوں، وہ بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں (۵۹)
کہدے (اے پیغمبر) کیا دیکھا تم نے جو کچھ اُتارا اللہ نے
رزق سے تمہارے لئے پھر تم نے اُس میں سے کر لیا حلال و حرام
کہ کیا خدا نے تم کو اجازت دی ہے یا خدا پر تہمت کرتے ہو (۶۰)
اور کیا گمان ہے اُن لوگوں کا جو اللہ پر جھوٹا افترا کرتے ہیں
آخرت کے دن کا۔ بیشک اللہ ضرور لوگوں پر فضل کرنیوالا
ہے ولیکن اُن میں کے اکثر شکر نہیں کرتے (۶۱) اور تو
کسی حال میں کیوں نہ ہو اور تو اُس میں سے قرآن میں سے
کچھ کیوں نہ پڑھے اور تم کاموں میں سے کوئی کام کیوں نہ کرتے
ہو مگر ہم ہوتے ہیں تمہارے پاس موجود جب کہ تم
اُس کو شروع کرتے ہو۔ اور نہیں چھپی رہتی تیرے پروردگار
سے (کوئی چیز) ذرہ کی برابر زمین میں اور نہ آسمان میں
اور اُس سے (یعنی ذرہ سے) چھوٹی اور نہ بڑی مگر
(موجود ہے) بیان کرنے والی کتاب میں (۶۲)

www.poetrymania.com©

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۳﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟
وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿۶۴﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ
فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ
لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ذَٰلِكَ
هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿۶۵﴾ وَلَا يَحْزُنكَ
قَوْلُهُمْ إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ
ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿۶۶﴾ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن
فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ
وَمَا يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن
دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ إِن يَتَّبِعُونَ
إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۶۷﴾
هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟
فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِى ذَٰلِكَ
لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۶۸﴾
قَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا سُبْحَٰنَهُۥ
هُوَ ٱلْغَنِىُّ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ
وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ إِنْ عِندَكُم
مِّن سُلْطَٰنٍۭ بِهَٰذَآ أَتَقُولُونَ
عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۹﴾ قُلْ
إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ
ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۷۰﴾
مَتَٰعٌ فِى ٱلدُّنْيَا
ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ نُذِيقُهُمُ ٱلْعَذَابَ
ٱلشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا۟
يَكْفُرُونَ ﴿۷۱﴾

سن بیشک اللہ کے دوست اُن کو نہ کچھ خوف
ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے (۶۳) جو لوگ ایمان
لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے (۶۴) اُن کے لئے
خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ادل
بدل نہیں ہے اللہ کے کلام میں یہ (بشارت) وہی ہے
بڑی مراد پانی (۶۵) اور تجھ کو غمگین نہ کرے اُن کا کہنا
بیشک عزت اللہ کے لئے ہے ساری وہ سننے والا ہے
جاننے والا (۶۶) سن بیشک اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں
میں ہے اور جو زمین میں ہے اور پیروی نہیں کرتے وہ
لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو، نہیں
پیروی کرتے مگر گمان کی اور وہ نہیں ہیں مگر جھوٹی باتیں
بنانے والے (۶۷) وہ وہ ہے جس نے بنائی تمہارے
لئے رات تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن روشن (تاکہ
تم اس میں چلو پھرو کام کاج کرو) بیشک اس میں نشانیاں
ہیں اُن لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں (۶۸) کہتے ہیں
(کفار مکہ) کہ ٹھہرا لی ہے خدا نے اولاد، پاک ہے وہ —
وہ بے پرواہ ہے۔ اُسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تمہارے پاس دلیل
سے کوئی دلیل اس پر نہیں ہے۔ کیا تم کہتے ہو خدا پر
جو نہیں جانتے (۶۹) کہہ دے (اے پیغمبر) کہ بیشک
جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ فلاح نہیں پانے
کے (۷۰) (اُن کو) فائدہ مندی دنیا
میں ہے پھر ہمارے پاس اُن کو
آنا ہے پھر ہم اُن کو چکھاوینگے
عذاب شدید کا بسبب اس
کے کہ وہ کفر کرتے
تھے (۷۱)

www.poetrymania.com©

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي
وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى
اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ
وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ
عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا
تُنْظِرُونِ (۷۱) فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ
مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ
أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۷۲) فَكَذَّبُوهُ
فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَ
جَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ (۷۳) ثُمَّ بَعَثْنَا
مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا
بِهِ مِنْ قَبْلُ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ
قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ (۷۴) ثُمَّ بَعَثْنَا
مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا
فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا
مُجْرِمِينَ (۷۵) فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ
مُبِينٌ (۷۶) قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ
لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ
السَّاحِرُونَ (۷۷) قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا
عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ
فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ (۷۸)

اور پڑھ سنا اُن کو قصہ نوح کا۔ جب کہ اُس نے کہا اپنی
قوم سے اے میری قوم اگر تم پر گراں ہو گیا ہے میرا کھڑا ہونا
اور اللہ کی نشانیوں (یعنی حکم) سے نصیحت کرنا تو میں نے
خدا پر توکل کیا ہے پھر اکٹھے ہو جاؤ اپنے کام پر مع اپنے
شریکوں کے پھر نہ ہو تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر حوالہ
کرو میرے اور مجھ کو مہلت مت دو (۷۱) پھر اگر تم
پھر جاؤ تو میں تم سے نہیں مانگتا کچھ بدلا میرا بدلا دینا
نہیں ہے مگر اللہ پر اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں ان مسلمانوں
(یعنی فرمانبرداروں) میں سے ہوں (۷۲) پھر انہوں نے اُس کو
جھٹلایا پھر بچا لیا ہم نے اُس کو اور اُن کو جو اُس کے
ساتھ تھے کشتی میں اور پھر ہم نے اُن کو جانشین کیا اور
ہم نے اُن کو ڈبو دیا جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا
تھا پھر دیکھ کیا ہوا آخر حال ڈرائے گیوں کا (۷۳) پھر بھیجے
ہم نے اُس کے (یعنی نوح کے) بعد رسول اُن کی قوم
کے پاس پھر وہ آئے اُن کے پاس روشن دلیلوں کے ساتھ
پھر وہ نہ تھے کہ ایمان لاویں اس پر جس کو انہوں نے اس سے پہلے
جھٹلایا تھا اس طرح پر ہم مہر کر دیتے ہیں دلوں پر
زیادتی کرنے والوں کے (۷۴) پھر ہم نے بھیجا اُن کے
بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اُس کے سرداروں
کے پاس اپنی نشانیوں کے ساتھ پھر انہوں نے تکبر کیا
اور وہ لوگ گنہگار تھے (۷۵) پھر جب ان کے پاس سچی
بات ہمارے پاس سے آئی انہوں نے کہا کہ بیشک یہ
جادو ہے علانیہ (۷۶) موسیٰ نے کہا کیا تم کہتے ہو سچی بات
کے لئے جب کہ آئی تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے اور فلاح نہیں پاتے
جادوگر (۷۷) وہ بولے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ پھیر دے ہم کو
اس سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور ہو تم دونوں کی بڑائی ملک
میں اور ہم نہیں ہیں تمہارے ایمان لانے والے (۷۸)

www.poetrymania.com©

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ
سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ
مُّوسٰى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۸۱﴾
فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ
بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللّٰهَ
لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۲﴾ وَ
يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُونَ ﴿۸۳﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسٰى
إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلٰى خَوْفٍ
مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ
وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ
لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۸۴﴾ وَقَالَ مُوسٰى
يٰقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿۸۵﴾
فَقَالُوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ
الْكٰفِرِينَ ﴿۸۶﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلٰى مُوسٰى
وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا
بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ
قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَا
إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً
وَأَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا
عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ
وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى
يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۸۸﴾

فرعون نے کہا کہ لاؤ میرے پاس تمام جادوگروں (جادو کو
بخوبی جاننے والوں کو ﴿۸۰﴾ پھر جب آئے جادوگر ان سے
موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو ﴿۸۱﴾ پھر
جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا کہ جو کچھ تم لائے ہو
جادو ہے، بیشک اللہ جلد اس کو جھوٹا کر دیگا بیشک
اللہ درست نہیں کرتا کام فساد کرنیوالوں کا ﴿۸۲﴾ ثابت
کردیگا اللہ سچ کو اپنے کلام سے اور گو کہ ناخوش ہوں
گنہگار ﴿۸۳﴾ پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر بجز اس
کی قوم کی اولاد کے باوجود فرعون کے اور اُس
کے سرداروں کے خوف کے کہ ایذا دیگا ان کو۔ اور
بیشک فرعون البتہ غالب تھا ملک میں۔ اور بیشک وہ
البتہ تھا زیادتی کرنے والوں میں سے ﴿۸۴﴾ اور
موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ
پر تو اُسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو ﴿۸۵﴾ پھر
انہوں نے کہا کہ اللہ پر ہم نے توکل کیا۔ اے ہمارے
پروردگار نہ بنا ہم کو ایذا میں ڈالنے کو ظالموں کی قوم
کے لئے۔ اور نجات دے ہم کو اپنی رحمت سے
کافروں کی قوم سے ﴿۸۶﴾ اور وحی بھیجی ہم نے
موسیٰ اور اس کے بھائی کے پاس یہ کہ بنا دیں اپنی
قوم کے لئے مصر میں گھر اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رخ
اور قائم رکھو نماز کو اور خوشخبری دو ایمان والوں
کو ﴿۸۷﴾ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار
بیشک تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں
کو شان اور دولت دنیا کی زندگی میں۔ اے ہمارے پروردگار
تاکہ گمراہ کریں تیرے رستے سے اے ہمارے پروردگار مٹا دے ان کی
دولتوں کو اور سختی کر ان کے دلوں پر پھر وہ ایمان نہیں لانے کے جب تک
کہ دیکھیں عذاب دکھ دینے والا ﴿۸۸﴾

www.poetrymania.com©

قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا
فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا
بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ
فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ
بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ
الْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ
إِلَّا الَّذِيٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓاْ إِسْرَآءِيلَ
وَأَنَا۠ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ ءَآلْـَٰٔنَ
وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ
مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ
نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ
لِمَنْ خَلْفَكَ ءَايَةً وَإِنَّ كَثِيرًا
مِّنَ النَّاسِ عَنْ ءَايَٰتِنَا
لَغَٰفِلُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا
بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ
وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ الطَّيِّبَٰتِ
فَمَا اخْتَلَفُواْ حَتَّىٰ جَآءَ
هُمُ الْعِلْمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُواْ
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ فَإِن كُنتَ
فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ

(خدا نے) کہا البتہ قبول کی گئی تم دونوں کی دعا
پھر تم دونوں استقامت کرو اور پیروی نہ کرو
اُن لوگوں کے رستہ کی جو نہیں جانتے ﴿٨٩﴾ اور
اور پار اُتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر اُن کا
پیچھا کیا فرعون نے اور اُس کے لشکر نے سرکشی
اور تعدی سے۔ یہاں تک کہ جب آ لگا اُس کو
ڈوبنا (اُس وقت فرعون نے) کہا ایمان لایا میں
کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر ایمان لائے
ہیں بنی اسرائیل اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ﴿٩٠﴾
(خدا نے کہا) اب ایمان لاتا ہے) اور بیشک
نافرمانی کر چکا تو پہلے اور تھا تو فساد کرنیوالوں
میں سے ﴿٩١﴾ پھر آج کے دن بچا دیویں گے ہم
تجھ کو تیری لاش کو تاکہ تو ہو اُن لوگوں کیلئے
جو کہ تیرے پیچھے ہیں نشانی۔ اور بیشک لوگوں
میں سے بہت ہیں ہماری نشانیوں سے غافل ﴿٩٢﴾
اور بیشک ٹھکانا دیا ہم نے بنی اسرائیل کو جگہ
دینی سچائی کی اور ہم نے اُن کو روزی دی پاک چیزوں
سے۔ پھر اُنھوں نے اختلاف نہیں کیا جب تک
کہ آیا اُن کے پاس علم (یعنی قرآن) بیشک تیرا
پروردگار فیصلہ کریگا اُن میں قیامت کے دن
جس چیز میں کہ وہ اس میں اختلاف کرتے تھے ﴿٩٣﴾
پھر اگر تو کسی شک میں ہے اُس سے جو بھیجا ہے ہم نے

﴿٩٤﴾ (فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ) اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "جو لوگ
افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ فلاح نہیں پانے کے" اور اُس کی تصدیق کے لئے خدا نے
حضرت نوح اور اُن کی اُمت کا اور ڈوبنے والے فرعون و فرعون کا قصہ بیان فرمایا تھا کہ کس طرح
ان کی اُمت خدا کے رسولوں کی بات نہ ماننے سے عذاب میں مبتلا ہوئی۔ اُن کا قصہ بیان
کرنے کے بعد خدا نے فرمایا "فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ" یعنی اے خدا پر افترا کرنے والے اگر تجھ کو

www.poetrymania.com©

اليك فسئل الذين يقرءون
الكتب من قبلك لقد جاءك
الحق من ربك فلا تكونن من
الممترين ﴿۹۴﴾ ولا تكونن من
الذين كذبوا بايت الله فتكون
من الخسرين ﴿۹۵﴾ ان الذين
حقت عليهم كلمت ربك
لا يؤمنون ﴿۹۶﴾ ولو جاءتهم
كل اية حتى يروا العذاب
الاليم ﴿۹۷﴾ فلولا كانت قرية
امنت فنفعها ايمانها
الا قوم يونس لما امنوا
كشفنا عنهم عذاب الخزي في
الحيوة الدنيا ومتعنهم
الى حين ﴿۹۸﴾ ولو شاء ربك
لامن من في الارض كلهم
جميعا افانت تكره الناس
حتى يكونوا مؤمنين ﴿۹۹﴾ وما
كان لنفس ان تؤمن الا باذن الله
ويجعل الرجس على الذين
لا يعقلون ﴿۱۰۰﴾

تیرے پاس تو پوچھ اُن لوگوں سے جو پڑھتے
ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ بیشک آیا ہے سچ
تیرے پاس تیرے پروردگار سے پھر نہ ہو تو
شک کرنے والوں میں سے ﴿۹۴﴾ اور نہ ہو اُن
لوگوں میں سے کہ جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو پھر تو
ہو جاوے نقصان پانے والوں میں ﴿۹۵﴾ جن کہ
وہ لوگ کہ اُن پر محقق ہو گیا حکم تیرے پروردگار کا
وہ ایمان نہیں لانے کے ﴿۹۶﴾ اور گو کہ آوے اُن
کے پاس ہر ایک نشانی یہاں تک کہ وہ دیکھیں عذاب
دُکھ دینے والا ﴿۹۷﴾ پھر کیوں نہ ہوئی کوئی بستی
کہ ایمان لائی ہو (یعنی عذاب نازل ہونے کے بعد)
پھر اُس کو فائدہ دیا ہو اُس کے ایمان نے بجز قوم یونس
جب کہ وہ ایمان لائے دور کر دیا ہم نے اُن سے
رسوا کرنے والے عذاب کو دنیا کی زندگی میں اور ہم نے
اُن کو فائدہ مند کیا ایک مدت تک ﴿۹۸﴾ اور اگر
چاہتا تیرا پروردگار تو ایمان لے آتے جو زمین میں
ہیں سب کے سب اکٹھا پھر کیا تو جبر کر سکتا ہے
لوگوں پر تا کہ وہ مسلمان ہو جاویں ﴿۹۹﴾ اور ممکن
نہیں ہے کسی شخص کو کہ ایمان لاوے مگر اللہ کے
حکم سے اور کر دیتا ہے نجس ہونا اُن لوگوں پر
جو نہیں جانتے ﴿۱۰۰﴾

اس قصہ میں جو ہم نے بذریعہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تجھ پر نازل کیا ہے کچھ شک ہو تو اُن لوگوں
سے پوچھ لے جو تجھ سے بہت پہلے سے کتاب کو پڑھتے آتے ہیں۔ تقدیر کلام اس طرح پر ہے*

فان كنت ايها المفترى فى شك مما انزلنا اليك بلسان محمد من قصص
الانبياء واممهم فسئل الذين يقرؤن الكتاب من قبلك اى قبل زمانك
وعهدك +

ثم خاطب الله هذا المفترى وقال - لقد جاءك الحق من ربك بالوحى

www.poetrymania.com©

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ
وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ
فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ
رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا
نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ
الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ
يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

کہدے (اے پیغمبر) دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں
اور زمین میں اور کچھ فائدہ نہیں کرتیں نشانیاں
اور ڈرانے والے اُس قوم سے جو ایمان نہیں
لاتی ﴿۱۰۱﴾ پس نہیں منتظر رہتے مگر مانند اُن لوگوں
کی مصیبت کے دنوں کے جو گذرے ہیں اُن سے
پہلے کہدے (اے پیغمبر) پھر منتظر رہو بیشک
مَیں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں
سے ہوں ﴿۱۰۲﴾ پھر بچا لینگے ہم اپنے رسولوں کو
اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اِس طرح ہم
پر محقق ہے بچا لینا ایمان لانے والوں کا ﴿۱۰۳﴾
کہدے (اے پیغمبر) کہ اے لوگو اگر تم ہو شک
میں میرے دین سے پھر مَیں عبادت نہیں کرتا
اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا
لیکن عبادت کرتا ہوں اُس خدا کی جو تم کو مارتا ہے
اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ مَیں ہوں مسلمانوں
میں سے ﴿۱۰۴﴾

علے محمد فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات اللہ فتکون من الخسرین کما خسروا امۃ الانبیاء السابقین بالتکذیب بآیات اللہ +

یعنی اِس کے بعد خدا نے پھر اُسی کو جو خدا پر افترا کرتا ہے مخاطب کر کے فرمایا "بیشک آیا ہے تیرے پاس سچ تیرے پروردگار کے پاس سے بذریعہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پھر تو نہ ہو شک کرنے والوں میں سے اور نہ ہو اُن لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو پھر تو ہو جاوے نقصان پانے والوں میں سے" جس طرح کہ نقصان پایا اگلے نبیوں کی اُمت نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلانے سے۔ غرضکہ ان دونوں آیتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب نہیں ہے بلکہ اُس شخص کی طرف خطاب ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے +

اس آیت کی تفسیر جس طرح ہم نے بیان کی ہے اُس کی مثال سورہ انبیاء و سورہ نحل کی آیت میں موجود ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم

www.poetrymania.com©

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اور یہ کہ سیدھا کر اپنا منہ دین کے لیئے خالص ہوکر اور مت ہو مشرکوں میں سے ﴿۱۰۵﴾ اور مت پکار اللہ کے سوا اُس کو کہ نہ نفع دے تجھ کو اور نہ ضرر پہنچاوے تجھ کو پھر اگر تو نے کیا تو بیشک تو اُس وقت ظالموں میں سے ہے ﴿۱۰۶﴾

فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (سورۂ نحل آیت ۴۵ و سورۂ انبیا آیت ۷) +

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجا مگر آدمیوں کو کہ وحی بھیجی ہم نے اُن کے پاس پھر (اے منکرو) پوچھ لو علم والو یعنی توریت کے جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ہو +

پس جس طرح خدا نے اس آیت میں منکروں کو توریت جاننے والوں سے پوچھنے کا حکم دیا اسی طرح افترا کرنے والے اور جھٹلانے والے کو اس سورۃ کی آیت میں حکم دیا کہ جو لوگ توریت کو پڑھتے ہیں اُن سے پوچھ لے +

ہم نے ان آیتوں میں ضمیر مخاطب کا جو مما انزلنا الیك ۔ اور الكتاب من قبلك ۔ اور لقد جاءك الحق من ربك میں اُس شخص کو مخاطب قرار دیا ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ وحی یا کتاب یا خدا کی طرف سے امر حق کے پہنچنے میں پیغمبر مخاطب ہو سکتا ہے نہ شخص منکر و مکذب تو اس مقام پر کیوں اُس کو مخاطب قرار دیا ہے +

مگر جو چیز کہ پیغمبروں کو خدا کی طرف سے دی گئی ہے وہ سب انبیا کے ذریعہ سے اُن کو بھی دی گئی ہیں جن کی ہدایت کے لیئے وہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں مثلاً توریت حضرت موسے پر نازل ہوئی ہے اور حضرت موسے کو دی گئی ہے مگر جا بجا خدا تعالے توریت کا دیا جانا اُن لوگوں کی نسبت بیان کرتا ہے جن کی ہدایت کے لیئے حضرت موسے یا اور پیغمبر مبعوث ہوئے تھے چنانچہ سورہ بقر میں فرمایا ہے ۔ ولما جاءهم رسول من عند الله مصدق لما معهم نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب كتاب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمون ۔ اس آیت میں توریت کا دیا جانا یہودیوں کی نسبت بیان ہوا ہے اس لیئے کہ گو وہ حضرت موسے کو دی گئی تھی مگر بذریعہ حضرت موسے کے تمام یہودیوں کو دی گئی ہے اور اس سے یہودیوں کو توریت کا دیا جانا فرمایا +

اسی طرح ایک جگہ فرمایا ۔ وان الذين اوتوا الكتاب ليعلمون انه الحق من ربهم ۔ پھر فرمایا ۔ ولئن اتيت الذين اوتوا الكتاب بكل اية ما تبعوا قبلتك ۔ پھر فرمایا ۔

www.poetrymania.com©

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾

اور اگر پہنچاوے تجھ کو کوئی برائی پھر اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں مگر وہ اور اگر ارادہ کرے تیرے ساتھ بھلائی کا پھر کوئی ہٹانے والا نہیں اس کے فضل کو پہنچا دیتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور وہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۱۰۷﴾ کہدے (اے پیغمبر) اے لوگو بیشک آیا ہے سچ تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے پس جس شخص نے ہدایت پائی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہدایت پاتا ہے خود اپنے لئے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہدایت پاتا ہے خود اپنے لئے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اپنے نقصان کے لئے اور میں نہیں ہوں اوپر تمہارے نگہبان ﴿۱۰۸﴾

الذین اتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ پھر فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ماجاءھم العلم۔ پھر فرمایا مثل الذین اوتوا الکتاب۔ پھر فرمایا۔ فریقا من الذین اوتوا الکتاب۔ پھر فرمایا۔ من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ پھر فرمایا۔ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب پھر فرمایا۔ یایھا الذین اوتوا الکتاب امنوا۔ پھر فرمایا۔ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم پھر فرمایا۔ الیوم احل لکم الطیبت وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم۔ پھر فرمایا۔ والمحصنت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ ان تمام آیتوں میں توریت کا دیا جانا یہودیوں کو اور انجیل کا دیا جانا عیسائیوں کو بیان ہوا ہے حالانکہ وہ موسیٰ یا انبیاء بنی اسرائیل یا حضرت عیسے کو دی گئی تھی اور بواسطے ان پیغمبروں کے یہودیوں اور عیسائیوں کو اس لئے ان کو دیا جانا یہودیوں اور عیسائیوں کو کہا گیا اسی طرح ان آیتوں میں قرآن مجید کا نازل ہونا یا امر حق کا آنا بذریعہ محمد رسول اللہ کے منکر یا مکذب کی نسبت بیان کیا گیا بعض مفسرین نے بھی فان کنت فی شک مما انزلنا الیک۔ کا خطاب منکر یا مکذب کی طرف قرار دیا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے " ھذا الخطاب

www.poetrymania.com©

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾	اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی بھیجی جاتی ہے تیرے پاس اور صبر کر یہاں تک کہ حکم کرے اللہ وہ بہت اچھا ہے حکم کرنیوالوں میں کا ﴿۱۰۹﴾

لیس مع الرسول " اور انزلنا الیک کی تفسیر میں لکھا ہے " مما انزلنا الیک من الھدی علی لسان محمد "، اور یہی وہ بات ہے جو ہم نے زیادہ تفصیل سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کی ہے +

جلد چوتھی تمام ہوئی